بچوں کے لیے

سُنہری امامت

محمد اسمٰعیل بدایونی

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

Marfat.com

سنہری امامت

تالیف

محمد اسمٰعیل بدایونی گولڈ میڈلسٹ
ایم اے اسلامیات، ایم اے تاریخ اسلام، ایم فل،

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

Marfat.com

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب	سنہری امامت
تالیف	محمد اسمٰعیل بدایونی
صفحات	۱۹۲
حسن اہتمام	فرحان احمد
اشاعت	۲۰۱۳
قیمت	۳۵۰
ناشر	اسلامک ریسرچ سوسائٹی

03322463260

Ismail.budauni@gmail.com

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کی نئی مطبوعات کے لیے دیکھیے

https://www.facebook.com/IslamicResearchSociety

فہرست

- امام اعظم ابو حنیفہ 10
- کنز الحکمت 10
- زوطی 11
- حضرت علی کی دعا 13
- خاندان زوطی کا ستارہ 14
- حصولِ علم 16
- فقہ میں انہماک 18
- امام حماد کی شاگردی 19
- دہریئے کے تین سوال 20
- سونے کا ستون 22
- عثمان غنی کے گستاخ کا علاج 23
- نیک تاجر 25
- امانت 26
- کپڑے کے تھان 30
- قسم نہیں ٹوٹی 36
- اور چور پکڑا گیا 39
- طلاق نہیں ہوئی 42

Marfat.com

- صبر کی طاقت 46
- حاضر جوابی 51
- مدد 53
- خارجیوں کی توبہ 57
- پڑوسی سے حسن سلوک 60
- پرہیزگاری 61
- پچاس ہزار درہم نذرانہ 62
- عجیب سوالات 64
- گریہ وزاری 67
- کشف 68
- گورنر کوفہ کا تشدد 69
- شہادت 70
- امام مالک 73
- علم کی لگن 73
- علم کے حریص 79
- حصولِ علم اور کاروبار 82
- کلمہ حق 87
- جعفر محفلِ درس میں 90

- عامل مدینہ 93
- امام مالک کی گرفتاری 94
- کوڑوں کی بارش 96
- رسوائی کا سامان 97
- حصول علم اور سفر 100
- تعظیم حدیث 103
- اعتراف 108
- علم اور سفارش 111
- ہارون رشید کی درخواست 117
- موطا امام مالک 119
- امام مالک کا وصال 121
- امام شافعی 122
- پہلا سبق 124
- دوسرا سبق 127
- ذہانت 126
- آخری سبق 131
- کتاب سے محبت 134
- استاد کے لیے تحفہ 137

Marfat.com

- امام مالک کی درس گاہ 138
- حدیث کی قرأت 142
- سفرِ عراق 144
- خرابی کا سبب 145
- امام شافعی کی گرفتاری 149
- ہارون رشید کے دربار میں 151
- جہنمی 154
- پادریوں کا قبولِ اسلام 158
- وصال 166
- امام احمد بن حنبل 167
- امام احمد بن حنبل کون؟ 175
- مخبری 176
- تقویٰ 181
- خودداری 187
- امام احمد بن حنبل کا وصال 191

Marfat.com

ڈاکٹر راشدہ قاری

ڈائریکٹر انسٹیٹیوٹ آف میرین سائنس جامعہ کراچی

اسلامی کتب آج کے معاشرے کی اہم ضرورت

محمد اسماعیل بدایونی صاحب سے میری پہلی ملاقات ایک اسلامی محفل میں ہوئی۔ محفل کے اختتام پر ان کا تعارف میرے بڑے بھائی خواجہ رضی حیدر صاحب نے کرایا۔ پہلی ہی ملاقات میں' میں نے اسماعیل بدایونی کے بارے میں اندازہ لگالیا کہ ان کا رجحان تحقیق کی طرف کافی ہے۔ اور آج آپ کی کتابوں (سنہری سیرت' سنہری کہانیاں اور سنہرے قصے) پڑھ کر احساس ہوا کہ واقعی بدایونی صاحب نے قرآن حکیم کا نہ صرف بغور مطالعہ کیا ہے بلکہ قرآن پاک کی آیتوں پر تحقیق بھی کی ہے۔ انہوں نے یہ کتب بچوں کے لئے لکھیں ہیں ان کتابوں کے زریعے انہوں نے بچوں کی علمی صلاحیتوں کو بڑھانے اور انہیں اسلام سے روشناس کرانے کی پوری پوری کوشش کی ہے۔

انہوں نے ان کتابوں میں اسلامی نقطہ نظر کو جامع طریقے سے پیش کرنے کی ایک مستحسن کوشش کی ہے۔ ان تمام کتب میں بچوں کی سمجھ کے مطابق ان کو چھوٹی چھوٹی باتوں سے اسلامی طور طریقوں کو سمجھانے کی کوشش کی ہے۔ بدایونی صاحب کی یہ کتب بچوں کو تفریح کے ساتھ ساتھ قرآنِ پاک کو سمجھنے میں بھی معاونت کریں گی۔ یہ کتابیں آج کے جدید دور کو بطورِ خاص نظر میں رکھ کر لکھی گئی ہیں۔ کیوں کہ آج کے دور میں بچوں کے لئے اس قدر کچرا ہے کہ وہ اس سے سر ہی نہیں اٹھا پاتے۔ موبائل سے ہٹتے ہیں تو ٹی۔ وی

Marfat.com

دیکھنے بیٹھ جاتے ہیں۔ ٹی۔ وی سے فارغ ہوتے ہیں تو کمپیوٹر کھول لیتے ہیں۔ اور پھر گھنٹوں فیس بک ' چیٹنگ اور دنیا جہاں کی اچھی بری باتیں سرچ کی جاتی ہیں۔ یہ تمام خرافات والدین کے لئے لمحہ فکریہ ہیں۔ بدایونی صاحب کی یہ کتب (سنہری سیرت ' سنہری قصے ' سنہری کہانیاں) ان تمام والدین کے لئے جو اپنے بچوں کی ان تمام عادات سے پریشان ہیں اور انہیں یہ خرافات مہیا کر کے پشیمان ہیں ایک پیغام ہے۔ یہ سچ ہے کہ انسان کو سنوارنے میں تعلیم کا بنیادی دخل ہے۔ جس طرح اولاد کے لئے خوراک ' لباس اور رہائش کا انتظام کرنا والدین کی ذمہ داری ہے اسی طرح اس کی دینی اور دنیاوی تعلیم کا انتظام کرنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ اگر ہم اپنے بچوں کو یہ کتب اور ان جیسی کتب لا کر دیں اور ان کتب کو ان کی میز کا حصہ بنانے کے ساتھ ساتھ انہیں ان کتب کو پڑھنے کی بھی تاکید کریں تو یقیناً کوئی اچھی تبدیلی ضرور آئے گی۔

بدایونی صاحب نے مجھے یہ کتب پڑھنے کو دیں۔ میں کہاں سمندر کی کیمیائی ترکیب ' سمندری پودوں اور جانوروں پر کام کرنے والی ایک معمولی محقق خاتون اتنا اسلامی علم ہضم کر سکتی تھی۔ کیوں کہ اس کام کے لئے نہایت قوی دماغ اور مضبوط اعصاب کی ضرورت ہوتی ہے اور دراصل اسی سے بے عمل عالم اور بے علم عامل والی بحث چھڑ جاتی ہے۔ یہ کتب پڑھ کر مجھے خود بھی بہت ساری معلومات ملیں اور بہت ساری قرآن پاک کی باتیں سمجھنے کا موقع ملا جو میرے دل کے کسی گوشے میں ایک سوال کی صورت میں موجود تھیں۔ میں نے قرآن شریف کو ترجمے سے پڑھا ہوا ہے اور پڑھتی بھی رہتی ہوں اور میرے خیال میں ہر مسلمان کو قرآن شریف ترجمے کے ساتھ پڑھنا چاہیے۔ کیوں کہ قرآن پاک عربی زبان میں ہے۔ اور عربی زبان ہر انسان کی زبان نہیں ہوتی۔ اس لئے

Marfat.com

جب تک ہم قرآنِ پاک کو اپنی زبان میں نہیں پڑھیں گے جب تک ہم اس سے مکمل طور پر مستفید نہیں ہو سکتے۔ اس لئے مسلمان جب قرآنِ پاک عربی زبان کے ساتھ ساتھ خود اپنی زبان میں پڑھتا ہے تو اس کو قرآنِ پاک کو سمجھنے کا زیادہ موقع ملتا ہے۔ اور اس پاک کتاب میں اللہ تعالیٰ نے جو کچھ بتایا ہے اس کو پڑھ کر اس کو ہدایت ملتی ہے۔ اور اپنے بہت سے مسائل کا حل مل جاتا ہے۔ رہنے سہنے کے طریقوں سے واقفیت ہو جاتی ہے۔ بدایونی صاحب نے اپنی ان کتابوں میں بچوں کو بچوں کے طریقے سے ان تمام حالات و واقعات بتانے کی کوشش کی ہے۔ جن کا ذکر قرآنِ پاک میں موجود ہے۔ ان کتابوں کو پڑھنے کے بعد قرآن پاک کی کئی باتیں کھل کر سامنے آئیں۔ بدایونی صاحب نے اپنی کتاب سنہری سیرت میں حضور پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ بتائی ہے۔ میرے والد صاحب مولانا حکیم قاری احمد پیلی بھیتی کہا کرتے تھے کہ اسوۂ رسول وہ قیمتی نشانِ راہ ہے جس کی حفاظت و تقلید سے دنیاوی زندگی کی راہیں متعین ہوتی ہیں، بنتی اور سنورتی ہیں۔ اور آخرت کی منزلوں میں نہ ٹوٹنے والا سہارا حاصل ہوتا ہے۔ بدایونی صاحب کی یہ کتاب بھی یہی پیغام دیتی ہے۔ بدایونی صاحب نے یہ کتب سنہری سیرت، سنہری قصے اور سنہری کہانیاں لکھ کر اپنا فرض پورا کر دیا ہے۔ اب ان کتابوں سے فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ان کتب کو پڑھیں اور جس قدر ان سے استفادہ ممکن ہو کریں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ بدایونی صاحب کو علمی دنیا میں مزید ترقی دے (آمین)۔

ڈاکٹر راشدہ قاری
ڈائریکٹر
انسٹیٹیوٹ آف میرین سائنس جامعہ کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

امام اعظم ابو حنیفہ

کنز الحکمت

نبی کریم ﷺ کی بارگاہ میں جبریل امین حاضر ہوئے اور بارگاہِ بے کس پناہ میں عرض کی: یارسول اللہ ﷺ! داؤد علیہ السلام کے اُمتی حضرت لقمان کے پاس حکمت کا اتنا بڑا ذخیرہ تھا اگر وہ اپنے حکمت کے خزانے سے حکمت کا ایک موتی بھی بیان فرماتے تو ساری دنیا کی حکمتیں اُن کے سامنے ہاتھ باندھ کر کھڑی ہو جاتی تھیں۔

اس گفتگو کے دوران نبی کریم ﷺ کو خیال آیا کہ کاش میری امت میں بھی کوئی ایسا شخص موجود ہوتا جو حضرت لقمان کی حکمت کا سرمایہ ہوتا۔

جبریل امین دوبارہ حاضر ہوئے اور عرض کی: یارسول اللہ ﷺ آپ کی امت میں ایک ایسا آدمی ہو گا جو حکمت کے خزانے سے ہزاروں حکمتیں بیان کرے گا اور آپ ﷺ کی امت کو آپ ﷺ کے احکامات سے آگاہ کرے گا۔

نبی کریم ﷺ نے حضرت انس سے ارشاد فرمایا:

میری امت میں ایک شخص پیدا ہو گا جس کا نام نعمان ہو گا اور کنیت ابو حنیفہ ہو گی وہ اللہ تعالیٰ کے دین اور میری سنت کو زندہ کرے گا۔

Marfat.com

نبی کریم ﷺ نے جبریل امین سے گفتگو کے بعد حضرت انس کو اپنے پاس بلایا اور ان کے منہ میں اپنا لعابِ دہن ڈال دیا اور وصیت کی کہ اسے ابو حنیفہ کے منہ میں یہ امانت ڈال دینا۔

نبی کریم ﷺ کی یہ امانت یعنی لُعابِ دہن امام اعظم کو حضرت انس کی وساطت سے ملی۔

زوطی

سلطنت ایران کا طوطی ساری دنیا میں بول رہا تھا، دنیا کی عالمی طاقت ایران کے بارے میں ہر خاص و عام بخوبی آگاہ تھا۔ اہل ایران آگ کی پوجا کیا کرتے تھے۔

ملک ایران میں ایک معزز خاندان رہا کرتا تھا اس خاندان کے ایک نوجوان جس کا نام زوطی تھا اسے اہل ایران کا آگ کی پوجا کرنا کبھی بھی اچھا نہیں لگا۔

وہ نوجوان سوچا کرتا تھا کہ جس آگ کو ہم خود جلاتے ہوں اور خود ہی بجھا دیتے ہوں بھلا وہ آگ بھی خدا ہو سکتی ہے؟

ابھی یہ نوجوان انہی خیالات میں گم تھا کہ

ہدایت کیا ہے؟

کیسے ملے گی؟

اور خدا کون ہے ؟ جیسے سوالات اس کے ذہن میں گردش کر رہے تھے ادھر مکے میں آفتابِ ہدایت طلوع ہو چکا تھا اور اب ہدایت کی روشنی عرب کی سرزمین سے نکل کر ساری دنیا کو منور کر رہی تھی۔

اسلام کی سنہری کرنوں نے اس نوجوان کے قلب وذہن کو بھی اپنی روشنی سے منور کر دیا اور پھر زوطی نے کسریٰ کے دورِ حکومت میں ہی اسلام قبول کر لیا۔

ایران کے آتش پرست زوطی کے قبولِ اسلام پر سخت حیران و پریشان تھے ایران کے سردار زوطی کے قبولِ اسلام کو بغاوت سے تعبیر کر رہے تھے۔

لیکن اہل ایران کا ایک بلند و بالا معزز خاندان کے خلاف کوئی انتہائی قدم اٹھانا اتنا آسان نہ تھا لیکن آباء واجداد کی قدیم جاہلانہ رسموں سے اعلانِ بغاوت جہالت کے ایوانوں میں سب سے بڑا جرم سمجھا جاتا ہے،

اور یہاں تو معاملہ رسم ورواج کا نہیں عقائد و نظریات کا تھا قدم قدم پر نفرتوں کا سلوک کیا جانے لگا، حقارت، توہین اور ظلم و ستم کے اقدامات نے زوطی کے لیے ایران کی زمین کو تنگ کر دیا۔

عالمی طاقت ایران کا باسی (نیشنلٹی ہولڈر) اب اپنے وطن میں نہیں رہ سکتا تھا اس سے پہلے کے زوطی کو ملک بدر کیا جاتا نوجوان زوطی مجبوراً ایران سے کوفے کی طرف ہجرت کر گیا۔

یہ وہی شہر تھا جس کو سیدنا علی نے دار الخلافہ قرار دیا تھا

حضرت علی کی دعا

زوطی کو کوفہ ہی مقام عافیت ظر آیا۔

زوطی کو سیدنا علی سے خاص عقیدت تھی کبھی کبھی حضرت علی کے دربار میں بھی حاضر ہوتے تھے۔

اہل فارس نوروز کے دن عید مناتے تھے زوطی نے بطورِ نذر فالودہ سیدنا علی کی خدمت میں بھیجا۔

سیدنا علی نے ان کی محبت کا خیال کرتے ہوئے فالودہ قبول کر لیا مگر ساتھ ہی ارشاد فرمایا:

"ہمارے یہاں ہر روز نوروز ہے"

کوفے میں قیام کرتے ہوئے ابھی کچھ عرصہ ہی گزرا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے زوطی کو ایک بیٹا عطا فرمایا:

زوطی نے اپنے بیٹے کا نام ثابت رکھا۔

ابھی ثابت کمسن ہی تھے کہ زوطی انہیں لے کر سیدنا علی کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اپنے لختِ جگر کے لیے خصوصی دعا کی درخواست کی۔

امیر المؤمنین ان کے اس عمل سے بہت خوش ہوئے زوطی کے فرزند ثابت کے سر پر دستِ شفقت رکھا اور زوطی اور ان کی اولاد کے حق میں دعائے خیر فرمائی اور برکت سے نوازا۔

Marfat.com

خاندان زوطی کا ستارہ

خاندانِ زوطی کا ستارہ اپنے عروج پر تھا۔

زوطی کے فرزند ثابت بن زوطی نوجوان ہو چکے تھے ثابت نے تجارت کو اپنا ذریعہ معاش بنایا اور پھر بہت جلد ثابت کا شمار کوفہ کے ممتاز تاجروں میں ہونے لگا۔

زوطی نے اپنے لختِ جگر ثابت کی شادی جلد ہی ایک نیک سیرت خاتون سے کر دی اور پھر اللہ تعالیٰ نے اس خاندان کو اور وسعت عطا فرمائی اور ثابت کے گھر بھی ایک فرزند کی ولادت ہوئی چراغ سے چراغ روشن ہوا۔

بیٹا کیا تھا چودھویں کا چاند تھا جو دیکھتا دیکھتا ہی رہ جاتا۔

ثابت بن زوطی نے اپنے فرزند کا نام نعمان بن ثابت رکھا۔

وقت گزرتا رہا اور دنیا اس بچے نعمان بن ثابت کو امام اعظم ابو حنیفہ کے لقب سے یاد کرنے لگی

ماضی قریب ہی کی تو بات ہے جب زوطی نے قبول اسلام کی پاداش میں اپنے وطن کو خیر باد کہا تھا۔۔۔

کچھ عرصہ ہی تو بیتا تھا جب اسلام قبول کرنے کی پاداش میں تکلیفیں برداشت کرنا پڑی تھی۔

Marfat.com

چند سال ہی تو گزرے تھے جب ایران کے سرداروں اور مذہبی پیشواؤں نے قبول اسلام کی پاداش میں حقارت انگیز سلوک کیا تھا۔

لیکن اتنے قلیل عرصے میں اتنا بڑا انعام مل رہا تھا۔

آج دنیائے اسلام، زوطی کے پوتے کو امام اعظم کے لقب سے یاد کر رہی تھی۔

یہ مقام و مرتبہ تو کسی سلطنت کے بڑے سے بڑے شہنشاہ کو بھی نصیب نہ تھا۔ عالمی طاقت ایران کی نیشنلٹی چھوڑی تھی۔

آج ایران کے محلات ویران ہو چکے ہیں شاہی خاندان تحقیر و ذلت کا باب بن چکا ہے۔

لیکن زوطی کے گھر کو وہ مقام ملا ہے کہ آنے والا ہر شہنشاہ اس گھر کے در و دیوار کو چوم تو سکتا ہے لیکن اس گھر کی برابری کا دعویٰ نہیں کر سکتا۔

یہ وہ در ہے جہاں سے علم و حکمت کا چشمہ پھوٹ رہا تھا۔

کتاب بہترین دوست ہے

Marfat.com

حصولِ علم

نعمان بن ثابت اب لڑکپن کی دہلیز پر قدم رکھ چکے تھے اور خاندانی پیشے تجارت سے منسلک ہو گئے۔

ذہانت اور اللہ تعالیٰ کی مدد نے آپ کو جلد ہی کاروبار کے میدان میں بھی وہ عروج بخشا کہ برسوں کا کاروبار تھوڑے ہی عرصے میں پھلتا، پھولتا اور پھیلتا چلا گیا۔

ایک دن حسبِ معمول تجارتی معاملات کے لیے بازار جا رہے تھے راستے میں کوفے کے مشہور بزرگ امام شعبی کا گھر پڑتا تھا۔

امام شعبی کوفے کے مشہور بزرگ ہونے کے ساتھ اہلِ علم کے بڑے قدر دان اور جوہر شناس تھے۔

نعمان بن ثابت کے چہرے سے علم و دانائی کے آثار جھلک رہے تھے جب نعمان بن ثابت امام شعبی کے سامنے سے سلام کر کے گزرے تو امام شعبی نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا اور بہت محبت اور شفقت کے ساتھ پوچھا:

کہاں جا رہے ہو؟

نعمان بن ثابت نے سوداگر کا نام لے کر کہا کہ ان کے پاس جا رہا ہوں اور اپنا کاروباری مقصد بھی بتا دیا۔

امام شعبی نے دوبارہ سوال کیا:

Marfat.com

تم کس سے پڑھتے ہو؟

کسی سے بھی نہیں نعمان بن ثابت نے بڑی سادگی سے جواب دیا۔

امام شعبی کی نگاہوں نے لفظوں میں چھپی ہوئی شوقِ علم کی جستجو کو محسوس کر لیا تھا۔

امام شعبی نے نہایت شفقت اور محبت کے ساتھ نعمان بن ثابت سے کہا:

بیٹا! علماء کی صحبت میں بیٹھا کرو۔

مجھے تمہارے ماتھے پر علم و حکمت اور دانش مندی کے آثار نظر آتے ہیں تمہارے اندر بڑی بڑی صلاحیتیں پوشیدہ ہیں تمہیں علمِ دین کی طرف متوجہ ہونا چاہیے۔

امام شعبی کے ان الفاظ نے نعمان بن ثابت کی زندگی میں ایک انقلاب برپا کر دیا اور پھر آپ نہایت ذوق و شوق کے ساتھ علم کے حصول میں لگ گئے۔

ادب، تاریخ، تفسیر، حدیث، اور علم کلام میں مہارت حاصل کر لی ساتھ ہی تجارت کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

Marfat.com

فقہ میں انہماک

نعمان بن ثابت نے علم الکلام میں کمال حاصل کر لیا تھا۔

بحث ومباحثہ میں کوئی آپ کا ثانی نہیں تھا ایک عرصے تک آپ اس علم کے ذریعے بحث ومباحثہ اور مناظرہ میں مشغول رہے۔

ایک دن آپ کے ذہن میں خیال آیا کہ صحابہ کرام ایسا نہیں کرتے تھے حالانکہ وہ علم الکلام کو زیادہ جانتے تھے وہ شرعی اور فقہی مسائل کے حصول اور ان کی تعلیم میں ہی مشغول رہتے تھے۔

آپ ابھی انہی خیالات میں تھے کہ ایک دن ایک عورت آپ کے پاس آئی اور اس نے کوئی مسئلہ آپ سے پوچھا:

آپ نے اسے اس وقت کے سب سے بڑے فقیہ امام حماد کے پاس بھیج دیا۔

پھر آپ نے سوچا کہ کیا فائدہ اس علم الکلام کا کہ ایک عورت کے مسئلہ کو بھی میں نہیں بتا سکا۔

Marfat.com

امام حماد کی شاگردی

امام حماد کوفے کے مشہور عالم اور امام تھے اُنہوں نے حضرت انس بن مالک سے حدیث سننے کا شرف حاصل کیا تھا۔اس شرف نے اُن کو علم و معرفت کی بلندیاں عطا کر دی تھی۔

نعمان بن ثابت کا شوقِ علم خود کو کھینچ کر امام حماد کی درس گاہ تک لے آیا۔

امام حماد کے حلقہ درس میں آپ کو جگہ سب سے آخر میں ملی اور کچھ ہی دنوں میں امام حماد نے محسوس کر لیا کہ حافظہ، ذہانت، اور شوق و لگن میں کوئی بھی نعمان بن ثابت کا ہمسر نہیں ہے تو حکم دیا کہ ابو حنیفہ (نعمان بن ثابت کی کنیت) سب سے آگے بیٹھا کریں۔

امام حماد بھی آپ سے بڑی شفقت اور محبت سے پیش آتے تھے انہوں نے مستقبل کے اس درخشاں آفتابِ علم کو پرکھ لیا تھا۔

امام اعظم کو علم کی بہت جستجو تھی آپ نے کوفے کے محدثین سے علم حدیث حاصل کیا پھر بصرہ میں امام حسن بصری، شعبہ، قتادہ کے چشموں سے علمی تشنگی دور کی اور زندگی کے آخری ایام تک علم حاصل کرتے رہے۔اکثر حرمین شریفین تشریف لے جاتے اور مہینوں وہاں قیام کرتے اور حج کے موقع پر جب دنیائے اسلام کے بڑے بڑے علماء جمع ہوتے جو اپنے فن میں نہایت باکمال ہوتے ان بزرگوں سے فیض علم حاصل کرتے۔

اور پھر دنیا نے دیکھا کہ اس علم کے آفتاب نے ایک دنیا کو اپنے علم سے منور کیا۔

دہریئے کے تین سوال

کوفہ میں ایک عجیب معاملہ پیش آچکا تھا۔

ایک دہریہ کوفہ میں کھڑا ہو کر فرزندانِ اسلام کو مناظرہ کا چیلنج کر رہا تھا۔

وہ کہہ رہا تھا ہے کوئی مسلمان جو میرے تین سوالوں کا جواب دے سکے۔

1۔ خدا اس وقت کیا کر رہا ہے؟

2۔ خدا کا منہ کس طرف ہے؟

3۔ خدا سے پہلے کیا تھا؟

اس دہریئے کے چاروں جانب عوام کا مجمع لگا ہوا تھا۔

لیکن تمام مجمع پر سکوت طاری تھا۔

وہ دہریہ چوک کے اوپر ایک اونچی جگہ پر بیٹھا اسلام کی حقانیت کو دھندلانے کی ناپاک کوشش کر رہا تھا۔

ہے کوئی مسلمان جو میرے تین سوالوں کا جواب دے سکے دہریے نے ایک مرتبہ پھر بھرے مجمع میں مسلمانوں کو چیلنج کیا۔

امام اعظم ابو حنیفہ ابھی طالب علم ہی تھے آپ نے جب اس کا یہ چیلنج سنا تو بانگ دہل کہا: ہاں! میں تیرے سوالات کا جواب دینے کو تیار ہوں۔

لیکن میری ایک شرط ہے امام اعظم ابو حنیفہ نے اس دہریے کا چیلنج قبول کرتے ہوئے کہا:

وہ کیا؟ دہریئے نے پوچھا

تم سائل ہو (یعنی سوال پوچھنے والے ہو) اور میں تمہارے سوالات کا جواب دینے والا ہوں۔ جواب دینے والے کا رتبہ بڑا ہوتا ہے لہذا میں اوپر بیٹھوں گا اور تم نیچے کھڑے ہو کر سوال پوچھو گے۔

وہ دہریہ نیچے اتر آیا اور امام اعظم اوپر تشریف لے گئے۔

پھر آپ نے اس دہریئے سے فرمایا: اب پوچھو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟

دہریئے نے امام اعظم سے کہا: میرا پہلا سوال یہ ہے کہ بتایئے۔

اس وقت خدا کیا کر رہا ہے؟

امام اعظم نے فرمایا: اللہ تعالیٰ اس وقت ایک دہریئے کو اسلام کے طالب علم کے ہاتھوں ذلیل کر رہا ہے اسے نیچے بٹھایا ہوا ہے اور اسلام کے ایک طالب علم کو اوپر بٹھا کر عزت دے رہا ہے۔

ایک لمحے کے لیے دہریہ بالکل چپ ہو کر رہ گیا پھر خود کو سنبھالتے ہوئے کہنے لگا:

اچھا یہ بتایئے کہ خدا کا منہ کس طرف ہے؟

امام اعظم نے ایک موم بتی منگوائی اور اس کو روشن کیا اور اس دہریئے سے پوچھا بتاؤ اس شمع کا منہ کس طرف ہے؟

دہریہ دم بخود رہ گیا۔

اس نے اگلا سوال کیا کہ بتاؤ خدا سے پہلے کیا تھا؟

امام اعظم نے فرمایا: کیا تمہیں گنتی آتی ہے؟

Marfat.com

اس نے کہاہاں !

توآپ نے فرمایا: اچھاتودس سے ایک تک الٹی گنتی گنو

اس نے گنتی گنی 10،9،8،7،6،5،4،3،2،1

آپ نے دہریئے سے کہااچھابتاؤکہ 1 سے پہلے کیا تھا؟

اس نے کہا 1 سے پہلے توگنتی ہی نہیں تھی

امام اعظم نے فرمایا: خدا سے پہلے بھی کچھ نہیں ہے۔

اس مناظرے میں دہریئے کو صاف شکست ہوئی اور دہریہ اپنا سامنہ لے کر رہ گیا لوگوں نے آپ کو اپنے کندھوں پر بٹھالیااور نعرہ تکبیر اور نعرہ رسالت سے کوفہ کی فضا گونج رہی تھی۔

سونے کا ستون

ایک دن امام ابو حنیفہ امام مالک سے ملاقات کرنے مدینے تشریف لے گئے۔

امام مالک نے ان کی بڑی تعظیم کی اور انہیں اپنے قریب مسند پر بٹھایاجب امام اعظم وہاں سے تشریف لے گئے تولوگوں سے پوچھا:

جانتے ہویہ کون تھے؟

یہ ابو حنیفہ عراقی تھے یہ اگر پتھر کے اس ستون کو سونے کاثابت کرناچاہیں توکوئی انہیں روک نہیں سکتا۔

Marfat.com

عثمان غنی کے گستاخ کا علاج

کوفہ میں ایک شخص رہا کرتا تھا جو سیدنا عثمان غنی کی شان میں بکواس کیا کرتا تھا ایک دن تو اس نے حد ہی کر دی اور سیدنا عثمان غنی کے لیے کہنے لگا کہ وہ یہودی تھے۔

امام اعظم کو یہ بات شدید ناگوار گزری آپ اس کے پاس گئے اور اس سے کہا کہ میں ایک ضروری کام سے آپ کے پاس حاضر ہوا ہوں۔

اس نے کہا: حضرت ارشاد فرمائیے آپ جیسی شخصیت کی بات قبول کرنا میرے لیے بڑی سعادت کی بات ہے۔

امام اعظم نے کہا: آپ کی بیٹی کے لیے ایک رشتہ ہے کیا آپ اس لڑکے سے اپنی بیٹی کی شادی کرنا چاہیں گے؟

اس شخص نے کہا: حضرت ذرا لڑکے کا تعارف بھی کروا دیجیے۔

حسب نسب کیا ہے؟

ذریعہ معاش کیا ہے؟

تعلیم رتبہ عہدہ کیا ہے؟

امام اعظم نے فرمایا لڑکا بہت مال دار ہے، سخی بھی ہے عزت دار بھی ہے اور قرآن مجید کا حافظ بھی ہے، راتوں کو جاگ کر عبادت بھی کرتا ہے اور دن کو روزہ بھی رکھتا ہے۔

Marfat.com

اس شخص نے خوش ہوتے ہوئے کہا: آپ تو بہت ہی اچھا رشتہ لے کر آئے ہیں بے شک ایسا ہی شخص میرا داماد بنے کے لائق ہے۔

امام اعظم نے اس کے خوش گوار موڈ کو دیکھتے ہوئے کہا: اس میں ایک برائی ہے

اس نے حیرت سے پوچھا: وہ کیا؟

امام اعظم نے فرمایا: وہ یہودی ہے۔

یہ سن کر تو وہ شخص بری طرح سے بگڑ گیا اور ناراضگی کا اظہار کرتے ہوئے کہنے لگا:

اے ابو حنیفہ ! کیا آپ میری بیٹی کی شادی ایک یہودی سے کرنا چاہتے ہیں؟

اللہ کی قسم ! ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا۔

اس شخص میں دنیا کی ساری خوبیاں بھی جمع ہو جائیں تب بھی میں اپنی بیٹی کا نکاح ایک یہودی سے نہیں کر سکتا۔

امام اعظم نے فرمایا: تمہیں تو یہ گوارا نہیں کہ تمہاری بیٹی کا نکاح ایک یہودی سے ہو اور تمہیں یہ کہتے ہوئے شرم تک نہیں آتی کی نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی دو شہزادیوں کا نکاح یکے بعد دیگرے ایک یہودی سے کر دیا۔

اب وہ شخص کانپ اٹھا اور فوراہی آپ کے ہاتھ پر توبہ کی تجدید ایمان کیا۔

Marfat.com

نیک تاجر

امام اعظم ابو حنیفہ کپڑے کی تجارت کیا کرتے تھے۔ایک دن کا واقعہ ہے کہ ایک عورت آپ کے پاس کپڑے کا ایک قیمتی ریشمی تھان لے کر آئی اور آپ سے پوچھا کہ کیا آپ اس ریشمی تھان کو خریدیں گے؟

امام اعظم نے اس عورت سے پوچھا: تم اس ریشمی تھان کو کتنے میں بیچو گی؟

اس عورت نے کہا کہ میں اس ریشمی تھان کو ایک سو دینار میں فروخت کروں گی۔

امام اعظم نے فرمایا: تمہارے کپڑے کا تھان بہت قیمتی ہے اور پیسے بہت کم ہیں۔

اس عورت نے پیسے بڑھا کر دو سو درہم کر دیئے

آپ نے فرمایا: یہ کپڑا اس سے بھی زیادہ قیمتی ہے

اس عورت نے سو دینار مزید بڑھا دیئے اور فرمایا کہ اچھا پھر تین سو دینار دے دیجیے

آپ نے فرمایا: یہ کپڑا اور قیمتی ہے۔

اس عورت نے چار سو دینا کر دیئے۔

آپ نے فرمایا: یہ چار سو سے بھی زیادہ کا ہے۔

اس عورت نے کہا: آپ مجھ سے مذاق کر رہے ہیں؟

امام اعظم نے اس سے وہ کپڑا پانچ سو دینار میں خریدا یہ تقویٰ و پرہیز گاری تھی جس نے آپ کے کاروبار کو خوب چمکا دیا۔

Marfat.com

امانت

ارے سائرہ کے ابا! اجی! سنتے ہیں؟ رافعہ بیگم نے اپنے شوہر انعام صاحب کو پکارتے ہوئے کہا۔

انعام صاحب نے کتاب سے نظر ہٹا کر رافعہ بیگم پر ڈالی اور دوبارہ کتاب پڑھنے میں مصروف ہوگئے۔

اجی سنیئے! رافعہ بیگم نے دوبارہ انعام صاحب کو مخاطب کیا۔

خیریت تو ہے رافعہ بیگم! چہرے پر کچھ پریشانی اور تشویش کے آثار دکھائی دے رہے ہیں۔انعام صاحب نے عینک اتار کر دیکھتے ہوئے کہا۔

تشویش کی بات تو ہے سائرہ کے ابّا!

سائرہ کے سسرال والے سائرہ کی شادی کی تاریخ مانگ رہے ہیں اور ہاتھ میں کچھ بھی نہیں ہے رافعہ بیگم نے ڈوبتی ہوئی آواز کے ساتھ کہا۔

اللہ مالک ہے کچھ نا کچھ انتظام ہو ہی جائے گا تم فکر نہ کرو۔انعام صاحب نے اپنی بیوی کو تسلی دیتے ہوئے کہا اگرچہ انعام صاحب خود بھی تشویش کا شکار تھے۔

ایک بات کہوں آپ سے اگر آپ کو بُرا نہ لگے۔رافعہ بیگم نے اپنے شوہر کے مزاج کو سمجھتے ہوئے پوچھا۔

ہاں ہاں! ضرور کہو انعام صاحب نے فراخ دلی سے کہا۔

شمائلہ اور شہلا کے جو پیسے آپ کے اکاؤنٹ میں موجود ہیں اس میں سے کچھ رقم نکال لیجیے۔رافعہ بیگم نے ڈرتے ڈرتے کہا۔

Marfat.com

شمائلہ اور شہلا انعام صاحب کی یتیم بھتیجیاں تھیں بھائی نے مرتے وقت اپنی دونوں بیٹیوں کا ہاتھ انعام صاحب کے ہاتھ میں دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی ایک اچھی خاصی بڑی رقم بھی دی تھی اور کہا کہ میری اولاد تم پر بوجھ نہیں بنے گی انہی پیسوں سے ان کی تعلیم و تربیت کرنا اور اسی رقم سے ان کی شادی بھی کر دینا۔

انعام صاحب کی اول دن سے یہی کوشش رہی تھی کہ ان یتیم لڑکیوں کا ایک روپیہ بھی ان کے گھر میں خرچ نہ ہو زندگی کے روز و شب میں کئی ایک مواقع ایسے بھی آئے جب انعام صاحب کا ہاتھ بہت تنگ ہو گیا تھا لیکن پھر بھی انہوں نے اپنی یتیم بھتیجیوں کی رقم کی طرف آنکھ اٹھا کر نہیں دیکھا۔

آج رافعہ بیگم کی بات سن کر انعام صاحب کے ماتھے پر بل پڑ گئے تھے رافعہ بیگم! تم نے یہ سوچا بھی کیسے کہ میں اپنی یتیم بھتیجیوں کی رقم سے اپنی بیٹی کی خوشیاں خریدوں گا۔

وہ رقم نہ میری تھی اور نہ میری ہے۔ انعام صاحب نے خفگی سے کہا۔

تو ہم کون سا اسے لے رہے ہیں بعد میں جب ہمارے پاس کچھ رقم آجائے گی ہم واپس ان کے مال میں ڈال دیں گے۔ رافعہ بیگم نے اپنے شوہر کو راہ سجھائی۔

بعد میں کہاں سے آئیں گے؟ رافعہ بیگم!

بس آئندہ اس رقم کے حوالے کوئی بات نہیں کرنا۔ انعام صاحب نے ہاتھ کے اشارے سے گفتگو ختم کرتے ہوئے کہا۔

انعام صاحب نے کرسی پر سر ٹکا کر آنکھیں بند کر لی تھی۔

Marfat.com

رافعہ بیگم ! کچھ دیر کی خاموشی کے بعد انعام صاحب نے اپنی اہلیہ کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

یہ یتیم کا مال ہے اور یتیم کا مال استعمال کر کے ہم اپنی بیٹی کی خوشیاں نہیں خرید سکتے۔

اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے

اِنَّ الَّذِیۡنَ یَاۡكُلُوۡنَ اَمۡوَالَ الۡیَتٰمٰى ظُلۡمًا اِنَّمَا یَاۡكُلُوۡنَ فِىۡ بُطُوۡنِهِمۡ نَارًا ﴿۱۰﴾

وہ جو یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں نری آگ بھرتے ہیں

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا

وَاٰتُوا الۡيَتٰمٰۤى اَمۡوَالَهُمۡ‌ وَلَا تَتَبَدَّلُوا الۡخَبِيۡثَ بِالطَّيِّبِ‌ وَلَا تَاۡكُلُوۡۤا اَمۡوَالَهُمۡ اِلٰۤى اَمۡوَالِكُمۡ‌ؕ اِنَّهٗ كَانَ حُوۡبًا كَبِيۡرًا (سورہ نساء) ﴿۲﴾

اور یتیموں کو اُن کے مال دو اور ستھرے کے بدلے گندا نہ لو اور ان کے مال اپنے مالوں میں ملا کر نہ کھا جاؤ بے شک یہ بڑا گناہ ہے

اور اسی سورت میں یہ بھی فرمایا

وَابۡتَلُوا الۡيَتٰمٰى حَتّٰۤى اِذَا بَلَغُوا النِّكَاحَ‌ۚ فَاِنۡ اٰنَسۡتُمۡ مِّنۡهُمۡ رُشۡدًا فَادۡفَعُوۡۤا اِلَيۡهِمۡ اَمۡوَالَهُمۡ‌ۚ وَلَا تَاۡكُلُوۡهَاۤ اِسۡرَافًا وَّبِدَارًا اَنۡ يَّكۡبَرُوۡا‌ ؕ وَمَنۡ كَانَ غَنِيًّا فَلۡيَسۡتَعۡفِفۡ‌ۚ وَمَنۡ كَانَ فَقِيۡرًا فَلۡيَاۡكُلۡ بِالۡمَعۡرُوۡفِ‌ؕ

فَاِذَا دَفَعْتُمْ اِلَيْهِمْ اَمْوَالَهُمْ فَاَشْهِدُوْا عَلَيْهِمْ ؕ وَكَفٰى بِاللّٰهِ حَسِيْبًا

اور یتیموں کو آزماتے رہو یہاں تک کہ جب وہ نکاح کے قابل ہوں تو اگر تم ان کی سمجھ ٹھیک دیکھو تو ان کے مال انہیں سپرد کر دو اور انہیں نہ کھاؤ حد سے بڑھ کر اور اس جلدی میں کہ کہیں بڑے نہ ہو جائیں اور جسے حاجت نہ ہو وہ بچتا رہے اور جو حاجت مند ہو وہ بقدر مناسب کھائے پھر جب تم ان کے مال انہیں سپرد کر دو تو ان پر گواہ کر لو اور اللہ کافی ہے حساب لینے کو

یتیم کا مال کس طرح استعمال کرنا ہے قرآن کریم نے بڑی احتیاط کا حکم دیا ہے رافعہ بیگم! سورہ انعام میں اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے

وَلَا تَقْرَبُوْا مَالَ الْيَتِيْمِ اِلَّا بِالَّتِيْ هِيَ اَحْسَنُ حَتّٰى يَبْلُغَ اَشُدَّهٗ

اور یتیموں کے مال کے پاس نہ جاؤ مگر بہت اچھے طریقہ سے جب تک وہ اپنی جوانی کو پہنچے

اور دیکھو یہ مال میری ان دونوں یتیم بھتیجیوں کا ہے میں اس کو اپنے استعمال میں نہیں لا سکتا۔

ہمارے اسلاف نے اپنے عمل سے ہماری ایسی ہی تربیت کی ہے ہمارے اسلاف کا کردار ہمارے لیے روشنی ہے۔

Marfat.com

امام اعظم ابو حنیفہ جیسی شخصیت امت مسلمہ میں آج تک پیدا نہیں ہوئی اتنے بڑے عالم تھے کہ پھر دنیائے اسلام میں ان کا ثانی پیدا نہیں ہوا۔

ایک دیہاتی ایک دن آپ کے پاس آیا اور اس نے ایک لاکھ ستر ہزار درہم آپ کے پاس امانتاً رکھوائے۔

کچھ دنوں کے بعد اس کا انتقال ہو گیا اس شخص کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے جب وہ بالغ ہو گئے تو امام اعظم ابو حنیفہ نے ایک دن ان بچوں کو اپنے پاس بلایا اور وہ امانت جو ان کے والد نے امام اعظم کے پاس رکھوائی تھی واپس کر دی اور فرمایا کہ یہ رقم تمہارے والد نے امانتاً میرے پاس رکھوائی تھی اور اس بات کا اعلان بھی نہیں کیا کہ دیکھو ہم کتنے نیک ہیں۔

رافعہ بیگم! معلوم ہے کہ انہوں نے اعلان کیوں نہیں کیا کہہ سکتے تھے کہ دیکھو بھئی میں بہت امین ہوں برسوں پہلے جو رقم ایک شخص نے رکھوائی تھی آج میں پوری کی پوری واپس کر رہا ہوں حالانکہ اس بات کا کوئی گواہ بھی نہیں ہے۔

صرف اس لیے کہیں لوگوں کو اتنی بڑی رقم کا علم ہو گیا تو ان یتیم بچوں کو تنگ نہ کریں۔

رافعہ مجھے یقین ہے کہ اللہ تعالیٰ جلد ہی کوئی انتظام فرمادے گا۔

اور پھر اس نیکی کا انعام انہیں شام ہی میں مل گیا ایک اخبار میں انہیں لکھنے کی آفر ہوئی تھی اچھی تنخواہ تھی دیگر مراعات علیحدہ تھی اور پھر جلد ہی ان کی بیٹی سائرہ کی شادی بھی دھوم دھام سے ہو گئی۔

Marfat.com

کپڑے کے تھان

عارف! یہ کپڑے کے دونوں تھان بھی گاہک کے مال میں ڈال دو کلر ہلکا ہونے کی وجہ سے مال نکل نہیں رہا۔ ولید نے عارف سے کہا۔

سیٹھ شمیم کی جامع کلاتھ میں کپڑے کی سب سے بڑی اور عالی شان دکان تھی۔

عارف اور ولید دونوں دوست تھے اور سیٹھ شمیم کی دکان پر کام کرتے تھے سیٹھ شمیم کے پرانے ملازم تھے سیٹھ شمیم بھی ان پر بڑا اعتماد کرتے تھے۔انہوں نے بھی کبھی سیٹھ شمیم کے اعتماد کو ٹھیس نہیں پہنچائی تھی۔

عارف نے دونوں خراب تھان گاہک کو اس کا عیب بتائے بغیر اس کے مال میں شامل کر دیئے گاہک اپنا مال لے کر چلا گیا۔

سیٹھ شمیم کا بیٹا شعیب کل ہی گریجویشن کر کے انگلینڈ سے پاکستان واپس آیا تھا۔آج سیٹھ صاحب اپنے بیٹے شعیب کو لے کر دکان پر آئے تھے۔

آیئے آیئے چھوٹے سیٹھ صاحب ولید نے شعیب کو سیٹھ شمیم کے ساتھ آتے دیکھ کر خوش اخلاقی سے کہا:

عارف تم نے دلاور کا مال نکال دیا تھا۔ سیٹھ شمیم نے خالص کاروباری انداز میں پوچھا

Marfat.com

جی جی سیٹھ صاحب ابھی لے کر گیا ہے ان کا ملازم اور سیٹھ صاحب میں نے خاموشی سے وہ دونوں تھان بھی اس کے مال میں شامل کر دیئے جن کا رنگ اڑ گیا تھا اور سال بھر سے دکان میں پڑے ہوئے تھے۔ عارف نے فخر سے اپنا کارنامہ سنایا

ارے واہ عارف! تم تو بہت تیز ہو گئے ہو سیٹھ شمیم نے عارف کی پیٹھ تھپتھپائی۔

عارف کیا کہا؟ تم نے۔۔۔ دوبارہ کہنا سیٹھ شمیم کی بیٹے شعیب نے پوچھا

چھوٹے سیٹھ صاحب! دو تھان جن کا رنگ اڑ چکا تھا ہم نے آج وہ گاہک کو بیچ دیئے اور اس کو پتہ بھی نہیں چلا عارف نے اپنا کارنامہ ایک مرتبہ پھر بڑے فخر سے سُنایا۔

تو تم نے گاہک کو یہ نہیں بتایا کہ اس کپڑے میں عیب ہے۔ شعیب نے عارف سے حیرت کے ساتھ پوچھا

ارے چھوٹے سیٹھ صاحب! کیا اتنا بے وقوف سمجھ رکھا ہے آپ نے مجھے اگر میں گاہک کو کپڑے کا عیب بتا دیتا تو کیا وہ کپڑے مجھ سے خریدتا؟ نہیں۔ عارف نے خالص دوکانداری کے انداز میں کہا۔

یعنی تم نے اس کو مال کا عیب بتائے بغیر فروخت کر دیا۔ شعیب نے حیرت سے پوچھا

ارے بیٹا! مارکیٹ میں یہ چلتا ہے سیٹھ شمیم نے اپنے سیلز مین کی حمایت کرتے ہوئے کہا۔

بابا جان! مال نکل جاتا ہے لیکن حرام مال جیب میں آجاتا ہے دھوکے سے حاصل کی ہوئی رقم کیا جائز ہوتی ہے؟ شعیب نے ہلکی سی ناراضگی کے ساتھ کہا۔

ارے بیٹا ! یہ تم کن چکروں میں پڑ گئے ؟ تمہیں لندن بزنس کی ڈگری لینے بھیجا تھا لگتا ہے مولویت کی سند لے کر آئے ہو سیٹھ شمیم نے بات کو گھماتے ہوئے کہا۔

نہیں بابا جان ! بات مولویت اور گریجویشن کی نہیں اسلامی تعلیمات کی ہے اللہ و رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو طریقہ تجارت ہمیں سکھایا ہے یہ اس کے خلاف ہے۔

بابا جان !اس طرح مال کمانے میں برکت نہیں رہتی۔عارف اور ولید بھی بڑی حیرت کے ساتھ شعیب کی گفتگو سن رہے تھے۔

بابا جان ایک بات بتایئے !شعیب نے ان کی خفگی کو محسوس کرتے ہوئے نرم لہجے میں پوچھا:

پوچھو بیٹا ! سیٹھ شمیم نے بھی قدرے دھیمے لہجے میں کہا۔

بابا جان ! اگر یہ ہی دھوکا کوئی آپ کے ساتھ کرتا تو آپ کو کیسا لگتا؟شعیب نے سوال کیا۔

شعیب کا سوال کیا تھا؟ایک چمکتا ہو آئینہ تھا جس کی تپش میں سیٹھ شمیم اپنا آپ پگھلتا ہوا محسوس کر رہے تھے۔

لمحہ بھر کے لیے تو سیٹھ شمیم ٹپٹا گئے انہیں اس سوال کی امید ہی نہیں تھی۔

بیٹا یقیناً یہ میرے لیے دکھ اور صدمے کا باعث ہوتا۔ سیٹھ شمیم نے صاف گوئی سے کام لیتے ہوئے کہا

تو بابا جان ! آپ کیوں کسی کے لیے تکلیف اور صدمے کا باعث بن رہے ہیں ؟ کیا کسی مسلمان بھائی کے لیے جائز ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی کو دھوکا دے۔ شعیب نے بڑی تسلی سے اپنی بات اپنے بابا جان اور دکان کے ملازمین کو سمجھائی۔

میں آپ کو امام اعظم ابو حنیفہ جن کے ہم مقلد بھی ہیں اور یہ مسلمانوں کے بہت بڑے امام بھی ہیں ان کا ایک واقعہ سناتا ہوں۔

امام اعظم کپڑے کے بہت بڑے تاجر تھے آپ کے پاس کچھ تھان تھے جن میں کچھ عیب تھا آپ نے اپنے نوکر سے کہا کہ ان تھانوں کو جب فروخت کرنا تو ان کے عیب گاہک کو بتا دینا پھر فروخت کرنا۔

اتفاق سے امام صاحب کے جانے بعد کوئی گاہک آیا اور ملازم نے وہ مال فروخت کر دیا اور گاہک کو مال کا عیب بتانا بھول گیا۔

اب جب امام صاحب واپس آئے تو دیکھا کہ کپڑے کا وہ تھان فروخت ہو چکا ہے آپ نے ملازم سے پوچھا کیا وہ تھان فروخت ہو گیا؟

ملازم نے کہا جی ہاں !

آپ نے فرمایا کیا تم نے اس تھان کا عیب اس گاہک کو بتا دیا تھا؟

ملازم کو شرمندگی ہوئی کہنے لگا: حضرت ! میں اس کا تذکرہ کرنا بھول گیا

امام اعظم ابو حنیفہ نے اس سے پوچھا: کیا تم اس گاہک کو جانتے ہو؟

ملازم نے کہا: مجھے یاد نہیں کہ میں نے وہ تھان کس گاہک کو فروخت کیا ہے۔

امام اعظم نے وہ ساری رقم فوراً صدقہ کر دی۔

Marfat.com

تو بابا جان ! جب ہم مسلمان ہیں اور امام اعظم کی پیروی بھی کرتے ہیں تو یہ کیا بات ہوئی کہ جہاں ہمارا فائدہ ہو وہاں تو ہم تمام قواعد و ضوابط اور اسلامی تعلیمات کو پس پشت ڈال دیں۔

آج غیر مسلموں کی پروڈکٹ پر ہمیں اعتماد ہے ہم کہتے ہیں کہ وہ دھوکہ نہیں دیتے حالانکہ دنیا کو ہم پر اعتماد ہونا چاہیے کیونکہ مسلمان کسی کو دھوکہ نہیں دیتا۔

عارف اور ولید آپ دونوں آئندہ دکان کا جو بھی مال فروخت کرنا اگر اس میں کوئی عیب ہو تو گاہک کو ضرور اس سے آگاہ کرنا۔ شعیب نے بہت تسلی اور پیار سے ان دونوں سے کہا۔

شاباش! شعیب بیٹا! تم نے تو میری آنکھیں کھول دیں میری تجارت ہی اگر اچھی نہ ہو تو میری زکوۃ خیرات میری نماز اور روزے کہاں جائیں گے۔

عارف دلاور کو فون کرو اور اس سے وہ دونوں خراب تھان واپس منگوالو۔ سیٹھ شمیم نے خوفِ خدا کو دل میں محسوس کرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

قسم نہیں ٹوٹی

جامعہ انوار القرآن میں علامہ جامی صاحب اپنے طلبہ کو فقہ پر لیکچر دیتے ہوئے امام اعظم ابو حنیفہ کی ذہانت کے کچھ واقعات طلبہ کو سنا رہے تھے۔

کوفے میں دو میاں بیوی رہا کرتے تھے ان دونوں میاں بیوی میں آپس میں بہت محبت تھی مگر ہر گھر کی طرح ان کے گھر بھی کبھی کبھی لڑائی جھگڑا ہو جاتا تھا۔

اتفاق سے ایک دن دونوں میاں بیوی کے درمیان کسی بات پر لڑائی ہو گئی۔

شوہر کو بہت شدید غصہ تھا تو بیوی بھی بہت غصہ میں تھی لیکن آخر کار بیوی نے خاموشی اختیار کر لی۔ لیکن غصے میں ابھی بھی تھی۔

اب جب شوہر نے دیکھا کہ بیوی نے خاموشی اختیار کر لی ہے اور اس سے بات کرنا چھوڑ دی ہے تو شوہر کے غصے کا درجہ حرارت تھوڑا اور بڑھ گیا۔

شوہر نے غصہ میں قسم کھاتے ہوئے کہا: میں تم سے اس وقت تک بات نہیں کروں گا جب تک تم مجھ سے بات نہیں کرو گی۔

بیوی نے بھی قسم کھالی کہ میں بھی تم سے اس وقت تک بات نہیں کروں گی جب تک تم مجھ سے بات نہیں کرو گے۔

Marfat.com

دونوں میاں بیوی نے آپس میں بات بند کردی جب دوسرے دن صبح ہوئی تو دونوں کو اپنی اپنی غلطی کا احساس ہوا۔

شوہر گھر سے نکل کر امام سفیان ثوری کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام معاملہ آپ کے گوش گزار کیا۔

سفیان ثوری علیہ الرحمہ نے بڑے غور سے مسئلہ سنا اور فرمایا:

تم میں سے جو بھی پہلے بات کرے گا اسے کفارہ دینا ہوگا۔

اب وہ شخص نہایت مایوسی کے عالم میں امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہوا اور تمام معاملہ آپ کے بھی گوش گزار کیا۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا:

تم دونوں آپس میں بات چیت کر سکتے ہو کسی پر کوئی کفارہ نہیں شوہر خوشی خوشی گھر واپس آگیا۔

حضرت سفیان ثوری کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو بڑے ناراض ہوئے اور اس شخص سے کہا کہ تم دوبارہ جاکر معلوم کرو۔

وہ شخص دوبارہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنا مسئلہ دوبارہ معلوم کیا۔

آپ نے پھر وہی جواب دیا۔

حضرت سفیان ثوری بھی وہاں پہنچ چکے تھے امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا: اپنا مسئلہ سفیان ثوری صاحب کے سامنے دوبارہ سناؤ۔

اس شخص نے مسئلہ دوبارہ سنایا۔

Marfat.com

امام اعظم نے فرمایا: میں اب بھی یہی کہتا ہوں کہ ان پر کوئی کفارہ نہیں ہے۔

تمام طلبہ بڑی دلجمعی کے ساتھ علامہ جامی صاحب کا لیکچر سن رہے تھے۔

حضرت سفیان ثوری تے فرمایا: یہ کیسے ممکن ہے؟

امام اعظم نے فرمایا:

جب شوہر نے بیوی کو مخاطب کر کے قسم کھائی تو اگلے ہی لمحے بیوی نے بھی شوہر کو مخاطب کر کے قسم اٹھالی اور اس طرح اس نے شوہر سے بات کرلی۔

اس طرح عورت نے بات کرنے میں پہل کر دی لہذا دونوں پر کسی قسم کا کفارہ نہیں ہوگا۔

حضرت سفیان ثوری امام اعظم کا جواب سن کر حیران رہ گئے اور ستائشی لہجے میں فرمانے لگے۔

ابو حنیفہ!

تم پر وہ علوم منکشف ہوئے ہیں جن کا ہم تصور بھی نہیں کر سکتے۔

Marfat.com

اور چور پکڑا گیا

علامہ جامی کا لیکچر جاری تھا۔

ایک دن ایک پریشان حال شخص امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔

چہرے سے پریشانی ظاہر تھی، غم اور دکھ کی کیفیت میں اس نے امام صاحب کو سلام کیا اور سامنے بیٹھ گیا۔

امام صاحب نے اس کے سلام کا جواب دیا اور اس سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے؟ کیوں پریشان ہو؟

اس شخص نے عرض کی:

امام صاحب میں کل رات لُٹ گیا میرے گھر کل رات کچھ چور آئے اور میرا سارا مال لوٹ کر لے گئے۔

میں نے اِن چوروں میں سے ایک چور کو پہچان لیا۔ وہ محلے کی مسجد میں ہی نماز پڑھتا ہے۔

جب اس چور نے مجھے دیکھا کہ میں نے اسے پہچان لیا ہے تو وہ آگے بڑھا اور اس نے مجھے رسیوں سے باندھ دیا اور مجھ سے قسم لی کہ اگر میں نے اس کا نام بتایا تو اس کی بیوی کو تین طلاقیں ہو جائیں گی۔

اب اگر میں قاضی کو چور کا نام بتاتا ہوں تو میری بیوی نکاح سے نکل جائے گی اور اگر میں نہیں بتاتا تو میرا سارا مال و دولت عمر بھر کی کمائی لٹ جاتی ہے۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے اس شخص سے کہا کہ اچھا تم جاؤ اور میرے پاس ایک ایسے آدمی کو بھیجو جس پر تم کو مکمل اعتماد ہو۔

وہ مغموم شخص گھر واپس آگیا اور گھر آکر اس نے اپنے بھائی کو امام صاحب کے پاس بھیج دیا۔

بھائی امام صاحب کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔

امام صاحب نے اس کے بھائی سے کہا کہ تم قاضی کے پاس جاؤ اور سارا واقعہ اس کو بتاؤ اپنے بھائی کی پریشانی اور مجبوری کا بھی ذکر کرو۔

اور قاضی سے کہو کہ وہ پولیس بھیج دے۔

پولیس تمام نمازیوں کو حکم دے کہ ایک ایک نمازی مسجد سے باہر نکلے گا۔

اب بھائی قاضی کے پاس گیا سارا واقعہ قاضی کے گوش گزار کیا اپنے بھائی کی مجبوری کا بھی ذکر کیا۔

اسلامی دور تھا اور عدالتی نظام بہت اچھا تھا قاضی نے فوراً ہی پولیس کا دستہ روانہ کر دیا۔

اب جب نماز ختم ہوئی تو پولیس نے حکم دیا کہ تمام نمازی ایک ایک کر کے مسجد سے باہر نکلیں گے۔

اور مسجد سے باہر اس پریشان حال شخص کو کھڑا کر دیا۔

امام اعظم نے اس شخص سے کہا: جب تم سے پوچھا جائے کہ یہ تمہارا چور ہے تو تم کہنا کہ یہ میرا چور نہیں ہے۔

اور جب اصل چور گزرے تو تم خاموش رہنا کوئی اشارہ بھی نہیں کرنا۔

اب پولیس کا دستہ مسجد کے باہر موجود تھا تمام نمازیوں کو ایک ایک کر کے نکلنے کی اجازت تھی۔

ایک کے بعد ایک شخص گزرتا رہا۔

پولیس پوچھتی: کیا یہ تمہارا چور ہے؟ وہ کہتا نہیں یہ میرا چور نہیں ہے۔

اتنے میں وہ چور بھی آگیا۔

اب پولیس نے حسبِ معمول پوچھا کہ کیا یہ تمہارا چور ہے؟

تو یہ مغموم شخص خاموش ہو گیا اور کچھ نہ بولا پولیس نے فوراً ہی اس شخص کو گرفتار کر لیا۔

اس چور کو بھی سزا دی گئی اور اس شخص کا مال بھی واپس مل گیا۔

طلبہ علامہ جامی کی گفتگو بڑی توجہ سے سن رہے تھے۔ اللہ تعالٰی نے امامِ اعظم کو بڑی صلاحیتوں سے نوازا تھا۔

امام اعظم کے متعلق دانشوروں کا ایک قول یہ بھی ہے کہ اگر دنیا کی آدھی عقل ایک پلڑے میں اور دوسرے میں امام اعظم ابو حنیفہ کی عقل کو رکھا جائے تو امام اعظم ابو حنیفہ کا پلڑا بھاری ہو گا۔

ان کی فقہی ذہانت کا ایک اور واقعہ میں آپ کو سناتا ہوں علامہ جامی نے طلبہ سے کہا۔

Marfat.com

طلاق نہیں ہوئی

کوفہ میں ایک تاجر رہا کرتا تھا ایک دن کسی بات پر اس کو اپنے خسر سے شدید ناراضگی ہو گئی اور سسرال آنا جانا بند ہو گیا۔

کچھ دنوں کے بعد اس تاجر کو اپنے کاروباری کام کے سلسلے میں شہر سے باہر جانا پڑا جاتے ہوئے اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ اگر تم میری عدم موجودگی میں اپنے باپ کے گھر گئیں تو میری طرف سے تمہیں تین طلاق۔۔۔ یہ کہہ کر شوہر اپنے کاروباری کام کے سلسلے میں دوسرے شہر روانہ ہو گیا۔

شوہر نے بات ہی ایسی کہہ دی تھی کہ اب بے چاری عورت کچھ نہیں کر سکتی تھی۔ اس نے شوہر کی بات پر سختی سے عمل کیا اور اگر وہ اپنے باپ کے گھر جاتی تو شرط پوری ہو جاتی اور عورت کو طلاق ہو جاتی۔

اتفاق سے اسی دوران اس کا باپ شدید بیمار ہو گیا اس کی والدہ، بہن، بھائیوں نے اس کو اطلاع دی کہ تم آجاؤ اور باپ کو دیکھ لو۔

وہ عورت اپنے شوہر کے حکم کی وجہ سے مجبور تھی جا ہی نہیں سکتی تھی۔ وہ نہیں گئی یہاں تک کہ اس عورت کے باپ کا آخری وقت آگیا۔

ماں اور بہن بھائیوں نے پیغام بھیجا کہ آجاؤ ابا کا آخری وقت ہے مل لو لیکن وہ عورت اپنے گھر کی چار دیواری سے باہر نہیں نکلی۔

عورت کے گھر سے پیغام پر پیغام آتے رہے لیکن وہ عورت گھر سے نہیں نکلی یہاں تک کہ اس عورت کے باپ کا انتقال ہو گیا۔

Marfat.com

جب عورت کو یہ خبر ملی کہ اس کا باپ انتقال کر گیا ہے تو اس نے اس صدمے کو برداشت کرنے کی کوشش کی مگر باپ کی محبت میں باپ کا آخری دیدار کرنے کے لیے گھر سے نکل کھڑی ہوئی اور کفن دفن کر کے فوراً ہی واپس لوٹ گئی۔

تین ماہ کے بعد اس کا شوہر اپنے تجارتی سفر سے جب واپس گھر لوٹا تو اسے اپنے سسر کے انتقال کی خبر ملی۔

اس نے اپنی بیوی سے پوچھا: کیا تم اپنے باپ کے گھر گئیں تھی؟

بیوی نے سچائی کے ساتھ ساری بات تفصیل سے شوہر کو بتادی کہ صرف دفن میں شرکت کے لیے گئی تھی اور فوراً ہی واپس آگئی تھی۔

شوہر ایک سمجھدار آدمی تھا اس نے بیوی کے جذبات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا۔ اتنے سخت ترین حالات میں بھی اس کی بیوی نے اس کے حکم کی خلاف ورزی نہیں کی تھی۔

لیکن اب مسئلہ یہ تھا کہ وہ اپنی بیوی پر طلاق کی شرط عائد کر چکا تھا کہ اگر تم اپنے باپ کے گھر گئیں تو تم کو تین طلاق۔

اس طرح کے الفاظ بہت سوچ سمجھ کر نکالنا چاہیے بعد میں کہیں پچھتانا نہ پڑے جیسے اب یہ شخص پریشان ہو رہا تھا۔

شوہر اپنی بیوی سے بہت محبت کرتا تھا اس کے تو وہم و گمان میں بھی نہیں تھا کہ اس کے شہر سے جاتے ہی اچانک اس کے خسر کا انتقال ہو جائے گا۔

مجبوراً شوہر نے بیوی کو گھر سے رخصت کر دیا۔ اس نے اس وقت کے تمام علماء سے فتویٰ لیا۔

Marfat.com

تمام علماء نے فتویٰ دے دیا کہ طلاق ہو چکی ہے۔

بیوی سے محبت بھی بہت تھی اس کو چھوڑنا بھی نہیں چاہتا تھا اور شریعت رکھنے کی اجازت نہیں دیتی تھی۔

یہ تاجر ابھی اسی کشمکش میں مبتلا تھا کہ اس کے ایک دوست نے مشورہ دیا کہ تم امام اعظم ابو حنیفہ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا مسئلہ بیان کرو ممکن ہے کہ وہ کوئی حل نکال لیں۔

اسے اُمید تو کوئی تھی نہیں لیکن بہر حال وہ دوست کے کہنے پر امام اعظم کی خدمت میں حاضر ہو گیا اور اپنا تمام واقعہ امام اعظم کے گوش گزار کیا۔

امام اعظم چند لمحے خاموش رہے۔

خاموشی کے ان چند لمحات نے اس کی زندگی میں امید کے دیئے کو پھر سے روشن کر دیا۔

کچھ دیر کی خاموشی کے بعد امام اعظم ابو حنیفہ نے فرمایا:

طلاق واقعہ نہیں ہوئی وہ اب بھی تمہاری بیوی ہے اور تمہارے نکاح میں بھی ہے اس سے کوئی فرق نہیں پڑا ہے۔

یہ فتویٰ کیا تھا اس شخص کے لیے تو خوشیوں کی نوید تھی اس کا آسودہ حال خاندان مکمل تباہی سے بچ گیا تھا۔

وہ شخص امام کے علم و فضل کی تعریف کرتا ہوا وہاں سے روانہ ہو گیا۔

Marfat.com

کچھ ہی دنوں میں یہ بات عام ہو گئی کہ جس مسئلے میں کوفہ کے تمام علماء نے فتویٰ دیا تھا کہ میاں بیوی میں طلاق واقع ہو گئی ہے ابو حنیفہ اس کے برعکس فتویٰ دے رہے ہیں کہ طلاق واقعہ نہیں ہوئی ہے اور وہ اب بھی میاں بیوی ہیں۔

کچھ علماء نے امام اعظم ابو حنیفہ سے پوچھا کہ کوفے کے تمام علماء نے جو فتویٰ دیا آپ نے اس کے بالکل برعکس فتویٰ دیا آپ نے یہ فتویٰ کیوں دیا ہے؟ اور کیسے دیا ہے؟

امام اعظم نے انکساری کے ساتھ جواب دیا:

موت کے بعد انسان کا اس دنیا سے تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ اس کا مال، اس کا گھر، اس کی جائیداد سب ختم ہو جاتی ہے۔ کسی بھی شئے پر اس کا کچھ حق باقی نہیں رہتا۔

جب وہ عورت اپنے شوہر کی نافرمانی کرتے ہوئے اپنے باپ کے گھر گئی تو در حقیقت وہ گھر تو اس کے باپ کی ملکیت رہا ہی نہیں تھا۔ بلکہ باپ کی موت کے بعد تو وہ اس گھر میں خود ہی وراثت میں حصہ دار تھی گویا اس نے اپنے باپ کے نہیں بلکہ اپنے ہی گھر میں قدم رکھا تھا۔

اس لیے وہ عورت اپنے خاوند کے نکاح سے نہیں نکلی۔

یہ بات سن کر تمام علماء حیران رہ گئے اور بعض کی زبان سے نکلا اللہ کی قسم! اس میدان میں کوئی بھی شخص امام اعظم ابو حنیفہ کے ہمسر نہیں۔

علامہ جامی صاحب کے اندازِ بیاں میں اس قدر تاثیر تھی کہ طلبہ کا دل چاہتا تھا کہ علامہ صاحب بولتے رہیں اور وہ سنتے رہیں۔

Marfat.com

صبر کی طاقت

اپنی زبان کو لگام دو۔ شان نے بڑے تلخ لب ولہجہ میں عاطف کو جواب دیا۔
شان اور عاطف دونوں ہی ہم عمر تھے اور ایک ہی جماعت کے طالب علم تھے۔
آج چھٹی کے وقت شان اور عاطف میں لڑائی ہوئی تو دونوں جانب سے انتہائی ناشائستہ زبان استعمال ہوئی اور ایک دوسرے کو انہوں نے بازاری جملے بھی کہہ ڈالے۔
مس آمنہ نے ان کو اسکول سے باہر لڑتے ہوئے دیکھ لیا تھا اور ان کی اس گفتگو پر انہیں بے حد افسوس ہوا تھا۔
اگلے دن مس آمنہ نے شان اور عاطف کو اپنے کمرے میں بلا لیا۔ اور ان سے کل ہونے والی لڑائی کی وجہ معلوم کیے بغیر پوچھا کہ کیا مسلمانوں کو آپس میں لڑنا چاہیے؟
شان نے جواب دیا: نہیں مس!
عاطف بیٹا! آپ کا کیا خیال ہے کیا مسلمان بچوں کو آپس میں گالی دینا چاہیے؟
عاطف نے جواب دیا: نہیں مس۔
تو پھر کل آپ اور شان کیوں لڑ رہے تھے؟ اور ایک دوسرے پر بُرے جملے بھی کس رہے تھے۔ مس آمنہ نے ان دونوں سے پوچھا۔
مس! عاطف نے پہل کی تھی اس نے مجھے گالی دی تھی۔ شان نے اپنی صفائی پیش کرتے ہوئے کہا۔

نہیں مس! پہل شان نے کی تھی۔ عاطف نے اپنا دفاع کیا۔

میں نے آپ دونوں سے یہ نہیں پوچھا کہ پہل کس نے کی تھی؟ آپ میں سے ایک کو تو صبر کرنا چاہیے تھا نا! مس آمنہ نے تھوڑی سی خفگی سے کہا۔

اب آپ دونوں کلاس میں جائیے۔ مس آمنہ نے کہا۔

مس آمنہ تھوڑی ہی دیر میں کلاس میں پہنچ گئیں۔

پیارے بچو! آپ کو معلوم ہے کہ صبر کی کتنی فضیلت ہے اللہ تعالیٰ نے صابرین کے لیے بڑے اجر کا وعدہ فرمایا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ﴿سورۃ البقرہ...﴾

اور ضرور ہم تمہیں آزمائیں گے کچھ ڈر اور بھوک سے اور کچھ مالوں اور جانوں اور پھلوں کی کمی سے اور خوشخبری سنا ان صبر والوں کو

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا:

اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ لَهُمْ مَّغْفِرَةٌ وَّاَجْرٌ كَبِيْرٌ ﴿سورۃ ھود...﴾

مگر جنہوں نے صبر کیا اور اچھے کام کئے ان کے لئے بخشش اور بڑا ثواب ہے۔

Marfat.com

اور اللہ تعالیٰ نیک لوگوں کا اجر ضائع نہیں کرتا۔

وَاصْبِرْ فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُضِیْعُ اَجْرَ الْمُحْسِنِیْنَ ﴿سورہ ھود...﴾

اور صبر کرو کہ اللہ نیکوں کا نیگ ضائع نہیں کرتا

اور اللہ تعالیٰ صبر کرنے والوں کو اچھا بدلہ عطا فرمائے گا جیسا کہ اس نے ارشاد فرمایا:

قُلْ یٰعِبَادِ الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوْا رَبَّکُمْ ؕ لِلَّذِیْنَ اَحْسَنُوْا فِیْ ہٰذِہِ

الدُّنْیَا حَسَنَةٌ ؕ وَاَرْضُ اللّٰہِ وَاسِعَةٌ ؕ اِنَّمَا یُوَفَّی الصّٰبِرُوْنَ اَجْرَہُمْ

بِغَیْرِ حِسَابٍ ﴿سورہ زمر...﴾

تم فرماؤ اے میرے بندو جو ایمان لائے اپنے رب سے ڈرو جنہوں نے بھلائی کی ان کے لئے اس دنیا میں بھلائی ہے اور اللہ کی زمین وسیع ہے صابروں ہی کو ان کا ثواب بھرپور دیا جائے گا بے گنتی۔

ایک اور جگہ ارشاد فرمایا

مَا عِنْدَکُمْ یَنْفَدُ وَمَا عِنْدَ اللّٰہِ بَاقٍ ؕ وَلَنَجْزِیَنَّ الَّذِیْنَ صَبَرُوْٓا

اَجْرَہُمْ بِاَحْسَنِ مَا کَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿سورہ نحل...﴾

جو تمہارے پاس ہے ہو چکے گا اور جو اللہ کے پاس ہے ہمیشہ رہنے والا ہے اور ضرور ہم صبر کرنے والوں کو ان کا وہ صلہ دیں گے جو ان کے سب سے اچھے کام کے قابل ہو۔

بلکہ صابرین کو دگنا بدلہ دیا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔

Marfat.com

أُولَٰئِكَ يُؤْتَوْنَ أَجْرَهُم مَّرَّتَيْنِ بِمَا صَبَرُوا وَيَدْرَءُونَ بِالْحَسَنَةِ السَّيِّئَةَ وَمِمَّا رَزَقْنَاهُمْ يُنفِقُونَ ﴿سورہ قصص﴾

ان کو ان کا اجر دوبالا دیا جائے گا بدلہ ان کے صبر کا اور وہ بھلائی سے برائی کو ٹالتے ہیں اور ہمارے دیئے سے کچھ ہماری راہ میں خرچ کرتے ہیں۔

بچو! ہمیں صبر کی عادت کو اپنانا اور خوب پختہ کرنا چاہیے صبر کا اللہ تعالیٰ بہت اجر عطا فرماتا ہے۔

میں آپ لوگوں کو ایک واقعہ سناتی ہوں۔ مس آمنہ نے بچوں کی دلچسپی دیکھتے ہوئے کہا:

امام اعظم ابو حنیفہ مسلمانوں کے بہت بڑے امام گزرے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو دین و دنیا دونوں ہی کی دولت سے نوازا تھا۔ آپ کے علم کی شہرت دور دور تک پھیل گئی تھی۔

اس کے ساتھ ہی کچھ مخالفین حسد کی وجہ سے آپ کی مخالفت بھی کیا کرتے تھے۔

ایک دن ایک شخص آپ کے درس کی محفل میں آکر بیٹھ گیا اور آپ کو برا بھلا کہنے لگا اور انتہائی نازیبا گفتگو کرنے لگا۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد سخت برہم ہوئے اور وہ چاہتے تھے کہ اس بدتمیز شخص کی کچھ پٹائی کر دی جائے مگر آپ نے منع فرما دیا۔

Marfat.com

درس کے دوران بھی یہ بیچ بیچ میں اپنی بکواس کرتا رہا یہاں تک کہ درس ختم ہو گیا۔ جب امام صاحب گھر کی جانب روانہ ہونے لگے تو یہ بھی پیچھے پیچھے چلتا رہا اور اول فول بکتا رہا۔ یہاں تک امام صاحب کا گھر آگیا اور آپ نے پہلی بار اس شخص کو مخاطب کر کے کہا کہ بھائی میرا گھر آگیا ہے میں اندر جا رہا ہوں کچھ کہنے کو باقی رہ گیا ہے تو وہ بھی کہہ لو کل کے لیے اٹھا کر مت رکھنا۔ مس نے شان اور عاطف کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

ایک دن تو اس سے بھی بڑا واقعہ پیش آیا۔

ایک شخص جو آپ کے مخالفین میں سے تھا آکر آپ کے گھر کے دروازے پر کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کے والد کا انتقال ہو گیا ہے۔

امام اعظم نے فرمایا جی ہاں!

اس شخص نے انتہائی ناشائستہ انداز میں کہا کہ میں نے سنا ہے کہ آپ کی والدہ بہت حسین ہیں ان کا نکاح مجھ سے کر دو۔

اس شخص کی ناشائستہ زبان کی وجہ سے امام اعظم کا جسم غصے سے کانپ رہا تھا مگر اس کے باوجود آپ نے اپنی زبان اور جذبات کو قابو میں رکھا۔

آپ نے کہا کہ میری والدہ عاقل اور بالغ ہیں اور مذہبی اعتبار سے اپنے فیصلے کی خود مختار ہیں میں آپ کی درخواست ان تک پہنچا دیتا ہوں۔ امام اعظم نے صبر و تحمل کے دامن کو تھامے ہوئے اس بدتمیز شخص کو جواب دیا

ابھی امام صاحب اپنے گھر میں داخل ہونے کے لیے مڑے ہی تھے۔ کہ وہ شخص زور سے چیخا آواز میں اس قدر درد اور کرب شامل تھا کہ امام اعظم گھبرا کر پیچھے پلٹے تو دیکھا

Marfat.com

کہ وہ اجنبی شخص سینے پر ہاتھ رکھے زمین پر تڑپ رہا تھا اور منہ سے اس کے جھاگ کے ساتھ ساتھ دل خراش چیخیں بھی نکل رہی تھیں۔

اور پھر چند ہی لمحوں میں وہ اجنبی شخص تڑپ تڑپ کر ہمیشہ کے لیے خاموش ہو گیا

امام اعظم ابو حنیفہ نے اس اجنبی شخص کو افسوس کے ساتھ دیکھا اور افسردہ لہجے میں فرمایا:

نعمان کے صبر نے اسے کھا لیا۔

بچو!

آئندہ اگر تم میں سے کوئی لڑنے میں پہل کرے تب بھی آپ کو صبر کرتے ہوئے اس کی برائی کا جواب برائی سے نہیں دینا چاہیے۔ مس آمنہ نے بہت اچھے طریقے سے بچوں کو سمجھایا۔

حاضر جوابی

ابو العباس طوسی ہر وقت امام اعظم ابو حنیفہ کو نقصان پہنچانے کے درپے رہتا تھا

ابو العباس طوسی امام اعظم ابو حنیفہ سے بہت حسد کرتا تھا اور آپ کا مخالف بھی تھا۔ ہر وقت امام اعظم ابو حنیفہ کے خلاف سازشوں کے جال بننا اس کا محبوب مشغلہ تھا۔

ایک دن امام اعظم کسی کام سے دربار میں گئے اتفاق سے وہاں ابو العباس طوسی بھی موجود تھا۔

امام اعظم ابو حنیفہ کو دیکھتے ہی اس کے اندر کا شیطان جاگ اٹھا۔

Marfat.com

اور اپنے ساتھیوں سے کہنے لگا: آج ابو حنیفہ میرے ہاتھ سے بچ کر نہیں جائیں گے۔

امام اعظم ابھی دربار میں اپنا مقصد بھی بیان نہیں کر پائے تھے کہ ابو العباس کہنے لگا:

امام صاحب ایک مسئلہ تو بتایئے

امام اعظم نے اس سے کہا: پوچھو!

اس نے کہا: امام صاحب! امیر المؤمنین کبھی ہمیں حکم دیتے ہیں کہ اس شخص کی گردن مار دو۔

اور ہمیں معلوم نہیں ہوتا کہ اس شخص کا جرم کیا ہے یعنی وہ شخص مجرم ہے یا نہیں؟

ابو العباس کے سوال ہی میں اس کا مکر چھپا ہوا تھا۔

تمام درباری امام اعظم کی جانب دیکھنے لگے خود منصور بھی سنبھل کر بیٹھ گیا۔

امام اعظم نے ابو العباس سے کہا: یہ بتاؤ! خلیفہ کے احکام حق ہوتے ہیں یا باطل؟ امام اعظم نے ابو العباس کو جواب دیتے ہوئے ایک نیا سوال کر ڈالا۔

اب ابو العباس کی خلیفہ کے سامنے کیا مجال تھی کہ وہ خلیفہ کے اقدام کو باطل قرار دیتا مجبوراً اس کو کہنا پڑا:

خلیفہ کے تمام احکام حق پر ہوتے ہیں۔

یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ حق کی تعمیل میں کسی سے کیا پوچھنا۔

آپ کی حاضر جوابی نے اس کی سازش اسی پر الٹ دی۔

مدد

بابا جانی یہ آپ مزید راشن کس کے لیے لے رہے ہیں ؟دانیال نے گھر کے راشن میں اضافہ دیکھتے ہوئے کہا.

بیٹا! یہ راشن ہم ایک اور فیملی کے لیے لے رہے ہیں۔دانیال کے باباجان نے دانیال کو جواب دیا.

توکیاوہ فیملی اپناراشن خود نہیں لے سکتی جو ہمیں اس کاراشن لیناپڑرہاہے۔دانیال کے سوال جب ایک بار شروع ہو جاتے تو پھران کے آگے فل اسٹاپ لگانا بہت مشکل ہوتا تھا۔

بیٹاوہ ایک غریب فیملی ہے اپناراشن خود نہیں خرید سکتی کبھی کبھی انسان کے حالات ایسے ہو جاتے ہیں کہ وہ بہت مجبور ہو جاتا ہے بعض لوگ بہت خود دار ہوتے ہیں اور وہ کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتے انہیں مانگتے ہوئے شرم آتی ہے اور وہ بہت زیادہ ضرورت مند ہوتے ہیں ایسے لوگوں کاہمیں بہت زیادہ خیال رکھناچاہیے۔

اس طرح کرنے سے اللہ تعالی اور ہمارے پیارے نبی ﷺ بہت خوش ہوتے ہیں۔دانیال کے باباجان نے دانیال کو سمجھایا.

لیکن اب تواس طرح کوئی نہیں کرتا۔دانیال نے کہا.

بیٹا! ابھی بھی بہت سارے اچھے لوگ ایسا ہی کرتے ہیں ہمارے بزرگ اور اسلاف ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

Marfat.com

میں آپ کو ایک واقعہ سناتا ہوں، بابا جانی نے راشن کار کی ڈگی میں رکھتے ہوئے کہا۔

دانیال بیٹا! آپ نے امام اعظم ابو حنیفہ کا نام تو سنا ہو گا؟

دانیال کے بابا نے کار اسٹارٹ کرتے ہوئے دانیال سے پوچھا۔

جی بابا جان! دانیال نے جواب دیا۔

امام اعظم بہت بڑے تاجر تھے آپ اپنے لیے تو بس دو دو رہم رکھتے اور جو منافع حاصل کرتے اسے لوگوں میں تقسیم کر دیتے کسی کو کاروبار کرا دیا، کسی کی شادی کرا دی، لوگوں کے گھروں میں راشن بھروا دیتے تھے غرض یہ کہ ہر ضرورت مند کی مدد آپ کرتے تھے۔

ایک دفعہ کا ذکر ہے کوفہ میں ایک شخص رہا کرتا تھا وہ بہت مال دار شخص تھا گردشِ حالات نے اس کو محل سے نکال کر جھونپڑی میں بٹھا دیا شان و شوکت ساری ختم ہو گئی کاروبار تباہ ہو گیا وہ بے چارہ غریب اور محتاج ہو گیا۔

لیکن اس کے اندر خودداری، اور حیا بہت زیادہ تھی۔

بازار جاتا محنت مزدوری کرتا لیکن کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلاتا تھا صبر کے ساتھ زندگی کی گاڑی کھینچ رہا تھا۔

ایک دن اس شخص کی بیٹی نے راستے میں ککڑی دیکھی اور وہ بچی تھی باپ کے حالات کا اسے کچھ اندازہ نہیں تھا وہ ککڑی کھانے کی ضد کرنے لگی۔

اب اس شخص کے پاس تو پیسے بالکل نہیں تھے بھلا وہ کہاں سے اپنی بچی کو ککڑی لے کر دیتا۔

Marfat.com

بیٹی نے گھر آکر ماں سے ککڑی کی ضد شروع کر دی کہ مجھے بس ککڑی کھانا ہے اور کچھ نہیں۔

گھر کا سارا سامان تو پہلے ہی بک چکا تھا اور بچی نے رو رو کر آسمان سر پر اٹھا لیا تھا۔

اب اس شخص سے اپنی بیٹی کا رونا دیکھا نہ گیا اس شخص نے سوچا کیوں نہ میں امام اعظم سے کچھ رقم قرض لے لوں وہ شخص گھر سے نکلا اور امام اعظم کے پاس آکر بیٹھ گیا مگر خودداری اور شرم وحیا کی وجہ سے اس کی زبان کھلتی ہی نہیں تھی۔

وہ کچھ دیر امام اعظم کے سامنے بیٹھا رہا پھر اٹھ کر چل دیا۔

امام اعظم ابو حنیفہ اللہ تعالیٰ کے نیک بندے تھے آپ نے اپنی فراست سے دیکھ لیا کہ اس بندے کو کسی چیز کی ضرورت تھی لیکن یہ شرم وحیا کی وجہ سے سوال نہیں کر سکا۔

آپ نے اپنے ایک شاگرد کو اس شخص کے پیچھے بھیجا کہ جاؤ دیکھو کہ کیا معاملہ ہے؟ وہ شاگرد اس آدمی کے پیچھے پیچھے اس کے گھر تک آگیا۔

گھر آنے کے بعد اس نے اپنی بیوی سے کہا:

نیک بخت میں امام اعظم کی خدمت میں گیا لیکن مجھے اُن سے مانگتے ہوئے شرم آئی اور میں ان سے کچھ مانگ نہیں سکا اور ایسے ہی واپس لوٹ آیا۔

اس شاگرد نے جا کر امام اعظم ابو حنیفہ کو تمام صورتِ حال سے آگاہ کیا۔

امام اعظم نے بات سنی اور خاموش ہو گئے کچھ دیر کے بعد جب سب چلے گئے اور رات کا ایک حصہ گزر گیا تو امام اعظم پانچ ہزار درہم ایک تھیلی میں ڈالے اور اسے لے کر اس شخص کے گھر پہنچے اور دروازہ کھٹکھٹایا۔

Marfat.com

اور کہا کہ تمہارے دروازے پر ایک چیز چھوڑ کر جارہا ہوں اسے لے لو یہ کہہ کر واپس آ گئے۔

جب اس شخص کے گھر والوں نے تھیلی کھولی تو اس میں پانچ ہزار درہم موجود تھے اور اس میں کاغذ کا ایک ٹکڑا بھی رکھا ہوا تھا۔

جس پر تحریر تھا تمہارے دروازے پر ابو حنیفہ تھوڑی رقم لے کر آیا تھا یہ اس کی حلال کی کمائی ہے اسے استعمال میں لاؤ اور اسے واپس نہ کرنا۔

تو دانیال بیٹا! یہ ہمارے بزرگوں کا طریقہ ہے لہذا آپ کو بھی میری نصیحت ہے جب آپ کمانے کے لائق ہو جائیں تو اپنی تنخواہ میں سے کچھ نہ کچھ رقم غریبوں کے لیے ضرور نکالیے گا اس سے اللہ تعالی خوش ہوتا ہے اور رزق میں بھی برکت ہوتی ہے۔

ان باتوں میں وقت گزرنے کا پتہ ہی نہیں چلا اور گھر آ گیا۔

خارجیوں کی توبہ

خارجیوں کا عقیدہ یہ بھی تھا کہ گناہ گار کافر ہیں۔

امام اعظم ابو حنیفہ کے علم و فضل کا طوطی ایک عالم میں بول رہا تھا خارجیوں کو بھی معلوم تھا کہ آپ بہت بڑے عالم ہیں اور گناہ گار کو کافر قرار نہیں دیتے۔

ایک دن آپ درس دے رہے تھے لوگوں کا ہجوم آپ کے ارد گرد موجود تھا علم کے پروانے اس علم کے چراغ سے فیض یاب ہو رہے تھے اور آپ کے پاس بیٹھنے کے لیے جگہ نہیں تھی اتنے میں خارجیوں کا ایک دستہ آپ کی مجلس میں پہنچ گیا۔

انہوں نے امام اعظم کے قریب پہنچنے کے لیے لوگوں سے کہا کہ انہیں جگہ دی جائے۔

لوگوں نے انہیں جگہ دے دی۔

جیسے ہی وہ امام اعظم کے نزدیک پہنچے انہوں نے فوراً ہی اپنی میانوں سے تلواریں نکال لیں اور بدتمیزی کرتے ہوئے کہنے لگے تم اس امت کے دشمن ہو ہمارے نزدیک ستر آدمیوں کو قتل کرنے سے بہتر ہے کہ صرف تمہیں قتل کر دیا جائے لیکن ہم تمہیں قتل کرتے وقت ظلم نہیں کریں گے۔

امام اعظم نے ان سے پوچھا: کیا تم مجھے انصاف دینے آئے ہو اگر تم مجھے انصاف دینے آئے ہو تو یہ تلواریں اپنی نیاموں میں واپس رکھ لو۔

وہ کہنے لگے کہ ہم اپنی تلواریں نیاموں میں واپس نہیں رکھیں گے ہم تو ان تلواروں کو لائے اس لیے ہیں کہ ان تلواروں کو آپ کے خون سے رنگین کر سکیں۔

Marfat.com

امام اعظم نے بغیر کسی ڈر اور خوف کے فرمایا: اچھا تو پھر تم اپنا سوال کرو۔

وہ کہنے لگے یہ بتایئے کہ مسجد کے دروازے پر دو جنازے آئے ہوئے ہیں۔

ان میں سے ایک جنازہ ایک ایسے شخص کا ہے جو شرابی تھا اور اس نے شراب کے نشے میں دھت ہو کر جان دے دی۔

دوسری عورت نے زنا کیا تھا اور شرمساری کی وجہ سے خودکشی کر لی کیا آپ ان کی نمازِ جنازہ پڑھیں گے۔

امام اعظم نے ان خارجیوں سے پوچھا کہ یہ بتاؤ کیا مرنے والے یہودی تھے؟

انہوں نے کہا: نہیں وہ یہودی نہیں تھے۔

امام اعظم ابو حنیفہ نے ان سے پوچھا: اچھا یہ بتاؤ کہ کیا مرنے والے نصرانی تھے؟

انہوں نے کہا: نہیں مرنے والے نصرانی بھی نہیں تھے

امام اعظم نے پھر پوچھا کہ تو پھر کیا وہ مجوسی تھے؟

انہوں نے کہا کہ وہ مجوسی بھی نہیں تھے۔

تو امام اعظم نے ان سے پوچھا تو پھر وہ کس دین پر تھے؟

کہنے لگے اس دین پر جس کی تم گواہی دیتے ہو کہ اللہ ایک ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں حضرت محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں

امام اعظم نے فرمایا: تم خود ہی تو گواہی دے رہے ہو کہ وہ ملت اسلام پر تھے۔

پھر امام اعظم نے ان سے پوچھا: اچھا یہ بتاؤ ان کا ایمان چوتھائی تھا، تہائی تھا یا ایمان کا پانچواں حصہ تھا؟

خارجیوں نے کہا: ایمان کی کوئی مقدار نہیں ہوتی۔

امام اعظم نے فرمایا:۔ اب جب تم خود ہی کہہ رہے ہو کہ وہ مومن تھے پھر کیوں پوچھتے ہو کہ ان کی نماز جنازہ پڑھی جائے یا نہ پڑھی جائے۔

اب کھسیانی بلی کھمبا نوچے کہنے لگے ہمارا سوال یہ کہ وہ جنتی ہیں یا جہنمی

امام اعظم نے فرمایا: جب تم نے ان کے مومن ہونے کا اقرار کر ہی لیا تو میں ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو ابراہیم علیہ السلام نے اس قوم کے بارے میں کہا تھا جو جرم میں ان سے بڑھ کر تھی۔

فَمَنْ تَبِعَنِيْ فَاِنَّهٗ مِنِّيْ ۚ وَمَنْ عَصَانِيْ فَاِنَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

تو جس نے میرا ساتھ دیا وہ تو میرا ہے اور جس نے میرا کہا

نہ مانا تو بیشک تو بخشنے والا مہربان ہے سورۃ ابراہیم ﴿ ﴾

اور میں ان کے بارے میں وہی کہوں گا جو سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے اس قوم کے متعلق کہا جو جرم میں ان سے بڑھ کر تھی۔

اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَاِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ سورۃ المائدہ ﴿ ﴾

اگر تو انہیں عذاب کرے تو وہ تیرے بندے ہیں اور اگر تو

انہیں بخش دے تو بے شک تو ہی ہے غالب حکمت والا

یہ دلائل سن کر خارجیوں کی آنکھیں کھل گئیں اور ان ستر کے ستر افراد نے توبہ کی اور اپنے فاسد عقائد چھوڑ دیئے۔

Marfat.com

پڑوسی سے حسن سلوک

امام اعظم ابو حنیفہ کے پڑوس میں ایک موچی رہا کرتا تھا یہ موچی دن بھر لوگوں کے جوتوں کی مرمت اور پالش کیا کرتا تھا اور جو رقم شام میں ہاتھ آتی اس سے گوشت اور شراب خرید لاتا۔ شام کو اس کے اسی طرح کے دوست احباب بھی جمع ہو جاتے پوری رات عیش و عشرت کی یہ محفل جمی رہتی تھی۔

اس ہنگامہ خیز رات میں موچی عیش و طرب کی محفل میں یہ شعر بھی خوب لہک لہک کر پڑھتا

لوگوں نے مجھے ضائع کر دیا اور کیسے بڑے شخص کو ضائع کر دیا جو لڑائی کے دن کام آتا تھا

اتفاق سے ایک رات ادھر کوتوال آگیا اس نے جب موچی کی یہ مستیاں دیکھیں تو اس کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا۔

آس پاس کے لوگ اس موچی کی گرفتاری سے بہت خوش ہوئے۔

امام اعظم آج بھی حسبِ معمول اپنے رب کی بارگاہ میں کھڑے ہوئے تھے تلاوت اور عبادت میں مشغول رہنا امام اعظم کی عادت تھی آپ نے محسوس کیا کہ آج پڑوسی کے گھر سے کوئی آواز نہیں آئی امام اعظم روزانہ رات کو اس کی آواز سنتے تھے۔

دوسرے دن صبح لوگوں سے معلوم کیا کہ کیا بات ہے کل رات ہمسائے کے گھر سے کوئی آواز سنائی نہیں دی۔

لوگوں نے خوشی خوشی موچی کی گرفتاری کا واقعہ سنایا۔

Marfat.com

اس وقت منصور کا بھتیجا عیسیٰ بن موسیٰ کوفے کا گورنر تھا۔

لوگوں نے اسے بتایا کہ امام اعظم تشریف لائے ہیں۔

گورنر عیسیٰ بن موسیٰ فوراً ہی ادب کے ساتھ کھڑا ہو گیا اور ادب سے لاکر آپ کو اپنے ساتھ لایا اور اپنے قریب بٹھایا اور نہایت مؤدب انداز میں عرض کی: حضرت آپ نے کیوں زحمت کی مجھے حکم دیا ہوتا میں حاضر ہو جاتا۔

امام صاحب نے گورنر سے کہا کہ ہمارے محلے میں ایک موچی رہتا ہے اس کو آپ کے کوتوال نے گرفتار کر لیا ہے میں اسے اپنے ساتھ لے جانے آیا ہوں۔

گورنر عیسیٰ بن موسیٰ نے فوراً حکم دیا کہ اس موچی کو فوراً رہا کیا جائے امام اعظم اپنے ہمسائے موچی کو لے کر گھر کی جانب روانہ ہوئے۔

راستے میں امام اعظم نے اس سے پوچھا کہ ہاں بھئی ہم نے تمہیں ضائع تو نہیں کیا یہ اسی شعر کی طرف اشارہ تھا جو موچی اکثر پڑھا کرتا تھا۔

موچی نے نہایت شرمندگی سے کہا: نہیں آپ نے ہمسائیگی کا حق ادا کر دیا آپ نے میری حفاظت فرمائی میری سفارش کی اللہ تعالیٰ آپ کو جزائے خیر دے۔

یہ کہتے کہتے موچی کی آواز میں رقت پیدا ہو گئی اور آنکھوں سے آنسو چھلک پڑے اس نے عیش پرستی سے ہمیشہ ہمیشہ کے لیے توبہ کی اور امام اعظم کی شاگردی اختیار کر لی یہاں تک کہ ایک بڑا عالم بن گیا۔

پرہیزگاری

امام اعظم ابو حنیفہ تقوے اور پرہیزگاری میں اپنی مثال آپ تھے۔

Marfat.com

ایک دفعہ آپ کو معلوم ہوا کہ کوفہ میں کسی شخص کی بکری گم ہو گئی ہے امام اعظم نے دریافت کیا کہ
ایک بکری کی طبعی عمر کتنی ہوتی ہے؟
بتایا گیا کہ سات سال یا نو سال آپ نے اتنے عرصے تک بکری کا گوشت نہیں کھایا
پھر اسی دوران آپ نے دیکھا کہ کسی نے بکری کی اوجھڑی دریا میں ڈالی ہے تو آپ نے معلوم کیا کہ
مچھلی کی طبعی عمر کتنی ہوتی ہے؟
بتایا گیا کہ اتنے سال
تو آپ نے اتنے عرصے تک مچھلی بھی نہیں کھائی

پچاس ہزار درہم نذرانہ

ہر گھر میں میاں بیوی کے درمیان کسی نہ کسی بات پر نوک جھونک ہو ہی جاتی ہے وہ گھر خواہ کسی بادشاہ کا محل ہو یا کسی غریب کی کٹیا
کچھ اسی طرح کی نوک جھونک خلیفہ منصور اور اس کی بیوی کے درمیان بھی ہو گئی
خلیفہ نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم کسی کو منصف بنالو۔
خاتون نے امام اعظم کا نام لیا۔

Marfat.com

چنانچہ آپ کو بلایا گیا آپ تشریف لے گئے خلیفہ کی بیوی پردے میں بیٹھی تاکہ امام اعظم کا فیصلہ سن سکے۔

منصور نے آپ سے پوچھا:

امام صاحب! شریعت کی رو سے ایک مرد کتنے نکاح کر سکتا ہے؟

امام اعظم نے فرمایا: چار عورتوں سے

منصور نے اپنی بیوی سے کہا: سن لیا۔

پردے کے پیچھے سے آواز آئی سن لیا۔

امام اعظم نے فرمایا: یہ اجازت اس کے لیے ہے جو چاروں میں عدل کر سکتا ہو اور جو چاروں کے درمیان عدل نہ کر سکے اس کے لیے ایک ہی نکاح کا حکم ہے۔

یہ سن کر خلیفہ منصور خاموش ہو گیا۔

امام صاحب گھر واپس تشریف لائے کچھ ہی دیر میں ایک خادم پچاس ہزار اور دیگر تحائف لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہا کہ یہ خلیفہ کی بیوی نے آپ کے لیے نذرانہ بھیجا ہے۔

آپ نے اس خادم سے کہا کہ اس مال اور تحائف کو لے جاؤ میں نے جو کچھ کہا وہ محض اللہ تعالی کی رضا کے لیے تھے اور میرا دینی فرض تھا۔

Marfat.com

عجیب سوالات

ایک شخص امام اعظم ابو حنیفہ کی شہرت سن کر آپ کے پاس آیا تاکہ آپ کو آزما سکے اور آپ کو آزمانے کی غرض سے اس نے عجیب و غریب سوالات آپ کے سامنے رکھے۔
کہنے لگا حضرت اس شخص کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ جس کے یہ معمولات ہوں

1) وہ بن دیکھے گواہی دیتا ہو
2) یہود و نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہو
3) اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دور بھاگتا ہو
4) مردار کھاتا ہو
5) اسے نہ جنت کی پرواہ ہے نہ دوزخ کا خوف
6) فتنے کو محبوب رکھتا ہے
7) بغیر رکوع سجود کے نماز پڑھتا ہے

امام اعظم ابو حنیفہ نے اپنے شاگردوں کی جانب دیکھا اور فرمایا: اس کا جواب دو کچھ شاگردوں نے کہا ایسا شخص تو دائرہ ایمان سے نکل گیا کچھ شاگرد خاموش رہے۔
پھر آپ نے فرمایا: یہ شخص مومن ہے
سوال پوچھنے والے شخص نے پوچھا اچھا وہ کیسے ؟
امام اعظم نے فرمایا:

- وہ بن دیکھے گواہی دیتا ہے تو مومن اپنے پروردگار کی بن دیکھے ہی گواہی دیتا ہے اس نے قیامت کو بھی نہیں دیکھا قیامت کی بھی گواہی دیتا ہے۔
- یہود و نصاریٰ کے قول کی تصدیق کرتا ہے تو قرآن کریم فرماتا ہے

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ وَّ قَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ (سورہ بقرہ 113)

اور یہودی بولے نصرانی کچھ نہیں اور نصرانی بولے یہودی کچھ نہیں

تو مومن ان دونوں کے اس قول کی تصدیق کرتا ہے

اس نے کہا: یہ بھی ٹھیک ہے۔

- بارش اللہ کی رحمت ہے اور بارش سے وہ بھاگتا ہے کہیں کپڑے نہ بھیگ جائیں

وہ کہنے لگا: یہ بھی ٹھیک ہے۔

- مردار کھاتا ہے یعنی مچھلی کو ذبح کیے بغیر کھاتا ہے
- پس وہ جنت ہے جس کی جانب اللہ نے بلایا لیکن وہ اللہ تعالی کی ذات کا طالب ہے۔
- اس کو جہنم سے ڈر نہیں لگتا وہ تو اس بات سے خوفزدہ ہے کہ کہیں اللہ تعالی ناراض نہ ہو جائے۔

Marfat.com

- فتنے کو محبوب رکھتا ہے یعنی اولاد اور مال کو محبوب رکھتا ہے قرآن نے ارشاد فرمایا

وَاعْلَمُوْٓا اَنَّمَآ اَمْوٰلُكُمْ وَاَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ

اور جان رکھو کہ تمہارے مال اور تمہاری اولاد سب فتنہ ہے

اولاد اور مال سے ہر شخص کو محبت ہوتی ہے

- بغیر رکوع سجود کے نماز پڑھتا ہے یعنی نماز جنازہ پڑھتا ہے۔

امام اعظم کی باتیں سن کر وہ شخص کھڑا ہو گیا اس نے آپ کے ماتھے کو چوما اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ بے شک آپ علم کا سمندر ہیں ذہانت میں دریا ہیں میں آپ سے متعلق جو بھی خیالات رکھتا تھا ان سے توبہ کرتا ہوں۔

Marfat.com

گریہ وزاری

کوفہ شہر میں رات ہو چکی تھی دن بھر کے ہنگاموں کے بعد رات کی بڑھتی ہوئی ٹھنڈی ہوانے اہل کوفہ کو گرم رضائیوں میں تھپک تھپک کر سلادیا تھا۔

اس اندھیری اور سرد رات میں امام اعظم ابو حنیفہ کی گریہ وزاری نے ماحول میں ایک عجیب اور مقدس رنگ برپا کر دیا تھا۔

آنسوؤں کی جھرمٹ کے ساتھ

وَامْتَازُوا الْيَوْمَ أَيُّهَا الْمُجْرِمُوْنَ (یس)

اور آج الگ پھٹ جاؤاے مجرمو

کی تکرار اس قدر تیز ہو جاتی تھی کہ سننے والوں کی آنکھ سے آنسو جاری ہو جاتے تھے۔

امام اعظم پوری رات عبادت میں مصروف رہتے بس دو پہر میں کچھ دیر آرام کرتے اور وہی نیند کافی ہوتی تھی۔

ایک بزرگ بیان کرتے ہیں کہ ایک بار وہ عشاء کی نماز میں امام اعظم ابو حنیفہ کے ساتھ تھے۔ عشاء کی نماز کی ادائیگی کے بعد میں بھی ذکر واذکار میں مشغول ہو گیا اور پھر کچھ دیر کے بعد واپس اپنے گھر چلا گیا۔

جب میں واپس فجر کی نماز میں مسجد پہنچا تو میں نے دیکھا کہ امام ابو حنیفہ اپنی ڈاڑھی کو اپنے ہاتھوں میں پکڑے ہوئے روتے ہوئے کہہ رہے ہیں:

اے ذرہ بھر نیکی اور ذرہ بھر بدی دونوں کا بدلہ دینے والے اپنے بندے نعمان کو آگ سے بچانا۔

Marfat.com

کشف

عبادت وریاضت کی کثرت نے آپ پر روحانیت کے کئی حجابات بے نقاب کردیئے تھے ایک حدیث کا مفہوم ہے کہ وضو کا پانی گناہوں کو دھودیتا ہے۔

ایک دن امام اعظم ابو حنیفہ نے ایک نوجوان کو دیکھا کہ وہ وضو تو کررہا تھا مگر گناہوں کی کثرت کی وجہ سے گناہ پھر بھی باقی رہ جاتے تھے امام اعظم کو یہ دیکھ کر سخت تکلیف پہنچی وضو کے بعد آپ نے اس نوجوان سے کہا کہ نماز کے بعد مجھ سے مل کر جانا۔

نوجوان اپنی قسمت پر نازاں تھا کہ امام اعظم نے اسے گفتگو کا شرف عطا کیا تھا۔

نماز کے بعد وہ نوجوان آپ کے پاس آیا آپ نے اسے ایک گوشہ میں لے جاکر فرمایا:

تم اپنے ماں باپ کے نافرمان ہو اور ان کی دلآزاری کا سبب بنتے ہو جب تک تمہارے والدین تمہیں معاف نہیں کریں گے عبادت وریاضت کچھ کام نہیں آئے گی۔

ماں باپ کے مقام کو سمجھو ان کی خدمت کرو ان کے بے قرار دلوں کو اپنے عمل سے راحت پہنچاؤ۔

نوجوان یہ سن کر زاروقطار رونے لگا روتے روتے نوجوان کی ہچکیاں بندھ گئیں پھر اس نے اسی کیفیت میں امام اعظم سے عرض کی:

آپ میرے حق میں دُعا فرمایئے گا کہ میں اس لعنت سے نجات پاؤں

امام اعظم نے اس کو دعا دیتے ہور خصت کردیا۔

امام اعظم یہ دُعا کیا کرتے تھے کہ اے اللہ ! مجھ سے یہ کشف لے لے کہ میں تیرے بندوں کے گناہ دیکھوں آپ کی یہ دعا اللہ تعالی نے قبول فرمالی۔

گورنر کوفہ کا تشدد

ظلم وجبر کے خلاف آواز اٹھانے والے علمائے حق ہی ہوتے ہیں۔

بنوامیہ کے دورِ آخر میں کوفہ کے گورنر ابن ہبیرہ نے امام اعظم سے کہا کہ آپ بیت المال کی نظامت سنبھال لیجیے۔

امام اعظم نے انکار فرمادیا:

گورنر کے سامنے انکار نے گورنر کو غضبناک کر دیا اس ظالم گورنر نے امام اعظم کو کوڑے مارنے کی سزادی۔

آپ نے کوڑے کھانا تو گوار کر لیا لیکن منصب قبول نہیں کیا۔

ابن ہبیرہ نے پھر امام اعظم کو کوفہ کا قاضی مقرر کرنا چاہا۔

آپ نے اس سے بھی انکار کر دیا۔

گورنر نے قسم کھائی اللہ کی قسم ! اگر ابو حنیفہ نے کوفہ کے چیف جسٹس کا عہدہ قبول نہیں کیا تو ان کے سر پر کوڑے مارے جائیں گے اور میں انہیں جیل میں ڈال دوں گا۔

آپ نے فرمایا: کوفہ کا گورنر بننا تو بڑی بات ہے اگر گورنر مجھے مسجد کے دروازے گننے کا بھی حکم دے تو میں گورنر کے حکم سے یہ کام نہیں کروں گا۔

Marfat.com

اور گورنر یہ حکم دے کہ فلاں کی گردن اڑا دو فلاں کو قید کر دو تو میں بے گناہوں کی سزاؤں پر مہر کیوں لگاؤں؟

گورنر یہ سن کر شدید غضبناک ہوا اور آپ کو کوڑے مارنے کے بعد جیل میں ڈال دیا۔

ایک رات ابن ہبیرہ نے خواب میں نبی کریم ﷺ کو دیکھا آپ ﷺ نے فرمایا: تم میرے امتی کو بلاوجہ سزا دے رہے ہو شرم کرو اس دن ابن ہبیرہ نے آپ کو جیل سے رہا کر دیا

شہادت

بنو امیہ کے بعد بنو عباس کا دور شروع ہو چکا تھا عباسی خلیفہ منصور کی یہ بڑی خواہش تھی کہ امام اعظم سلطنت کا کوئی عہدہ قبول کر لیں تاکہ وہ دنیا کو بتا سکے کہ منصور کے تمام فیصلوں سے امام اعظم بھی متفق ہیں۔

خلیفہ منصور نے آپ کو کوفہ سے بغداد طلب کیا اور امام اعظم کو لالچ دیتے ہوئے کہا:

امام صاحب میں آپ کو تمام دنیائے اسلام کا چیف جسٹس مقرر کرتا ہوں خلافتِ عباسیہ میں جتنے بھی قاضی ہوں گے وہ سب آپ کے ماتحت ہوں گے۔

امام اعظم نے خلیفہ کی اس پیش کش کو ٹھکرا دیا خلیفہ کو اس انکار پر بڑا غصہ آیا اس نے آپ کو جیل میں بند کر دیا۔

منصور روزانہ آپ کو پیغام بھیجتا کہ چیف جسٹس کا عہدہ قبول کر لو میں تمہیں رہا کر دوں گا۔

Marfat.com

آپ ہر بار انکار کر دیتے

دوسری جانب آپ کے حاسد منصور کو بھڑکاتے رہتے کہ امیر المومنین! ابو حنیفہ آپ کی بات نہ مان کر آپ کی سخت توہین کر رہا ہے۔

خلیفہ منصور نے درباریوں کے اکسانے پر حکم دیا کہ امام ابو حنیفہ کو روزانہ قید سے نکال کر کوڑے مارے جائیں۔

منصور کے حکم کی فوراً تعمیل کی گئی۔

اور روزانہ آپ کو سرِ عام دس کوڑے مارے جانے لگے اور یہ کوڑے اس شدت سے مارے جاتے کہ خون بہتے بہتے ایڑیوں تک آ جاتا تھا یہ ظلم و ستم منصور نے دس دن تک جاری رکھا سرِ عام امامِ علم و فضل کو کوڑے مارے جا رہے تھے۔

خلیفہ نے آپ کو پھر دربار میں طلب کیا اور کہا: خدا کی قسم! تمہیں یہ عہدہ قبول کرنا ہو گا۔

امام اعظم نے بھی قسم اٹھالی کہ میں یہ عہدہ ہر گز قبول نہیں کروں گا۔

وہاں موجود ایک درباری چمچے نے کہا کہ آپ امیر المؤمنین کے مقابلے میں قسم اٹھا رہے ہیں۔

آپ نے فرمایا کہ امیر المؤمنین کو قسم کا کفارہ دینے پر قدرت حاصل ہے بہ نسبت میری قسم کے کفارے پر

امام اعظم نے چیف جسٹس کے عہدے کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا۔

امام اعظم نے منصور سے کہا کہ میں اس عہدے کے لائق نہیں ہوں۔

Marfat.com

منصور نے کہا تم جھوٹ بولتے ہو تم اس عہدے کے لائق ہو۔

امام اعظم نے منصور سے کہا: اب آپ خود ہی فرمایئے کہ کیا ایک جھوٹا شخص چیف جسٹس کے عہدے کے لائق ہو سکتا ہے۔

منصور لاجواب ہو گیا۔

اس نے پھر حکم دیا کہ آپ کے سر پر کوڑے مارے جائیں اس بدترین ظلم کے باوجود آپ کی ناں ہاں میں نہ بدلی۔

خلیفہ منصور کی انا کو شدید ضرب لگ چکی تھی اپنے وقت کا حاکم منصور علم کے آفتاب کو زنداں میں قید کر چکا تھا لیکن بھلا کیا آفتابِ علم زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑا جا سکتا ہے

علم کے شیدائی دور دراز کا سفر طے کر کے زنداں کے اندھیرے میں آفتاب علم وحکمت سے نور کی کرنوں کو اپنے دامنِ دل میں سمیٹ رہے تھے

امام اعظم کی تقدیس دن بدن لوگوں کے دلوں میں بڑھتی جا رہی تھی۔ یہ صورتِ حال دیکھ کر اب خلیفہ منصور کے دل میں ایک نیا خوف جنم لے رہا تھا۔

اور پھر ظلم و جبر کے ہرکاروں نے ہمیشہ کے لیے اپنا نامہ اعمال سیاہ کر ڈالا یہ راز خلیفہ اور اس کے خادم کے سوا کسی کو نہیں معلوم تھا کہ امام اعظم کو زہر دیا جا چکا ہے۔

جیسے ہی آپ کو زہر کا اثر معلوم ہوا آپ فوراً ہی سجدے میں چلے گئے۔ اپنے رب کی تسبیح بیان کی اور سجدے ہی کی حالت میں فرمایا: اے اللہ تیرا بندہ نعمان حاضر ہے اور سجدے ہی کی حالت میں شہید ہو گئے۔

Marfat.com

امام مالک

علم کی لگن

دانیال! جاگ جاؤ بیٹا! صبح ہو گئی ہے۔ دانیال کی مما دانیال کو صبح سے دو دفعہ آواز دے چکی تھیں۔

دانیال بیٹا! اب جاگ جاؤ شاباش! دانیال کی مما نے دانیال کو جگاتے ہوئے کہا۔

مما! پلیز سونے دیں نا! آج تو ویسے بھی ہڑتال ہے۔ دانیال نے رضائی میں منہ چھپاتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

اُف میرے خدایا دانی ! کیا پڑھائی کی بھی ہڑتال ہے اگلے ماہ سے تمہارے سیمسٹر شروع ہونے والے ہیں اور تم ہو کہ پڑھائی کی طرف دھیان ہی نہیں دے رہے ہو۔ رضوانہ بیگم نے جھنجھلاتے ہوئے کہا۔

ایک تو ان آئے روز کی ہڑتالوں نے ناک میں دم کر دیا ہے لوگوں کا معاشی قتل تو ایک طرف بچوں کی تعلیم بھی برباد ہو کر رہ گئی ہے اللہ تعالیٰ ایسے نام نہاد لیڈروں کو ہدایت عطا کرے یہ تو ملک قوم کو برباد کر دینا چاہتے ہیں۔

عوام کی خوشحالی کے لیے تو یہ کچھ نہیں کر سکتے لیکن عوام کی بربادی کے لیے مل کر ہڑتالیں کرتے ہیں۔ دانیال کی مما نے بڑبڑاتے ہوئے کمبل تہہ کیا

جلدی سے منہ ہاتھ دھو اور ناشتہ کرو میں ناشتہ بار بار سب کے لیے نہیں بناؤں گی۔ مما نے وارننگ دیتے ہوئے کہا۔

ناشتہ کے بعد دانیال کارٹون دیکھنے ٹی وی کے سامنے بیٹھ گیا۔

بیٹا ! اپنی کتابیں لے کر بیٹھ جاؤ۔ مما نے دستر خوان بڑھاتے ہوئے کہا

مما ! آج تو ہڑتال ہے نا ! دیکھنے دیں نا، کارٹون ! دانیال نے منمناتے ہوئے کہا

دانیال بیٹا کیا ہڑتال کے دن پڑھائی کی بھی ہڑتال ہوتی ہے۔ نہیں نا !

دیکھو دانی بیٹا ! ہمارے اسلاف عید کے دن بھی چھٹی نہیں کرتے تھے اور علم حاصل کرنے استاد کے گھر جایا کرتے تھے۔

عید کے دن تو سب کی چھٹی ہوتی ہے، سب لوگ نئے کپڑے پہنتے ہیں۔ایک دوسرے سے عید ملنے ایک دوسرے کے گھروں پر جاتے ہیں۔ سیر و تفریح کے لیے مختلف تفریحی مقامات پر بھی جاتے ہیں۔ مما نے دانیال کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

مما! کیا ہمارے اسلاف واقعی عید کے دن بھی چھٹی نہیں کیا کرتے تھے؟ دانیال نے حیرت سے پوچھا۔

جی بیٹا! ہمارے بزرگوں کو پڑھنے، علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا۔

آؤ! میں تمہیں ایک کہانی سناؤں۔ مما نے دانیال سے کہا۔

عید کا دن تھا ہر طرف چہل پہل ہو رہی تھی گلیوں میں رونق لگی ہوئی تھی لوگ نئے نئے کپڑے پہن کر خوشی کا اظہار کر رہے تھے ہر کوئی نمازِ عید کی ادائیگی کے لیے عید گاہ کی جانب جا رہا تھا۔

انہی لوگوں میں ایک نوجوان طالب علم بھی شامل تھا۔اس طالب علم کو علم حاصل کرنے کا بڑا شوق تھا۔سب لوگوں نے عید کی نماز پڑھی اس طالب علم نے بھی سب کے ساتھ عید گاہ میں عید کی نماز ادا کی۔

عید کی نماز کی ادئیگی کے بعد سب لوگ عید گاہ میں گلے ملے اور اپنے اپنے گھروں کی جانب روانہ ہو گئے تاکہ اب گھر جا کر میٹھی سویاں کھائیں بچے سوچ رہے تھے کے جلدی جلدی گھر پہنچیں اور دادا، بابا اور مما سے عیدی لیں۔

لیکن یہ نوجوان طالب علم عید گاہ سے اپنے گھر کی بجائے کہیں اور ہی جا رہا تھا۔

Marfat.com

لیکن مماوہ اپنے گھر کے بجائے کہیں اور کیوں جارہا تھا؟ کیا وہ اپنے گھر والوں سے خفا تھا یا اس کے نئے کپڑے نہیں بنے تھے۔ دانیال نے اندازے لگاتے ہوئے سوال کیا۔

نہیں یہ بات نہیں تھی۔ ممانے کہا۔

وہ نوجوان عید گاہ سے نکلا اور اور مدینے کے ایک بہت بڑے عالم کے دروازے پر جا کر رک گیا۔

اس نوجوان طالب علم نے دروازے پر دستک دی۔

خادم نے دروازہ کھولا۔

اس طالب علم نے اپنے آنے کا مقصد خادم کو بتایا اور کہا کہ وہ امام شہاب زہری سے علم حدیث سننے کے لیے حاضر ہوا ہے۔

خادم نے اندر جا کر بتایا اور اجازت ملنے پر اس نوجوان طالب علم کو کمرے میں بٹھا دیا۔

امام شہاب زہری مدینے کے مشہور اور نامور عالم دین تھے۔

انہوں نے اس نوجوان طالب علم سے پوچھا: تم عید کی نماز پڑھ کر اپنے گھر نہیں گئے۔

اس نوجوان طالب علم نے کہا نہیں۔

امام شہاب زہری نے نوجوان طالب علم سے کہا کہ اچھا تو پھر کچھ کھالو!

اس نوجوان طالب علم نے کہا: حضرت اس کی ضرورت نہیں۔

امام شہاب زہری نے پوچھا: پھر کیا ارادہ ہے؟

اس نوجوان طالب علم نے عرض کی کہ آپ مجھے حدیث کا علم عطا کیجیے۔

امام شہاب زہری نے اس نوجوان کو کتاب لانے کا کہا۔

نوجوان فوراً ہی کتاب لے آیا۔

امام ابن شہاب زہری نے چالیس حدیثیں بیان کی۔

نوجوان نے کہا: حضرت اور بیان فرمائیے

امام ابن شہاب زہری نے فرمایا: یہی کافی ہیں اگر تم نے یہ حدیثیں یاد کر لی تو تمہارا اشمار حفاظ میں ہو گا۔

اس طالب علم نے عرض کی: استاد محترم! میں نے یہ چالیس حدیثیں یاد کر لی ہیں۔

امام شہاب زہری نے حیرت سے اس نووارد طالب علم کو دیکھا کہ ابھی حدیثیں بیان کی ہیں اور اس طالب علم کو یاد بھی ہو گئیں۔

امام زہری نے کتاب لی اور فرمایا: اچھا سناؤ!

اس نوجوان طالب علم نے تمام حدیثیں حرف بہ حرف سُنا دیں ۔

امام زہری نے جب طالب علم کا یہ ذوق وشوق اور قوتِ حافظہ دیکھی تو فرمایا: جاؤ تم علم حدیث کے زبردست فقیہ ہو۔

مما! اس نوجوان طالب علم کا نام کیا تھا؟ دانیال نے پوچھا۔

یہ نوجوان طالب علم مالک بن انس تھے جو آگے چل کر امام مالک کہلائے۔ مما نے دانیال کے سوال کا جواب دیا

اچھا مما! امام مالک عید ہی کے دن امام زہری کے گھر کیوں گئے؟ دانیال نے ایک نیا سوال اپنی مما سے کر دیا۔

Marfat.com

امام مالک عید کے دن اس لیے امام زہری کے گھر گئے کہ انہیں معلوم تھا کہ آج عید کا دن ہے اور عید کے فوراً بعد امام زہری اپنے گھر پر ہوں گے اور لوگوں کا جو ہجوم ان کے ارد گرد ہوتا ہے وہ نہیں ہوگا اور وہ اطمینان اور ذوق و شوق کے ساتھ علم حدیث حاصل کر سکیں گے ۔اور ان کی علم کی جستجو اور ذوق و شوق نے انہیں یہ مقام عطا کیا کہ مسلمانوں کے چار بڑے اماموں میں سے ایک بڑے امام ،امام مالک ہیں ۔ مما نے قدرے تفصیل سے دانیال کو بتایا۔

اچھا بیٹا اب اپنی کتابوں کو لے کر پڑھنے بیٹھ جاؤ تاکہ تم علم حاصل کر کے بلند مقام حاصل کر سکو۔

کیونکہ جن بچوں کو علم حاصل کرنے کا شوق ہوتا ہے وہی لوگ بلند مقام حاصل کرتے ہیں کامیابی ایسے ہی بچوں کے قدم چومتی ہے جو محنت کو اپنا شعار بنا لیتے ہیں۔

پھر ایسے بچوں کا مستقبل بہت روشن اور تابندہ ہوتا ہے مما نے ستائش بھری نظروں سے دانیال کو دیکھتے ہوئے کہا۔

دانیال کے چہرے پر اپنے اسلاف کی طرح علم حاصل کرنے کا عزم چمک رہا تھا۔

Marfat.com

علم کے حریص

دانیال کے دل میں امام مالک کے لیے بڑی محبت پیدا ہو چکی تھی مما نے واقعہ بھی اتنا اچھا سنایا تھا کہ دانیال نے الفاظ، معنی اور سوالات سمیت اُردو کے دونوں سبق اچھی طرح یاد کر لیے تھے۔

لیکن ذہن میں ایک سوال بار بار اٹھ رہا تھا کہ یہ امام مالک ہیں کون ؟اسی سوچ میں گم دانیال کچن میں مما کے پاس پہنچ گیا۔

مما میں نے اردو کے دونوں سبق، الفاظ معنی اور سوالات، جوابات کے ساتھ یاد کر لیے ہیں۔دانیال نے اپنی مما کو بتایا۔

شاباش بیٹا! دانیال کی مما نے ستائشی نگاہوں سے اپنے بیٹے کو دیکھتے ہوئے کہا۔

دانیال کی مما نے سکون کا سانس لیا کہاں تو دانیال پڑھنے پر آمادہ نہیں ہوتا تھا اور کہاں دو سبق یاد کر لیے۔

مما! ایک بات تو بتایئے۔دانیال نے اپنی مما کو مخاطب کرتے ہوئے کہا۔

جی پوچھو بیٹا! مما نے کچن کا نیپکن اتارتے ہوئے کہا۔

مما! یہ امام مالک تھے کون؟ دانیال نے بہت دیر سے اپنے ذہن میں اٹھنے والے سوال کے بارے میں پوچھا۔

مما نے شام کی چائے ٹرے میں رکھی اور دانیال کو لے کر لان میں آ گئیں۔

جی بیٹا! آپ نے کیا سوال پوچھا تھا؟ مما نے چائے کا کپ لیتے ہوئے دانیال سے دوبارہ پوچھا۔

Marfat.com

مما! امام مالک کون تھے؟ دانیال نے اپنا سوال دہرایا۔

بیٹا! امام مالک نبی کریم ﷺ کے شہر مدینے میں پیدا ہوئے آپ کے آباء واجداد کا تعلق یمن سے تھا آپ کے والد حضرت انس بن مالک نبی کریم ﷺ کے مشہور صحابی ہیں۔اور مسلمانوں کے چاروں آئمہ میں سے صرف ایک آپ ہی کا سلسلہ نسب صحابی تک پہنچتا ہے۔

امام مالک کا پورا نام مالک بن انس تھا آپ کی والدہ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ بہت بڑے عالم دین بنیں اس لیے انہوں نے امام مالک کو بڑے ذوق و شوق سے دینی تعلیم دلائی۔

امام مالک کو بھی علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا آپ نے بچپن میں ہی قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

امام مالک کے زمانے میں حضرت ربیعہ علیہ الرحمہ بڑے نامی گرامی اساتذہ میں شمار ہوتے تھے اس لیے امام مالک کی والدہ کی خواہش تھی کہ آپ انہی سے علم دین حاصل کریں۔

اگلے دن ہی آپ کی والدہ نے اپنے نیک صالح بیٹے مالک بن انس کے سر پر عمامہ باندھا اور کہا: اب حضرت ربیعہ کے پاس جاؤ اور ان سے علم حاصل کرو۔

دانیال بہت توجہ سے مما کی بات سن رہا تھا۔ دانیال بیٹا! اپنی چائے تو لے لو ٹھنڈی ہو جائے گی۔ مما نے اسے غور سے سنتے دیکھ کر پیار سے کہا۔

جی مما! دانیال نے چائے کے کپ کی طرف ہاتھ بڑھایا۔

Marfat.com

ہاں تو میں کیا کہہ رہی تھی۔۔۔۔۔۔۔۔۔؟ مما نے یاد کرتے ہوئے پوچھا

کہ حضرت ربیعہ کی بارگاہ میں جاؤ اور علم حاصل کرو۔ دانیال نے یاد دلایا۔

ہاں تو حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن مسجد نبوی میں درس دیا کرتے تھے' مما نے بات کو وہیں سے جوڑا۔

امام مالک مسجد نبوی میں حضرت ربیعہ بن عبدالرحمان کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

حضرت ربیعہ مردم شناس آدمی تھے، ہیرے کی قدر جوہری ہی جانتا ہے حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن نے پہچان لیا کہ ان کی درس گاہ میں آنے والا بچہ کوئی معمولی بچہ نہیں ہے۔

امام مالک کی بچپن سے ہی ایک عادت یہ تھی کہ آپ حفظ کرنے کے بہت زیادہ حریص تھے۔ آپ کے استاد حضرت ربیعہ بن عبدالرحمٰن جو سبق بھی آپ کو لکھواتے وہ آپ یاد کر لیتے تھے اور روز کا سبق روز ہی یاد کر لیتے تھے۔

امام مالک حضرت ربیعہ کے علاوہ دیگر علماء کے درس میں بھی شریک ہوا کرتے تھے۔ آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا آپ چاہتے تھے جلد از جلد ساری دنیا کا علم سیکھ لیں۔

آپ علم حاصل کرنے کی جستجو میں اس قدر ذوق و شوق کے ساتھ لگے رہتے کہ نہ دن کو دن سمجھتے نہ رات کو رات سمجھتے۔ حضرت ابن ہرمز کی صحبت میں آپ تقریباً ۱۳ برس رہے ابن ہرمز بہت بڑے عالم تھے انہوں نے اپنا سارا علم امام مالک پر لٹا دیا جب ابن ہرمز اس دنیا سے رخصت ہوئے تو ان کے علم کے وارث امام مالک ہی تھے۔

دانیال بیٹا! علم انسان کو عروج بخشتا ہے۔۔۔۔ علم شعور دیتا ہے۔۔۔۔انسان کی تربیت میں معاون ثابت ہوتا ہے اور پھر بچپن کی محنت رنگ لاتی ہے اور انسان بڑے عہدے اور بڑے مقام پر فائز ہو جاتا ہے۔

علم ہی سے انسان، انسان ہے
علم جو نہ سیکھے وہ حیوان ہے

حصولِ علم اور کاروبار

کتنے خوب صورت طوطے ہیں حذیفہ انکل آپ کے گھر میں۔دانیال نے خوبصورت طوطوں کو دیکھتے ہوئے کہا۔

آج دانیال اپنے دوست حسیب کے گھر آیا ہوا تھا اور طوطوں کو دیکھ کر خوشی کا اظہار کر رہا تھا۔

دانیال تمہیں معلوم ہے ان طوطوں کا جوڑا بازار میں ایک ہزار سے کم کا نہیں ملتا۔دانیال کے دوست حسیب نے دانیال کو طوطوں کی قیمت سے آگاہ کیا۔

اور ہر مہینے ہم پانچ جوڑے بیچتے ہیں اس طرح ہمیں ہر مہینے تقریبا پانچ ہزار روپے کا منافع ہوتا ہے حسیب نے دانیال کو اپنے والد حذیفہ کے کاروبار کے بارے میں بتایا۔

لیکن انکل تو اسٹیل مل میں نوکری کرتے ہیں۔دانیال نے حیرت کا اظہار کرتے ہوئے کہا۔

اُف دانیال ! طوطوں کا کاروبار تو پاپا پارٹ ٹائم میں کرتے ہیں اور میں بھی اس کام میں ان کی مدد کرتا ہوں۔

Marfat.com

تم بھی ایک پنجرہ لے لو پھر دیکھو طوطے کے ایک جوڑے سے کئی جوڑے ہو جائیں گے تمہارے پنجرے میں اور پھر تم بھی ہر مہینے پانچ ہزار روپے کما سکو گے میرے بابا جان کی طرح۔ حسیب نے دانیال کو طوطوں کے کاروبار کی اونچ نیچ سمجھاتے ہوئے کہا۔

زبردست ! ہر مہینے کے پانچ ہزار روپے اور وہ بھی مفت میں۔ دانیال نے بے ساختہ کہا

دانیال حسیب کے گھر سے واپس لوٹا تو طوطے پالنے اور طوطوں کا کاروبار اس کے ذہن پر حاوی ہو چکا تھا۔

مما! طوطے کیسے ہوتے ہیں؟ دانیال نے پوچھا:

طوطے اچھے ہوتے ہیں مما نے سادگی سے جواب دیا۔

مما! کیا رنگ برنگے طوطے آپ کو اچھے لگتے ہیں؟ دانیال نے اپنے مقصد کے لیے راہ ہموار کرتے ہوئے پوچھا:

ہاں بھئی رنگ برنگے طوطے تو سب کو اچھے لگتے ہیں۔ دانیال کی مما نے دانیال کی باتوں میں دلچسپی لیتے ہوئے کہا۔

مما کیوں نا ہم طوطوں کا کاروبار کر لیں؟ پانچ ہزار روپے مہینے کے مفت مل جائیں گے۔ دانیال نے خوشی سے مٹھیاں بھینچتے ہوئے کہا۔

دانیال کی مما دانیال کی خواہش کو اچھی طرح سمجھ چکی تھیں آخر انہوں نے ایم ایڈ میں بچوں کی نفسیات پڑھی تھی۔

دانیال بیٹا! طوطوں کا کاروبار ایسے تو نہیں ہوتا طوطوں کے پنجروں کی صفائی بھی کرنا پڑتی ہے ان کے لیے خوراک کا بھی انتظام کرنا پڑتا ہے اور جب وہ بیمار ہو جائیں تو انہیں

Marfat.com

ڈاکٹر کو بھی دکھانا پڑتا ہے ان کو دوائی بھی دینا پڑتی ہے اور اتنے سارے کاموں کے لیے تو وقت بہت درکار ہو گا اتنا وقت کون دے گا ان پرندوں کو؟ دانیال کی مما نے دانیال سے پوچھا۔

مما! میں دیکھ لوں گا سارے کام۔ دانیال نے جوش سے کہا۔

اور پڑھے گا کون؟ دانیال کی مما نے دانیال سے پوچھا۔

مما میں پڑھائی کے ساتھ ساتھ یہ کام بھی دیکھ لوں گا، دانیال نے حل نکالتے ہوئے کہا

دانیال بیٹا! حصولِ علم سے زیادہ کوئی کام اہم نہیں ہوتا ابھی آپ علم حاصل کر رہے ہیں آپ بڑے ہو کر جو جی چاہے کاروبار کیجیے گا ابھی تو صرف پڑھائی پر توجہ دیں ورنہ نہ پڑھائی ہو سکے گی اور نہ کاروبار۔

ابھی آپ نے اپنی ساری توجہ پڑھائی پر مرکوز رکھنی ہے ۔ مما نے دانیال کو سمجھاتے ہوئے کہا۔

آؤ! میں تمہیں امام مالک کا ایک واقعہ سناتی ہوں۔

امام مالک کے والد حضرت انس بن مالک کا آبائی پیشہ ہتھیار بنانا تھا اور حضرت انس بن مالک کو تیر بنانے میں بڑی مہارت حاصل تھی۔ یہی تیر سازی ان کا پیشہ تھا۔

امام مالک نے اپنے والد کے پیشے کو نہیں اپنایا بس علم حاصل کرنے اور علم تقسیم کرنے میں ساری زندگی مصروف رہے۔

جب تک امام مالک کی والدہ حیات رہیں آپ نے دنیا کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھا بس روز وشب آپ علم دین حاصل کرنے میں لگے رہے۔ یہاں تک کہ آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔

والدہ کے انتقال کے بعد گھر چلانا، معاشی ذمہ داریاں آپ کے کاندھوں پر آگئیں گھر کے انتظامی اُمور کا آپ کو کوئی تجربہ نہیں تھا۔

والدہ کے ترکہ سے آپ کے حصے میں چار سو دینار آئے تھے آپ نے اپنے رشتے کے بھائی کے ساتھ مل کر کپڑے کے کاروبار کا آغاز کیا۔

امام مالک نے اپنے رشتے کے بھائی سے کہا: مجھے اس کاروبار سے بس اتنا منافع درکار ہے کہ گھر کی دال روٹی چلتی رہے اور تن چھپانے کو کپڑا میسر آجائے۔

امام مالک کا حصول علم کا شوق دن بدن بڑھتا ہی جا رہا تھا امام مالک نے کاروبار کو زیادہ وقت نہیں دیا اور کاروبار کو وقت نہ دینے کی وجہ سے کاروبار آہستہ آہستہ ختم ہونے لگا۔

آپ کے رشتے کے بھائی نے آپ سے کہا کہ اگر آپ نے کاروبار کی جانب توجہ نہیں دی تو یہ کاروبار بالکل ختم ہو جائے گا۔

امام مالک نے اپنے رشتے کے بھائی سے کہا بھائی میں دنیا کو اس سے زیادہ وقت نہیں دے سکتا۔

بس پھر کیا تھا تھوڑا بہت سرمایہ بھی ڈوب گیا لیکن آپ نے علم کی لگن نہ چھوڑی اور ذوق وشوق کے ساتھ علم حاصل کرنے میں لگے رہے۔

Marfat.com

تمام سرمایہ ختم ہو چکا تھا اور آپ کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا ایک دن آپ کو ایک کتاب کی ضرورت محسوس ہوئی لیکن پیسے تو سارے ختم ہو چکے تھے اب یہ کتاب کیسے خریدی جائے ؟ امام مالک نے سوچا۔

اپنی اس مجبوری پر آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے قرض مانگنا آپ کو اچھا نہیں لگتا تھا اس لیے انتظار کرتے رہے کہ کوئی آ جائے اور آپ کے سوال کیے بغیر آپ کی اس ضرورت کو پورا کر دے۔

مگر کوئی بھی نہیں آیا کتاب خریدنا بہت ضروری تھا اور خریدنے کی کوئی صورت نظر نہیں آتی تھی اچانک امام مالک کی نظر چھت پر پڑی چھت پر لگی کڑیاں آپ نے جمع کیں اور ان کو بیچ کر کتاب خرید لی۔

اب گھر میں دیواریں تو موجود تھیں لیکن چھت موجود نہیں تھی کئی موسم امام مالک نے بغیر چھت کے گزار دیئے دھوپ، بارش، سخت سردی مگر یہ سب آپ نے حصولِ علم کے شوق میں برداشت کیا۔

معلوم ہے دانیال بیٹا! انہوں نے یہ تکلیفیں کیوں برداشت کی۔ مما نے دانیال سے پوچھا

کیوں ؟ مما! دانیال ابھی تک واقعہ ہی میں گم تھا۔

اس لیے کہ ان کی والدہ نے انہیں ایک حدیث سنائی تھی کہ ماں کی گود سے لے کر قبر کی آغوش تک علم حاصل کرو۔ تو بیٹا آپ بھی اپنی ساری توجہ علم حاصل کرنے پر لگائیے یہ مال و دولت سب کچھ آپ کے پاس آ جائے گا۔

Marfat.com

کلمہ حق

دانیال کے گھر آج بہت سارے مہمان جمع تھے دانیال کے چاچا عبید حسین درسِ نظامی مکمل کر چکے تھے اور اب اعلیٰ تعلیم کے لیے مصر کی مشہور درس گاہ جامعۃ الازہر جا رہے تھے آج انہی کے اعزاز میں سارے خاندان کے لوگوں کو دعوت دی گئی تھی۔

محفل میلاد اُس میں علماء کرام کی تقاریر، شہر کے تمام بڑے بڑے علماء نے علم کے فضائل پر تقاریر کی تھیں۔

رات کو جب تقریب اختتام پذیر ہوئی تو دانیال کے داد جان نے اپنے چھوٹے بیٹے عبید حسین کو اپنی لائبریری میں بلوایا۔

چاچا کے ساتھ ساتھ دانیال بھی داد جان کی لائبریری میں پہنچ گیا۔

عبید بیٹا! ساری تیاری مکمل ہو گئی دادا جان نے عبید سے پوچھا:

جی بابا جان! عبید حسین نے اپنے والد کو نہایت ادب سے جواب دیا۔

دیکھو بیٹا! اللہ تعالیٰ تمہیں ساتھ خیریت کے مصر لے جائے اور تم وہاں سے علم حاصل کر کے کامیاب وطن واپس آؤ اگر حصولِ علم کا حکم نہ ہوتا تو میں تمہیں کبھی بھی اتنی دور نہ بھیجتا۔ دادا جان نے اپنے آنسوؤں کو ضبط کرتے ہوئے کہا۔

عبید بیٹا! تم اپنی تمام توجہ حصول علم ہی کی طرف مرکوز رکھنا۔ تم درس نظامی کر چکے ہو اور جانتے ہو کہ علم کی کتنی فضیلت ہے سمندر کی مچھلیاں، پرندے سب دین کے طالب علم کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔

Marfat.com

جس کے سر پر علم کا تاج سجایا جاتا ہے اس کو منصب بھی اعلیٰ دیا جاتا ہے۔ عالم دین کا منصب کوئی چھوٹا موٹا منصب نہیں ہوتا عالمِ دین وارثِ نبی ہوتا ہے نائبِ پیغمبر ہوتا ہے۔ پوری رات غیر عالم کا عبادت کرنا اور عالم دین کا سونا اللہ کے نزدیک عالم کا سونا افضل ہے غیر عالم کی عبادت سے۔

لیکن بیٹا یاد رکھنا! اس منصب کے تقاضے بھی بڑے سخت ہیں شہرت جاہ و حشمت کی خواہش تم پر غالب نہ آجائے۔

عالم کے قلم کی سیاہی شہید کے خون سے زیادہ وزنی ہوتی ہے لیکن عالم دین کا منصب یہ ہے کہ گلے پر تلوار ہو لیکن زبان حق ہی بیان کرے۔

تم نے امام مالک کا تذکرہ کتابوں میں پڑھا ہو گا آپ مدینے میں ساری زندگی علم کی لازوال دولت کو تقسیم کرتے رہے اور حق بیان کرنے میں کبھی کسی کی رعایت نہیں کی چاہے وہ بادشاہِ وقت ہی کیوں نہ ہو

آؤ میں تمہیں ایک واقعہ سناؤں!

امام مالک کا دور وہ دور تھا جب بنو عباس اقتدار پر براجمان تھے اور خلفائے بنو عباس نے بیعت لیتے ہوئے ایک طریقہ یہ بھی اپنایا تھا کہ جب وہ لوگوں سے بیعت لیتے تو ساتھ یہ عہد بھی لیتے کہ اگر وہ منصور کی بیعت توڑے تو اس کی بیوی کو تین طلاق۔

امام مالک سے کسی نے پوچھا: آپ کے نزدیک جبری طلاق کے بارے میں کیا حکم ہے؟

امام مالک نے فرمایا: جبری طلاق طلاق نہیں ہے۔

Marfat.com

اقتدار سے چمٹے ہوئے حقیر کیڑوں نے یہ بات جا کر منصور کے گوش گزار کر دی کہ امیر المؤمنین ! مالک بن انس مذہب کی آڑ میں فتنوں کی پرورش کر رہا ہے۔ منصور نے ان لوگوں کی باتوں کو بڑے غور سے سُنا اور پھر ایک دن خلیفہ منصور امام مالک کے حلقہ درس میں پہنچ گیا۔

خلیفہ منصور نے بنو امیہ کے لوگوں کو چُن چُن کر قتل کر دیا تھا۔

جب منصور امام مالک کے درس میں پہنچا تو امام مالک نے اس کے لیے کوئی اہتمام نہیں کیا اور نہ ہی آپ نے درس چھوڑ کر اس کا استقبال کیا۔

منصور آیا اور لوگوں کے ساتھ بیٹھ کر ادب سے درس حدیث سنتا رہا۔

درس حدیث کے بعد امام مالک فقہ کا درس دیا کرتے تھے سو امام مالک فقہ کا درس دے رہے تھے لوگ سوال کرتے آپ جواب دے دیتے اسی دوران منصور نے بھی ایک عجیب سوال کر ڈالا اور امام مالک سے پوچھا:

اگر کسی کے لباس پر ایک مچھر کا خون لگ جائے تو وہ کپڑے پاک رہیں گے یا ناپاک ہو جائیں گے۔

امام مالک نے حیرت سے منصور کی طرف دیکھا۔

آہستہ آہستہ امام مالک کا چہرہ غصہ سے سرخ ہونے لگا آنکھوں میں ایک جلال تھا کڑکتی ہوئی آواز کے ساتھ فرمایا:

جس کا لباس بے شمار بندگانِ خدا کے خون سے سرخ ہو وہ مجھ سے مچھر کے خون پر فتویٰ لینے آیا ہے۔

Marfat.com

آس پاس کے در و دیوار لرز کر رہ گئے امام مالک کی آواز تھی منصور کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جارہا تھا مجلس کے اختتام پر منصور وہاں سے واپس چلا گیا۔

امام مالک کی حق گوئی سے وہ بخوبی واقف تھا۔

پھر بڑی راز داری کے ساتھ خلیفہ منصور نے اپنے چچازاد بھائی جعفر کو مدینے کا عامل مقرر کر دیا۔

جعفر بہت تیز طرار آدمی تھا ریاست کی سیاست کے تمام مہروں کو ادھر سے اُدھر کرنے میں اسے مہارت حاصل تھی۔

عامل مدینہ بننے کے بعد جعفر امام مالک کے درس میں پہنچ گیا۔

دادا جان نے پانی پینے کے لیے گلاس ہاتھ میں لیا عبید چاچا اور دانیال دونوں ہی بڑی توجہ سے داد جان کی بات سن رہے تھے۔

جعفر محفلِ درس میں

ہاں تو میں کیا کہہ رہا تھا؟ دادا جان نے پوچھا:

عامل مدینہ جعفر ،امام مالک کے درس میں پہنچ گیا تو اسے بڑی حیرت ہوئی محفلِ درس میں بڑی زبردست خوشبو آرہی تھی پوری محفلِ حدیث بڑی معطر تھی۔

سینکڑوں لوگ ادب سے سر جھکائے درسِ حدیث سن رہے تھے۔

اچانک جعفر نے اپنی آواز کو بلند کرتے ہوئے سوال پوچھا۔

Marfat.com

امام مالک کی محفل میں آج تک ایسا نہیں ہوا تھا یہاں کے قاعدے اور قوانین سے سب لوگ بخوبی آگاہ تھے۔

امام مالک کے چہرے پر ناگواری کے آثار نمایاں ہوئے آپ نے نہایت دھیمی آواز کے ساتھ فرمایا:

یہ محفلِ حدیث ہے کیا تم نے قرآن کا یہ حکم نہیں سنا:

یَآیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَرْفَعُوْٓا اَصْوَاتَكُمْ فَوْقَ صَوْتِ النَّبِیِّ وَلَا تَجْهَرُوْا لَهٗ بِالْقَوْلِ كَجَهْرِ بَعْضِكُمْ لِبَعْضٍ اَنْ تَحْبَطَ اَعْمَالُكُمْ وَ اَنْتُمْ لَا تَشْعُرُوْنَ ﴿﴾ سورہ حجرات

اے ایمان والو اپنی آوازیں اونچی نہ کرو اس غیب بتانے والے (نبی) کی آواز سے اور ان کے حضور بات چلّا کر نہ کہو جیسے آپس میں ایک دوسرے کے سامنے چلّاتے ہو کہ کہیں تمہارے عمل اکارت نہ ہو جائیں اور تمہیں خبر نہ ہو

یہ نبی کریم ﷺ کا فرمان سنایا جا رہا ہے اور تمہاری آواز بلند ہو رہی ہے۔

جعفر ایک دم شرمسار ہو گیا۔

جعفر کے لیے یہ محفل، یہ اندازِ محفل سب کچھ ہی نیا تھا۔ کیا شان ہے اس درس دینے والے کی اور اس محفل کی جعفر نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔

پھر کچھ ہی دیر میں یہ درس کی سنہری محفل اختتام پذیر ہو گئی۔

لوگوں کی نشست کے انداز تبدیل گئے اب فقہ کا درس شروع ہو گیا۔ ایک ایک کر کے لوگ اپنا مسئلہ امام مالک کے سامنے بیان کرتے اور آپ ان کو اس مسئلے کا حل بتا دیتے

Marfat.com

جعفر بھی ایک مسئلہ لے کر آیا تھا لیکن اس رش میں اس کا نمبر تو بہت دور تھا اس سے صبر نہ ہو سکا اور بیچ ہی میں بول پڑا۔

لوگوں نے بڑی حیرت سے عالمِ مدینہ کو دیکھا وہ اہلِ علم کی مجلس تھی جعفر کی یہ مداخلت اہل علم پر بڑی شاق گزری تھی۔

اطمینان سے بیٹھو! امام مالک کی رعب دار اور باوقار آواز گونجی۔ یہ حدیث و فقہ کی محفل ہے تم نے کیا اسے بازار سمجھ لیا ہے۔

اس محفل کا یہ اصول ہے کہ یہاں جو پہلے آتا ہے وہ سوال بھی پہلے ہی کرتا ہے اور جو آخر میں آتا ہے وہ سوال بھی آخر میں ہی پوچھتا ہے۔

جعفر ذلت کے مارے پسینہ پسینہ ہو رہا تھا۔

جب جعفر کی باری آئی تو امام مالک نے اس کو اپنے روبرو طلب کیا کہ یہاں آکر بیٹھو

جعفر امام مالک کے سامنے آکر بیٹھ گیا۔

اب سوال کرو کیا پوچھنا چاہتے ہو؟ امام مالک نے پوچھا۔

جبری طلاق کے بارے میں آپ کا فتویٰ کیا ہے؟ جعفر نے غرور و تکبر کے ساتھ پوچھا

میرے نزدیک جبری طلاق طلاق نہیں ہے محفل میں امام مالک کی رعب دار آواز گونجی

لیکن امام اعظم ابو حنیفہ کے نزدیک تو جبری طلاق، طلاق میں شامل ہے۔ جعفر نے امام ابو حنیفہ کا حوالہ دیا۔

امام مالک نے جعفر کی بات بڑے غور سے سنی اور نہایت تحمل اور نرم آواز کے ساتھ فرمایا:

Marfat.com

میں امام اعظم کے فیصلے کو غلط نہیں کہتا صرف اختلاف کرتا ہوں اللہ تعالیٰ امام پر اپنی رحمتیں نازل فرمائے ان کی صداقت میں کوئی شک نہیں میں ابو حنیفہ سے حسنِ ظن رکھتا ہوں اور میرے نزدیک جبری طلاق، طلاق نہیں ہے۔

جعفر بحث کرتا رہا۔ کچھ دیر کے بعد جعفر خاموشی سے اٹھ کر چلا گیا۔

عامل مدینہ

لیکن دادا جان عاملِ مدینہ اٹھا کر چلا کیوں گیا؟ دانیال نے سوال کیا۔

اصل میں تو وہ امام مالک کے خلاف کاروائی کرنا چاہتا تھا۔

انتقامی کاروائی۔۔۔۔دانیال کے منہ سے ایک دم نکلا۔

دادا جان! وہ کیا کاروائی کرنا چاہتا تھا امام مالک کے ساتھ؟ دانیال نے پوچھا

تھوڑی دیر ہی گزری تھی کہ عامل مدینہ کے سپاہیوں کا ایک دستہ امام مالک کو گرفتار کرنے گھر پہنچ گیا۔

کیا امام مالک کو گرفتار کر لیا انہوں نے دانیال کی بے صبری انتہا کو چھو رہی تھی دانیال کی آنکھوں میں آنسو آ گئے۔

Marfat.com

امام مالک کی گرفتاری

پھر کیا ہوا؟ دادا جان! دانیال نے پوچھا

سپاہی امام مالک کو گرفتار کر کے اپنے ساتھ لے گئے اور عامل مدینہ جعفر کے سامنے کھڑا کر دیا۔

جعفر نے حکم دیا کہ جبری طلاق کے بارے میں اپنی رائے کا اظہار کرو۔ در حقیقت اب جعفر اپنی طاقت کا عملی مظاہرہ کرنا چاہتا تھا۔

ایک ایک لفظ سے غرور و تکبر ٹپک رہا تھا جعفر کے چہرے پر سفاکیت نمودار ہو چکی تھی۔

عامل مدینہ میری رائے سے اچھی طرح باخبر ہیں۔ امام مالک نے جواب دیا میں دوبارہ سننا چاہتا ہوں۔ غرور و تکبر سے بھرپور لہجے میں جعفر نے نہایت بدتمیزی اور بے باکی سے کہا۔

میں بار بار جواب دینے کا پابند نہیں ہوں امام مالک نے ظالم حاکم کے سامنے بے نیازی سے کہا۔

تم خلیفہ منصور کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ جعفر نے ایک نیا سوال پوچھا

یہ بات منصور کو اچھی طرح معلوم ہے امام مالک نے کہا۔

Marfat.com

میرے سامنے خلافتِ عباسیہ کی حمایت کا اعلان کرو جعفر نے جارحانہ انداز میں کہا۔
اگر میں اقرار کر لوں تو جبری طلاق کا مسئلہ دوسری صورت میں ابھر کر سامنے آجائے گا۔

جعفر نے اب پینترا بدلا اور سوال کو گھما کر پوچھنے لگا۔

اچھا یہ بتاؤ کہ امیر المؤمنین کا یہ منصب جائز ہے یا نہیں؟

امام مالک نے فرمایا: مجھے جو کہنا تھا وہ میں کہہ چکا ہوں اگر منصور کو میرے اقرار کی ضرورت ہے تو وہ خود چل کر میرے پاس آئے۔

جعفر نے کہا کہ امیر المؤمنین نے مجھے اختیار دے دیا ہے کہ میں ان کے نام پر اہلِ مدینہ سے بیعت لوں۔

امام مالک نے کیفیت جلال کے ساتھ کہا: میں ان اختیارات کو تسلیم نہیں کرتا۔
اور جب عاملِ مدینہ میری بات سمجھنا ہی نہیں چاہتا تو مجھ پر لازم ہے کہ میں خاموشی اختیار کر لوں۔

یہ کہہ کر امام مالک خاموش ہو گئے جعفر بن سلیمان سوالات کرتا رہا۔ گستاخی، بدتمیزی، بے ادبی، بے باکی، خوف، دھونس اور دھمکی سمیت تمام حربے اس نے آزما لیے مگر اس کے تمام حربوں کے سامنے امام مالک کا ایک ہی جواب تھا خاموشی۔

کوڑوں کی بارش

پھر کیا ہوا؟ دادا جان! دانیال نے بے تابی سے پوچھا۔

پھر یہ ہوا کہ عامل مدینہ کی قوتِ برداشت جواب دے گئی اسے بہت غصہ آرہا تھا کہ امام مالک اس کے کسی سوال کا جواب کیوں نہیں دے رہے۔

جس مرد فقیہ کے سامنے عرب کے علماء سر جھکا کر ادب سے بیٹھتے ہیں اس مرد حق کو جعفر بن سلیمان اپنے روبرو کھڑا کر کے ذلیل و رسوائی کے تمغے دینے کی کوشش کر رہا تھا۔ مگر اسے کیا خبر تھی کہ اسے اس بے ادبی کی یہ سزا ملے گی کہ تا قیامت امام کی محبت تو لوگوں کے دلوں میں رہے گی اور جعفر بن سلیمان لوگوں کے لیے نمونہ ملامت بن جائے گا۔

عاملِ مدینہ نے جلادوں کو حکم دیا کہ فقیہ عرب پر کوڑوں کی بارش کر دو۔

نادان جلادوں نے حکم کی تعمیل کی اور عاشق رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر کوڑے برسانے لگے۔

اور شدت سے کوڑے برساؤ! جعفر کی آواز دوبارہ گونجی تاکہ معلوم ہو جائے اس شخص کو خلیفہ کی نافرمانی پر کیسا عذاب نازل ہوتا ہے۔

جعفر یہ سوچ رہا تھا کہ مسند پر بیٹھ کر علم دینے والے میں بھلا کہاں اتنی برداشت ہو گی کہ وہ ان کوڑوں کو جھیل سکے۔

Marfat.com

جلد ہی یہ آنسوؤں کی فریاد کے ساتھ رحم کی بھیک مانگنے لگیں گے۔

مگر اُس وقت اسے شدید حیرت کا سامنا کرنا پڑا جب امام مالک کے منہ سے کوئی چیخ بلند نہیں ہوئی اور نہ ہی انہوں نے جعفر سے کوئی فریاد کی۔ چہرے پر اذیت کی ایک شدید لہر آئی اور پھر اس کے آثار بھی مٹ گئے۔ جعفر کو بری طرح شکست ہو چکی تھی۔

رسوائی کا سامان

دادا جان! پھر کیا جعفر بن سلیمان نے امام مالک کو چھوڑ دیا۔ دانیال نے پوچھا

نہیں بیٹا! اقتدار کے نشے میں آدمی کو خوفِ خدا نہیں رہتا۔ جعفر اب ایک گھٹیا چال چلنے کی تیاری کر رہا تھا۔ دادا جان نے گہری سوچ کے ساتھ کہا۔

جعفر نے جلادوں کو حکم دیا کہ امام مالک کے دونوں ہاتھوں کو کندھوں سے اتار دو۔

جلادوں نے امام مدینہ کے دونوں ہاتھ کھینچ دیئے بڑی اذیت ناک سزا تھی، ہڈیاں چٹخنے لگیں۔

امام مالک پر سینکڑوں رنگ آکر گزر گئے مگر رحم کی ایک فریاد یا رحم کی بھیک کا ایک جملہ بھی امام کی زبان سے ادا نہیں ہوا۔

ظالم اپنے ظلم پر تھرا کر رہ گیا امام مالک کی استقامت پہاڑ سے بھی کہیں زیادہ مضبوط تھی

جعفر نے اپنے سپاہیوں کو حکم دیا کہ اب فقیہ عرب کے چہرے پر سیاہی مل دو اور انہیں گدھے پر بٹھا کر مدینے کے اطراف میں گھماؤ تاکہ لوگوں کو معلوم ہو کہ خدا کی زمین پر فساد کرنے والوں کا انجام ایسا ہی ہوتا ہے۔

جعفر نے گستاخی کی حدود کو عبور کرتے ہوئے کہا:

Marfat.com

جعفر اس انتظار میں تھا کہ امام مالک کے چہرے پر التجاء کے آثار ظاہر ہوں لیکن امام مالک کے چہرے پر بے نیازی کا رنگ چھلک رہا تھا

میں تم سے آخری دفعہ کہہ رہا ہوں کہ منصور کے محل کے علاوہ ہر راستہ ذلت و رسوائی کی طرف جاتا ہے۔

پھر امام مالک کے جسم پر غلاظت کا ڈھیر ڈال دیا گیا۔ چاروں جانب ایک مجمع لگ چکا تھا۔

امام مالک چاہتے تھے کہ دستار اور ڈاڑھی سے غلاظت کے ذرات صاف کر سکیں مگر دونوں ہاتھ ہی کندھوں سے اتار دیئے گئے تھے۔ امام مالک نے اپنے ہاتھوں پر نظر ڈالی اور تماش بینوں کا ہجوم دیکھا اور سر جھکا لیا۔

لوگوں کا ہجوم بڑھتا ہی جا رہا تھا سر ہی سر نظر آرہے تھے لوگ چھتوں، کھڑکیوں پر جمع ہو کر یہ منظر دیکھ رہے تھے۔

چہرے پر سیاہی ہونے کے سبب لوگ آپ کو پہچان نہیں پائے تھے سپاہی گدھے کو کھینچ رہے تھے تاکہ مدینے کی ہر گلی، ہر کوچہ اور ہر بازار میں ذلت آمیز تماشہ دکھایا جا سکے۔

امام مالک نے ان سپاہیوں سے کہا رک جاؤ!

تم کب تک اس طرح مارے مارے پھرو گے میں تمہاری مشکل آسان کیے دیتا ہوں۔

سپاہی رک گئے وہ سمجھے کہ امام مالک نے ہتھیار ڈال دیئے ہیں حق کہنے کی ہمت جواب دے گئی ہے۔

ان سپاہیوں میں سے ایک سپاہی نے کہا: حضرت! اگر آپ توبہ کر کے خاموشی اختیار کر لیں تو منصور کے محل کے دروازے آپ پر کھل جائیں گے، دولت کے انبار آپ کے

Marfat.com

قدموں میں ڈھیر ہو جائیں گے اور آپ کو اس قدر اختیارات ملیں گے کہ آپ تصور نہیں کر سکتے۔

امام مالک سپاہی کی باتوں کی بجائے ہجوم کی جانب دیکھ رہے تھے۔

اے شہر مقدس کے لوگو! امام مالک نے طویل خاموشی کے بعد کہا:

تم میں سے جو لوگ مجھے جانتے ہیں سو جانتے ہیں اور جو نہیں جانتے وہ جان لیں کہ میں اللہ کے رسول ﷺ کے صحابی انس بن مالک کا بیٹا ہوں میں کل بھی کہتا تھا اور آج بھی کہتا ہوں جبری طلاق، طلاق نہیں ہے۔

آواز کیا تھی چاروں جانب بھونچال آگیا لوگ دھاڑے مار مار کر رو رہے تھے ان کے امام کو سرِ عام رسوا کیا جا رہا تھا۔

تو عبید بیٹا! یاد رکھنا! جس علم کو تم حاصل کرنے جا رہے ہو وہاں خلق خدا ہاتھوں کو بوسہ بھی دیتی ہے عقیدت واحترام کے پھول بھی نچھاور کرتی ہے مگر حق کہنے کے جرم میں اربابِ اقتدار عالم دین کی زندگی کو کانٹوں کی سیج بنا دیتے ہیں۔

یہ ہمارے اسلاف تھے جنہوں نے حق کی خاطر کوڑے کھائے، زہر کا پیالہ پیا ذلت و رسوائی برداشت کی مگر دامنِ حق پر کوئی شکن نہ آنے دی

بیٹا! کل جب یہ وقت آئے تو یاد رکھنا کہ تم نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے دین کے لیے حق بولنے میں ذرہ برابر بھی تساہل نہیں برتنا، چاہے اس حق بولنے میں تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

اب جاؤ آرام کرو کل صبح تمہاری فلائیٹ ہے

حصول علم اور سفر

دانیال امام مالک کی شخصیت سے بہت متاثر ہو چکا تھا وہ ان کے بارے میں مزید جاننا چاہتا تھا۔ اس نے ان کے بارے میں کتاب بھی پڑھی تھی اور یہ جان کر دانیال کو بڑی حیرت ہوئی کہ امام مالک کبھی علم کے حصول کے لیے مدینے سے باہر گئے ہی نہیں۔

مما!۔۔۔ مما!۔۔۔ مما!۔۔۔ دانیال نے اپنی مما کو آواز دی۔

کیا ہو گیا دانی! میں ادھر ہوں صحن میں ادھر آ جاؤ۔

جی آیا مما! دانیال نے جواب دیا۔

مما! مما! ایک بات تو بتایئے دانیال نے بے تابی سے کہا:

پوچھیے! پوچھیے! بیٹا! مما نے دانیال کے انداز میں ہی بے تابی سے جواب دیا۔

مما! لوگ اعلیٰ تعلیم کے لیے دوسرے شہروں اور ملکوں کا سفر کرتے ہیں لیکن امام مالک تو کبھی مدینے سے باہر ہی نہیں گئے تو وہ اتنے بڑے عالم کیسے بن گئے؟ دانیال نے بڑا گہرا سوال کیا۔

بیٹا اس میں تو کوئی شک نہیں کہ تقریباً ہر بڑے عالم دین نے حصول علم کے لیے اپنے وطن کو خیر باد کہا اور حصولِ علم کے لیے دور دراز ممالک کا سفر کیا۔

Marfat.com

امام مالک نے سفر نہیں کیا تو کیوں نہیں کیا؟ اور وہ اتنے بڑے عالم کیسے بن گئے؟ بغیر دور دراز علاقوں کا سفر کیے بغیر تو یہ سوال آپ اپنے دادا جان سے پوچھیئے گا وہ آپ کو اس کا صحیح جواب دیں گے۔ مما نے کہا۔

دادا جان ابھی ابھی بازار سے سودا سلف لے کر آئے تھے اور تھیلے سے سامان نکال کر رکھ رہے تھے انہوں نے دانیال کی باتوں کو سن لیا تھا۔

انہیں دانیال کے اس سوال پر حیرت کے ساتھ خوشی بھی ہوئی کہ دانیال اتنی کم عمری میں ہی اتنے بڑے بڑے سوال کرنے لگا ہے۔

انہوں نے دانیال کو قریب بلا کر پیار کیا اور کہا بیٹا! امام مالک شاید واحد انسان ہی ہوں گے جو موقع ملنے کے باوجود حجازِ مقدس سے باہر نہیں گئے آپ زیادہ سے زیادہ مکہ تک گئے ہیں اور واپس مدینے لوٹ آئے۔

خلفائے بنو عباس نے آپ کو کئی مرتبہ بغداد تشریف لانے کے لیے کہا اگر آپ بغداد تشریف لے جاتے تو بہت جلد آپ معاشی طور پر خوش حال بھی ہو جاتے لیکن آپ اکثر یہ حدیث سنایا کرتے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

مدینہ ان کے لیے بہتر ہے اگر وہ اس بات کو سمجھیں۔

آپ کو اس شہر سے بڑا لگاؤ تھا، بڑی محبت تھی اس شہر رسول سے اور پھر دنیا نے دیکھا کہ نبی کی محبت میں مدینے میں رہتے ہوئے بھی آپ نے علم کا سمندر حاصل کر لیا یہ عشق رسول ﷺ کی برکت تھی۔

لیکن دادا جان وہ اتنے بڑے عالم کیسے بن گئے ؟ دانیال کی کچھ بات سمجھ آئی اور کچھ سمجھ نہیں آئی۔

دانیال بیٹا ! اسلام میں سارا دار و مدار نیتوں پر ہے امام مالک کی نیت اچھی تھی اللہ تعالیٰ نے آپ کے گھر میں ہی آپ پر علم کے دروازے کھول دیئے۔

ہر سال ہزاروں علماء حج کرنے مکہ آتے تھے تو ان علماء سے ملاقاتیں ہو جاتی تھیں کئی کئی دن ان کے درس میں شریک ہوتے۔

حافظہ تو امام مالک کا بہت اچھا تھا ہی پھر علماء، مکہ کے بعد درود و سلام کے نذرانے پیش کرنے کے لیے روضہ رسول پر حاضری دیتے تو کئی دن یہاں قیام کرتے اور یہاں بھی وہ علم کی محفلیں سجائے رکھتے تھے۔ کئی کئی دن مختلف موضوعات بحث ہوتی اس دوران بہت سے علم کے قیمتی موتی اپنے دامن میں سمیٹ لیتے تھے۔

اب بات سمجھ آئی دادا جان نے دانیال کے ہاتھوں میں انگلیاں پھیرتے ہوئے کہا۔

جی دادا جان ! دانیال نے سعادت مندی سے کہا۔

Marfat.com

تعظیم حدیث

آج صبح ہی سے گھر کی صفائی کی جا رہی تھی، ہر چیز کو صاف ستھرا کیا جا رہا تھا چھوٹی پھوپھی ڈرائنگ روم کے پردے تبدیل کر رہی تھی تو بڑی تائی اور چچی بھی گھر کی ہر چیز کو خاص طور پر دیکھ رہی تھیں کہ کہیں کوئی کمی نہ رہ جائے۔

اور شام ہوتے ہی گھر کے لان میں ایک اسٹیج سج چکا تھا ایکو ساؤنڈ والا ایکو ساؤنڈ لگا رہا تھا اسٹیج پر سفید چاندنی بچھائی جا رہی تھی پھولوں کے گلدستے بھی اسٹیج پر سجائے جا رہے تھے۔

مما! یہ آج اس قدر اہتمام کیوں ہو رہا ہے؟ دانیال نے بھول پن سے پوچھا

آج ہمارے گھر میں محفلِ درسِ حدیث ہے۔ مما نے دانیال کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

تو درسِ حدیث کے لیے یہ سب کچھ کرنا کیا ضروری ہوتا ہے؟ مما! دانیال نے گھر اور اسٹیج پر ہونے والی سجاوٹ کی جانب اشارہ کرتے ہوئے پوچھا

بیٹا! یہ تو درسِ حدیث کی محفل ہے آج کی اس محفل میں جو عالم دین ہمارے گھر تشریف لائیں گے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی باتیں ہمیں بتائیں گے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اقوال ہمیں سنائیں گے یہ جو اہتمام ہے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی محبت میں ہے۔

Marfat.com

بھئی دانیال میاں ! مما سے کیا باتیں ہو رہی ہیں دادا جان نے دانیال کے قریب آکر پیار سے کہا۔

بابا جان ! دانیال آج کی محفلِ درس کے بارے میں پوچھ رہا ہے کہ یہ درس حدیث کی محفل کے لیے اتنا اہتمام کیوں ہو رہا ہے ؟

دانیال کی مما نے دانیال کا سوال دانیال کے داد جان کی جانب بڑھا دیا۔

اچھا بھئی تو یہ بات ہے دانیال میاں !

جی دادا جان ! دانیال نے سعادت مندی سے کہا

دانیال بیٹا یہ ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے کہ وہ نبی کریم ﷺ کی ہر چیز سے بڑی محبت کرتے ہیں اور ہر مسلمان کو نبی کریم ﷺ سے بڑی محبت ہوتی ہے بغیر نبی کریم ﷺ کی محبت کے تو کوئی مسلمان ہی نہیں ہو سکتا۔ انسان جس سے محبت کرتا ہے اس کی ہر چیز سے محبت ہوتی ہے۔

اس لیے ہمیں بھی نبی کریم ﷺ کی ہر چیز سے محبت ہے آپ کی سنتوں سے آپ کی حدیثوں سے آپ کی ہر ادا سے ہمیں محبت ہے اور نبی کریم ﷺ کا ادب و احترام، تعظیم و توقیر نہایت ضروری ہے کیونکہ اگر نبی کریم ﷺ کی شان میں کوئی ادنی سی بھی گستاخی ہو جائے تو آدمی دائرہ اسلام سے باہر ہو جاتا ہے۔

دادا جان نے دانیال کو سمجھایا۔

لیکن دادا جان آج کے اس اہتمام کی وجہ کیا درسِ حدیث ہے ؟ دانیال نے پوچھا۔

جی بیٹا بالکل آج کے اس اہتمام کی وجہ درسِ حدیث ہے۔

Marfat.com

لیکن داد جان ! ہمارے اسلاف میں سے کون اس طرح حدیث کا ادب کیا کرتا تھا؟ دانیال نے پوچھا

بیٹا! ہر دور اور ہر زمانے میں علماء حق یہ اہتمام کرتے تھے مولانا احمد رضا خاں رحمۃ اللہ علیہ جب درس حدیث دیتے تو احترام کی وجہ سے ہمیشہ کھڑے ہو کر دیا کرتے تھے اور ان کے شاگرد بھی ساری زندگی درسِ حدیث کھڑے ہو کر سنا کرتے تھے۔

امام مالک جب درسِ حدیث دیتے تو خاص خاص لوگوں کو اندر آنے کی اجازت ملتی اور خادم باہر آکر پوچھتا کہ آپ لوگ حدیث رسول سننے کے لیے آئے ہیں یا فقہ کے مسائل معلوم کرنے کے لیے؟

اگر لوگ کہتے کہ ہم فقہ کے مسائل معلوم کرنے کے لیے آئے ہیں تو امام مالک ویسے ہی عام کپڑوں میں تشریف لاتے اور لوگوں کو مسائل کا جواب دیتے۔

اور اگر ان لوگوں میں کچھ لوگ درسِ حدیث کو سننے کے شوقین ہوتے تو پھر امام مالک پورے اہتمام کے ساتھ اچھے کپڑے پہن کر تشریف لاتے۔

آپ کے آنے سے پہلے ایک مسند بچھائی جاتی اس پر ایک سفید چاندنی بچھائی جاتی پھر آپ درسِ حدیث دیتے تھے اور اس دوران جب ایک مرتبہ بیٹھ جاتے تو اسی طرح ادب کے ساتھ بیٹھے رہتے۔

حضرت عبداللہ بن مبارک بہت بڑے بزرگ گزرے ہیں انہیں علم حدیث کا امیر المؤمنین بھی کہا جاتا ہے۔

Marfat.com

یہ امام مالک کے شاگرد تھے اور درسِ حدیث کی محفل میں روزانہ شریک ہوا کرتے تھے۔ایک دن حسبِ معمول عبداللہ بن مبارک درسِ حدیث میں شریک تھے اور علم کے موتیوں کو اپنے دامن میں سمیٹ رہے تھے کہ اچانک ان کی نگاہ اپنے استاد امام مالک پر پڑی۔امام مالک کا رنگ غیر متوقع طور پر سرخ ہو گیا تھا امام مالک درسِ حدیث بھی دیتے رہے۔

دوسری طرف عبداللہ ابن مبارک درس بھی سنتے رہے اور امام مالک کے چہرے کی کیفیت بھی دیکھتے رہے امام مالک کے چہرے پر ایک رنگ آرہا تھا ایک جا رہا تھا اور اب چہرے کا رنگ زردی مائل ہو گیا تھا لیکن درسِ حدیث جاری تھا۔

چند لمحے اور گزرے ہوں گے عبداللہ ابن مبارک نے پھر سر اُٹھا کر اپنے استاد کی جانب دیکھا تو اب چہرے پر نیلاہٹ ظاہر ہو رہی تھی۔

عبداللہ بن مبارک نے چاہا کہ وہ استادِ محترم سے اس بارے میں کچھ پوچھیں لیکن جس محفل میں بولنے کی اجازت خلیفہ وقت کو نہ ملی ہو اور عبداللہ ابن مبارک تو اس مقدس محفل کے آداب سے بخوبی آگاہ تھے اس لیے آپ پوچھ ہی نہ سکے۔

جب درسِ حدیث ختم ہو گیا تو عبداللہ ابن مبارک نے چہرے کے بدلتے ہوئے رنگوں کے بارے میں پوچھا۔

امام مالک نے عبداللہ بن مبارک کے سوال کا جواب ہی نہیں دیا اور خاموشی سے گھر کے اندر تشریف لے گئے جب کپڑوں کو جھاڑا تو دیکھا کہ قمیص میں ایک بچھو تھا اس بچھو نے آپ کو سولہ مرتبہ ڈسا تھا۔

جب امام مالک باہر تشریف لائے تو عبداللہ ابن مبارک کو بتایا کہ یہ معاملہ تھا اور اس بات کو بھی ایسے بیان کیا جیسے کوئی عام بات ہو۔

عبداللہ بن مبارک تو یہ سن کر جس کیفیت سے گزرے اسے ان سے بہتر کون جان سکتا ہے انہوں نے امام مالک سے عرض کی:

اللہ تعالیٰ آپ کی عمر دراز کرے کوئی دوسرا انسان تو اس تکلیف کو اس طرح صبر و سکون سے برداشت کر ہی نہیں سکتا۔

امام مالک نے فرمایا: یہ صبر و سکون نبی کریم ﷺ کی حدیث کی تعظیم کی وجہ سے تھا۔

نبی کریم ﷺ کے عشق اور محبت نے امام مالک کو یہ ہمت عطا کر دی تھی کہ آپ نے احترام حدیث میں ہلنا تک گوارا نہیں کیا۔

دانیال بہت غور سے دادا جان کی بات سن رہا تھا تو آج بیٹا! جو اہتمام آپ کو نظر آرہا ہے وہ محفلِ درسِ حدیث کی وجہ سے ہے۔ دادا جان نے دانیال کو پیار کرتے ہوئے کہا

Marfat.com

اعتراف

شام کو ٹی وی لاؤنج میں ٹی وی پوری آواز کے ساتھ چل رہا تھا ویسے بھی آج رمضان المبارک کے حوالے سے خصوصی لائیو پروگرام نشر ہو رہا تھا اور ایک غیر معروف عالم اس لائیو پروگرام میں لوگوں کے سوالات کے جوابات دے رہے تھے۔

ایک کالر نے ان سے زکوۃ کے متعلق کوئی سوال کیا

ان صاحب نے اس کا جواب دیا۔

ارے یہ کیا جواب دیا انہوں نے ؟ دادا جان کے چہرے پر خفگی کے آثار نمایاں ہو چکے تھے۔

بھئی اگر سوال کا جواب نہیں معلوم ہے تو کہہ دو کہ مجھے سوال کا جواب نہیں معلوم لیکن شاید اس میں ان صاحب کی ہتک ہے۔

اور ان کا یہ غلط جواب اس وقت لاکھوں لوگوں نے سُنا ہو گا اور وہ اس غلط جواب پر عمل کر کے اپنی عقبیٰ بھی خراب کریں گے اور ان صاحب کو بھی اللہ تعالیٰ کے گھر جواب دہ ہونا پڑے گا۔

Marfat.com

اگر کسی سوال کا جواب نہیں معلوم تو یہ کہہ دینا کہ مجھے نہیں معلوم آدھا علم ہے دادا جان نے ٹی وی لاؤنج میں بیٹھے ہوئے گھر کے تمام افراد سے کہا اور جو لوگ علم والے ہوتے ہیں وہ تو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہیں۔

اور دین کے بارے میں جواب دینے میں تو اور بھی بہت زیادہ احتیاط لازمی ہے۔

ہمارے بزرگوں اور اسلاف کا یہی طریقہ کار رہا اگرچہ وہ علم کے سمندر تھے لیکن اگر کوئی مسئلہ نہیں معلوم ہوتا تو اس کو انا کا مسئلہ نہیں بناتے بلکہ صاف کہہ دیتے تھے کہ بھائی یہ مسئلہ مجھے نہیں معلوم!

امام مالک کے زمانے کی بات ہے امام مالک درس دے رہے تھے کہ ایک آدمی مجلسِ درس میں شریک ہوا جب مجلسِ درس ختم ہوئی تو اس شخص نے امام مالک کے قریب آکر کہا: حضرت میں بہت دور سے آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں میرا تعلق مغرب کے فلاں ملک سے ہے کئی مہینے کے سفر کے بعد آپ تک پہنچا ہوں اس تکلیف دہ سفر کا مقصد یہ تھا کہ میری قوم نے ایک مسئلہ معلوم کرنے کے لیے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے۔

پھر اس شخص نے اپنا مسئلہ امام مالک کو بتایا۔

امام مالک نے بڑے غور سے اس کی بات سنی کچھ دیر غور کے بعد آپ نے فرمایا:

یہ مسئلہ میری قوم کو پیش نہیں آیا اس لیے میں اس کے بارے میں کچھ نہیں جانتا مجھے افسوس ہے کہ میں تمہارے سوال کا جواب نہیں دے سکتا۔

Marfat.com

اب تو وہ آدمی سکتے میں آگیا کئی مہینوں کا تکلیف دہ سفر کر کے وہ یہاں تک پہنچا تھا اپنے مسئلہ کے حل کے لیے اور وہ تو ناکامی کا تصور بھی نہیں کر سکتا تھا۔

اور اس نے تو یہی سُنا تھا اور صحیح سنا تھا کہ اس وقت روئے زمین پر امام مالک جیسا عالم موجود نہیں ہے۔

اور یہ دنیائے اسلام کے سب سے بڑے عالم کہہ رہے ہیں کہ انہیں اس کا جواب نہیں معلوم ہے۔ وہ شخص بڑے کرب کے ساتھ مجلسِ درس سے اُٹھا چہرے پر سفر کی تھکن کے آثار نمایاں تھے کہنے لگا میں اپنی قوم کو کیا جواب دوں گا؟

امام مالک نے فرمایا: کہہ دینا کہ امام مالک نے کہا کہ مجھے اس کا جواب نہیں معلوم۔

تو بچو! اسلاف جو علم کا سمندر تھے ان کا طریقہ کار یہ رہا ہے کہ اگر انہیں کسی سوال کا جواب نہیں آتا تو وہ منع کر دیتے تھے کہ میں نہیں جانتا پھر یہ نام نہاد عالم، علماء کے لبادے میں لوگوں کو کیوں دھوکہ دے رہے ہیں۔ دادا جان نے صاف صاف الفاظ کے ساتھ کہا۔

Marfat.com

علم اور سفارش

بھائی صاحب ! بی فارمیسی کی فیس کتنی ہے ؟رعنا آنٹی نے کاؤنٹر پر موجود کلرک سے پوچھا۔

رعنا آنٹی دانیال کی خالہ تھی اور گرمیوں کی چھٹیوں میں دانیال نانی جان کے گھر رہنے آیا ہوا تھا۔آج رعنا آنٹی دانیال کے ساتھ یونیورسٹی آئی ہوئی تھی وہ بی فارمیسی میں ایڈمیشن کی معلومات لینے آئی تھیں۔

بی بی جی ! بی فارمیسی کی فیس 35ہزار روپے پر سیمسٹر ہے کاؤنٹر پر موجود کلرک نے بتایا۔

35ہزار روپے پر سیمسٹر یعنی ہر چھ ماہ بعد 35ہزار روپے فیس ادا کرنا ہو گی رعنا آنٹی نے حیرت سے کہا۔

جی،بی بی جی ! ہاں اگر سفارش ہو تو وہ بھی معاف ہو سکتی ہے۔ کلرک نے جواب دیا۔

رعنا آنٹی کاؤنٹر سے معلومات لینے کے بعد پیچھے ہٹ گئیں اور دانیال کا ہاتھ پکڑ کر یونیورسٹی سے باہر آنے کے لیے یونیورسٹی کے گیٹ کی جانب چل پڑیں۔

اتنی فیس میں تو ادا نہیں کر سکتی اور علم کے لیے سفارش ! ۔۔۔۔

اُف میرے خدایا! رعنا آنٹی نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

دانیال بغور رعنا آنٹی کی بڑبڑاہٹ سن رہا تھا۔

Marfat.com

رعنا آنٹی بجھے دل کے ساتھ گھر میں داخل ہوئیں، دانیال کی نانی نے جب اپنی بیٹی کا بجھا ہو چہرہ دیکھا تو وہ سمجھ گئیں آخر ماں جو تھی۔

ماں تو اولاد کی بات کو اس وقت سمجھ جاتی ہے جب انہیں بولنا بھی نہیں آتا اور چہرے پر تاثرات کے مفہوم سے بھی بچہ ناواقف ہوتا ہے۔

اور اب تو الفاظ اور چہرے کے تاثرات سب کو زبان مل چکی ہوتی ہے تو بیٹی کا اترا ہوا چہرہ دیکھ کر ماں کیوں نہیں سمجھتی۔

رعنا آنٹی سلام کر کے اپنے کمرے میں چلی گئیں۔

دانیال حیران و پریشان کھڑا سوچ رہا تھا کہ آخر اتنی زیادہ فیس کیوں؟ اور حصول علم کے لیے سفارش! دانیال کو رعنا آنٹی کی بڑبڑاہٹ دوبارہ اپنے کانوں میں محسوس ہوئی۔

رعنا آنٹی نانی کو اپنے کمرے میں ساری روداد سنا رہی تھی۔

امی اتنی فیس بھلا میں کیسے ادا کر سکتی ہوں؟ رعنا آنٹی نے تقریباً روتے ہوئے کہا۔

بیٹا! کوئی بات نہیں آپ بی ایس سی (B.S.C) میں داخلہ لے لو دیکھو! ہر ایک کو تو بی فارمیسی میں داخلہ نہیں مل سکتا نا اور رعنا بیٹا! ذرا دیکھو! تمہارے ساتھ کی کتنی لڑکیاں ایسی بھی ہوں گی جنہیں بی ایس سی میں بھی داخلہ نہیں مل سکا ہو گا۔ نانی نے رعنا آنٹی کو پیار سے سمجھاتے ہوئے کہا۔

دانیال ایک ہفتے کے بعد جب نانی کے گھر سے واپس لوٹا تو اس کے ذہن میں ابھی تک یہ سوال موجود تھا کہ حصولِ علم کے لیے اتنی زیاد فیس اور سفارش۔۔۔۔

شام کے وقت دانیال دادا جان کے پاس پہنچا تو دادا جان چائے پی رہے تھے۔

Marfat.com

السلام علیکم داداجان ! دانیال نے داداجان کو سلام کیا۔

وعلیکم السلام بیٹا! بھئی دانیال اچھا ہوا کہ تم آ گئے تمہارے بغیر تو ہمارا گھر سونا سونا لگتا ہے۔داداجان نے دانیال کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

داداجان !ایک بات سمجھ نہیں آ رہی۔دانیال نے کہا۔

بھئی! کون سی بات ہے جو ہمارے بیٹے کو سمجھ نہیں آ رہی۔داداجان نے شوخی کے ساتھ کہا۔

داداجان کیا علم پیسوں اور سفارش سے ہی حاصل کیا جاسکتا ہے۔دانیال نے داداجان کی جانب دیکھتے ہوئے پوچھا۔

کیوں بھئی !آج یہ سوال تمہارے ذہن میں کیسے آ گیا؟ داداجان نے دانیال کو غور سے دیکھتے ہوئے پوچھا

جواب میں دانیال نے رعنا آنٹی اور یونیورسٹی میں داخلہ کی روداد داداجان کو سُنادی

اچھاتو یہ بات ہے۔داداجان نے گہری سانس لیتے ہوئے کہا

بیٹا! علم کے حصول کے لیے نہ پیسوں کی ضرورت ہوتی ہے نہ سفارش کی علم حاصل کرنے کے لیے شوق کی ضرورت ہوتی ہے اگر شوق ہو تو انسان علم آسانی سے حاصل کر لیتا ہے۔

ہمارے یہاں علم سے کہیں زیادہ ڈگریوں کی خرید و فروخت ہے اسی لیے آپ دیکھتے ہیں کہ کبھی اساتذہ ہڑتال کر رہے ہیں تو کبھی ڈاکٹر ہڑتال پر ہیں۔

Marfat.com

یہ سب ڈگری یافتہ ہیں تعلیم یافتہ ان میں کوئی بھی نہیں ہے۔داد جان نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

آؤ! میں تمہیں ایک واقعہ سناؤں!

امام مالک نے علم حاصل کرنے کے لیے بڑی پریشانیاں برداشت کیں علم حاصل کرنے کے بعد جب وہ خود درس کی مسند پر بیٹھے تو آپ نے سب کے لیے علم کے دروازے کھول دیئے۔یہ وہ دن تھے جب امام شافعی لڑکپن کے دور سے گزر رہے تھے اور مالی حالات بہت خراب تھے۔علم کا شوق بھی بہت تھا اور وسائل موجود نہیں تھے۔

آپ امام مالک کے حلقہ درس میں شامل ہو کر علم حاصل کرنا چاہتے تھے کسی نے آپ سے کہا کہ امام مالک کے درس میں اتنی آسانی سے داخلہ نہیں ہوتا امام شافعی کو علم حاصل کرنے کا بہت شوق تھا کسی نے شرارتاً کہا کہ اگر والی مکہ امام مالک کو خط لکھ دیں تو تمہارا داخلہ آسانی سے ہو جائے گا۔

امام شافعی والی مکہ کے پاس گئے اس سے امام مالک اور والی مدینہ کے نام خط لکھنے کی درخواست کی۔

والی مکہ نے امام شافعی کے شوق کو دیکھتے ہوئے امام مالک اور والی مدینہ کے نام خط تحریر کر دیا اور سفارش کی امام شافعی کو حدیث کی تعلیم دی جائے

امام شافعی یہ خط لے کر مدینے کی جانب روانہ ہو گئے سب سے پہلے آپ نے روضہ رسول پر حاضری دی درود و سلام کا نذرانہ پیش کرنے کے بعد آپ خط لے کر والیءِ مدینہ کے پاس گئے اور عامل مدینہ کو والیءِ مکہ کا خط دیا۔

Marfat.com

والیءِ مدینہ نے خط پڑھا اور کہا: بہت مشکل کام لائے ہو اگر تم مجھ سے کہتے کہ مدینہ سے مکہ گھسِٹ کر جاؤ تو یہ آسان تھا لیکن امام مالک کے حلقہ درس میں سفارش بہت مشکل کام ہے۔

والی مدینہ امام شافعی کو لے کر لرزتے قدموں کے ساتھ امام مالک کے گھر پہنچے کپکپاتے ہاتھوں سے امام مالک کے گھر کے دروازے پر دستک دی۔

خادم نے دروازہ کھولا اور والیءِ مکہ کو بٹھایا امام مالک جب تشریف لائے تو والی مدینہ کھڑے ہو گئے اور کپکپاتے ہاتھوں سے والیءِ مکہ کا خط امام مالک کے سامنے پیش کیا۔

جب امام مالک نے والی مکہ کا خط پڑھا تو نہایت بے زاری سے پھینک دیا اور شدید ناگواری کے ساتھ فرمایا:

معاذاللہ ! کیا اللہ کے رسول ﷺ کا علم بھی اب سفارش سے حاصل کیا جائے گا۔

امام مالک کے یہ الفاظ سن کر امام شافعی کو سمجھ آیا کہ والیءِ مدینہ نے یہ کیوں کہا تھا کہ بہت مشکل کام لائے ہو۔

امام شافعی خود آگے بڑھے اور ادب کے ساتھ امام مالک سے عرض کی:

میں خاندان بنو مطلب کا ایک فرد ہوں علم کا شوق مجھے کھینچ کر آپ کے قدموں تک لایا ہے اگر علم کے سمندر سے کچھ مجھے بھی عطا ہو جائے تو یہ میرے لیے بڑی سعادت کی بات ہو گی۔

امام شافعی کا لب و لہجہ اس قدر اثر انگیز تھا کہ امام مالک، امام شافعی کے چہرے کو دیکھنے لگے اور پھر امام شافعی سے پوچھا فرزند تمہارا نام کیا ہے؟

Marfat.com

امام شافعی نے جواب دیا محمد بن ادریس۔

امام مالک نے جب ان کا شوقِ علم دیکھا تو انہیں اپنے سینے سے لگایا اور انہیں اپنے خاص شاگردوں میں شامل کر لیا۔

تو دانیال بیٹا! علم سفارش سے نہیں شوق اور لگن سے حاصل ہوتا ہے۔

اور امام مالک سب ہی کو علم کی دولت یکساں تقسیم کرتے تھے خواہ بادشاہ ہو یا شہزادہ یا عام آدمی سب کو ایک ساتھ بٹھا کر ہی تعلیم دیتے تھے۔

کیا دادا جان! بادشاہ اور شہزادے بھی امام مالک سے پڑھنے آتے تھے۔دانیال کے منہ سے بے ساختہ نکلا۔

ہاں بھئی بادشاہ بھی آتے تھے اور ان کے شہزادے بھی اور امام مالک انہیں بھی تمام لوگوں کے ساتھ بٹھا کر درس دیا کرتے تھے کبھی بھی ان کے لیے علیحدہ اہتمام نہیں کرتے تھے۔دادا جان نے بتایا۔

دادا جان اس بارے میں کچھ بتایئے نا! دانیال نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا

بیٹا ابھی تو میں تمہاری دادی جان کی چھالیہ اور پان لینے کے لیے بازار جا رہا ہوں واپس آ کر تم کو یہ واقعہ سناؤں گا۔انشاءاللہ

Marfat.com

ہارون رشید کی درخواست

داداجان بازار سے واپس لوٹ آئے تھے اور دادی جان کو ان کی چھالیہ اور پان دے رہے تھے۔

داداجان !آپ آگئے۔دانیال جو بے تابی سے داداجان کا انتظار کر رہا تھا داداجان کے پاس پہنچ گیا۔

جی بیٹا! داداجان نے صحن میں بچھے ہوئے تخت پر بیٹھتے ہوئے کہا۔

داداجان میں آپ کے لیے پانی لاتا ہوں۔دانیال دوڑ کر پانی لینے چلا گیا اور پھر چند سیکنڈ کے بعد دانیال ہاتھ میں ٹھنڈے پانی کا گلاس لیے داداجان کے سامنے موجود تھا۔

ارے یہ تو بہت ٹھنڈا ہے داداجان نے بسم اللہ پڑھ کر ایک گھونٹ پیا۔

میں اس میں گرم پانی ملا کر کے لاتا ہوں دانیال نے کہا۔

نہیں بیٹا رہنے دو ابھی خود ہی گرم ہو جائے گا آؤ اِدھر آؤ اِدھر بیٹھ جاؤ۔داداجان نے دانیال کو اپنے قریب تخت پر بٹھاتے ہوئے کہا

جی داداجان !آپ بازار جانے سے پہلے کہہ رہے تھے کہ امام مالک کے درس میں بادشاہ اور شہزادے بھی شریک ہوتے تھے دانیال نے کہا

جی بیٹا! خلیفہ ہارون رشید کو امام مالک سے بہت عقیدت تھی ایک دفعہ ہارون رشید نے آپ سے درخواست کی کہ آپ بغداد تشریف لائیں اور یہاں آکر درس حدیث دیں۔

Marfat.com

آپ نے خلیفہ کو منع کر دیا۔
کہ میں مدینے سے باہر نہیں جانا چاہتا اور امام مالک صرف حج کے لیے ایک مرتبہ مکہ گئے ورنہ مدینہ سے نکلتے ہی نہیں تھے۔
جب خلیفہ ہارون رشید کو معلوم ہوا کہ امام مالک نے بغداد آنے سے منع کر دیا ہے تو ہارون رشید اپنے دونوں بیٹوں کے ساتھ بغداد سے مدینے آیا اور امام مالک کے درس میں شریک ہوا۔
امام مالک نے خلیفہ ہارون رشید کو اپنے قریب بٹھایا۔
ہارون رشید نے درخواست کی کہ آپ حدیث کی قرأت کیجیے۔
امام مالک نے فرمایا: اس درس گاہ میں شاگرد قرأت کرتے ہیں آپ بھی سماعت کیجیے۔
ہارون رشید کی یہ دوسری درخواست بھی مسترد ہو گئی۔
ہارون رشید نے پہلی درخواست کیا کی تھی؟ دادا جان! دانیال نے پوچھا
پہلی درخواست ہارون رشید نے یہ کی تھی کہ آپ مدینے سے بغداد آجائیں اور یہاں درسِ حدیث دیں۔ دادا جان نے یاد دلاتے ہوئے کہا۔
پھر ہارون رشید نے ایک اور درخواست کی آپ مجھے درس حدیث تنہائی میں دیں
امام مالک نے فرمایا: یہ تو تنگ نظری ہے کہ ایک شخص سورج کی روشنی سے تنہا فائدہ اٹھائے اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کو دھوپ سے محروم کر دے۔
پھر ہارون رشید نے دیگر لوگوں کے ساتھ علم حاصل کیا۔
لیکن ہارون رشید کے ماتھے پر ایک بھی شکن نہ تھی دادا جان نے اپنی بات کو ختم کیا۔

Marfat.com

موطا امام مالک

آج دادا جان اپنی لائبریری کو سیٹ کر رہے تھے گھر کے تمام افراد ہی اس لائبریری سے استفادہ کرتے تھے لیکن بعض اوقات جلدی جلدی میں فقہ کی کتاب حدیث کی شیلف میں اور تفسیر کی کتاب حدیث کی شیلف میں رکھ دیتے تھے۔

آج دادا جان تمام کتابوں کو ان کی اصل جگہوں پر لگا رہے تھے۔

دادا جان! میں بھی آپ کی مدد کروں دانیال نے کہا۔

ہاں بھئی بیٹا! ضرور آؤ آؤ دادا جان نے کہا

یہ دیکھو یہ تفسیر کی کتاب ہے اسے تفسیر کی شیلف میں لگا دو۔ دادا جان نے ایک کتاب دانیال کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا

جی دادا جان۔ دانیال نے دادا جان سے تفسیر کی کتاب لی اور اسے تفسیر کی شیلف میں لگا دی۔

دادا جان یہ کتاب کس شیلف میں لگانی ہے۔ دانیال نے ایک اور بڑی کتاب اٹھاتے ہوئے کہا۔

بیٹا یہ موطا امام مالک ہے حدیث کی کتاب ہے یہ امام مالک کی تصنیف ہے اس کتاب کا درجہ اکثر علماء کے نزدیک بخاری اور مسلم سے بھی زیادہ ہے۔ دادا جان نے بتایا۔

موطا امام مالک بخاری شریف اور مسلم شریف سے بھی پہلے مرتب ہوئی تھی۔ دادا جان نے دانیال کو بتایا۔

Marfat.com

داداجان! مؤطا کے معنی کیا ہیں؟ دانیال نے کتاب کو دیکھتے ہوئے پوچھا۔

مؤطا کے لغوی معنی تو نرم اور سہل کے ہیں یعنی امام مالک نے اس کتاب کو مرتب کر کے لوگوں کے لیے سہل اور آسان بنادیا۔

اس کتاب کو جب امام مالک نے لکھنا شروع کیا تو کچھ اور علماء نے بھی کوشش کی اور اسی طرز پر کتاب لکھنا شروع کر دی۔

لوگوں نے امام مالک سے کہا آپ کیوں اس کتاب کو لکھ رہے ہیں اور لوگ بھی یہ کام کر رہے ہیں آپ نے فرمایا: عنقریب سب کو معلوم ہو جائے گا کہ کس کا کام اللہ کے لیے ہے۔

اور آج ہم دیکھتے ہیں کہ اس دور کی صرف مؤطا امام مالک ہی موجود ہے باقی کتابیں ہمیں نہیں ملتیں۔

امام مالک نے یہ کتاب کئی سال کی محنت کے بعد لکھی تھی پھر آپ نے اپنی اس کتاب کے مسودے کو پانی میں ڈال دیا اور فرمایا کہ اگر ان اوراق میں سے ایک ورق بھی بھیگ جائے تو مجھے اس کی ضرورت نہیں۔

پھر تو داداجان! مسودہ سارا بھیگ گیا ہوگا دانیال نے پریشان ہوتے ہوئے کہا

نہیں مسودہ کا ایک ورق بھی نہیں بھیگا یہ اللہ کی طرف سے امام مالک کے خلوص نیت کا صلہ تھا اور ساری دنیا پر یہ بات واضح ہوگئی کہ امام مالک کا قلم اور ذہن صرف اور صرف اللہ ہی کے لیے تھا۔ داداجان نے بتایا۔

Marfat.com

اچھا اب اس کتاب کو حدیث کی شیلف میں رکھ دو۔ دادا جان نے دانیال کے ہاتھ میں پکڑی ہوئی کتاب مؤطا امام مالک کی جانب دیکھ کر مسکراتے ہوئے کہا

اور اب دانیال مؤطا امام مالک کو عقیدت اور احترام کے ساتھ احادیث کے شیلف میں رکھ رہا تھا۔

امام مالک کا وصال

امام مالک دین کی اشاعت میں ساری زندگی مصروف رہے علم کی کرنوں کو تمام دنیا میں پھیلاتے رہے

جہالت کے اندھیروں کو دور کرتے رہے وقت گزرتا رہا اور پھر آپ آخری زمانے میں علیل ہو گئے آپ کے شاگردوں نے آپ کی بڑی خدمت کی۔

ایک دن آپ نے اپنے شاگردوں کو آواز دی لوگ دوڑ کر امام مدینہ کے قریب ہو گئے

امام مدینہ نے لوگوں کو دیکھا اور اور باوقار انداز میں فرمایا:

اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے کبھی ہنسایا اور کبھی رلایا اور میں اسی کے حکم سے زندہ رہا اور اسی کی مرضی سے جان دے رہا ہوں مجھے یقین ہے کہ میں آج تم لوگوں سے رخصت ہو جاؤں گا۔ اس کے علاوہ اور دیگر وصیت فرمائی

امام مالک 86 سال کی عمر میں وصال فرما گئے آپ کا مزار جنت البقیع میں ہے

Marfat.com

امام شافعی

امام شافعی

رات ہو چکی تھی دانیال اپنے بستر پر سونے کی تیاری کر رہا تھا مگر نینداس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی سوچتے سوچتے اس کے خیالات امام مالک کی طرف چلے گئے اور پھر امام مالک سے علم حاصل کرنے والے امام شافعی کا خیال ذہن میں آگیا۔

کیاامام مالک کے یہی ایک شاگرد تھے ؟ نہیں ان کے تواور بھی شاگرد تھے داداجان نے بتایا تھا۔

داداجان نے صرف امام شافعی کا تذکرہ کیوں کیا؟ دانیال خیالات کی دنیا میں مگن خود ہی سوالات وجوابات میں مصروف تھا۔

Marfat.com

دانیال بیٹا! ابھی تک آپ نے دودھ نہیں پیا یہ دودھ پی لیجیے۔ مما نے دودھ کا گلاس دانیال کو دیتے ہوئے کہا۔

مما کی آواز کے ساتھ ہی دانیال کے خیالات کا سلسلہ ٹوٹ گیا۔

مما! امام شافعی کون تھے؟ دانیال نے دودھ کا گلاس ہاتھ میں تھامتے ہوئے کہا۔

بیٹا! یہ بہت بڑے بزرگ تھے مسلمانوں کے چاروں آئمہ میں سے مسلمانوں کے ایک بڑے امام ہیں۔

امام شافعی کا پورا نام محمد بن ادریس تھا، آپ شام کے علاقہ غزہ میں پیدا ہوئے۔ مما نے امام شافعی کے بارے میں مختصراً بتایا

مما! امام شافعی کا نام تو محمد بن ادریس تھا پھر انہیں شافعی کیوں کہا جاتا ہے؟ دانیال نے سوالات کی پٹاری میں سے ایک اور سوال نکال کر پوچھا۔

مما نے مسکرا کر دانیال کی طرف دیکھا۔ اچھا دودھ کا گلاس پی کر ختم کرو پھر میں آپ کو تفصیل سے سناتی ہوں۔

جی پی لیا۔ دانیال نے جلدی جلدی دودھ کا گلاس پی کر سائیڈ ٹیبل پر رکھ دیا۔

امام شافعی کو شافعی اس لیے کہتے ہیں کہ آپ کے پردادا کا نام شافع تھا اور جب آپ کے دادا جوان تھے تب وہ نبی کریم ﷺ پر ایمان لائے تھے اور غزوہ بدر میں بھی شریک ہوئے تھے۔ امام شافعی کو اسی نسبت سے شافعی کہا جاتا ہے۔

امام شافعی نے جس گھرانے میں آنکھ کھولی مال و دولت کے لحاظ سے غریب گھرانہ تھا لیکن نسبت کے لحاظ سے بہت امیر تھے ان کا تعلق خاندانِ قریش سے تھا۔

Marfat.com

ابھی آپ بہت ہی چھوٹے تھے کہ آپ کے والد ادریس بن عباس کا سایہ آپ کے سر سے اٹھ گیا۔

آپ کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ ایک مثالی خاتون تھیں انہوں نے عزم و ہمت کے ساتھ زندگی گزاری۔ غریبی اور ناداری کے دن تھے اس کے باوجود آپ کی والدہ آپ کی تعلیم و تربیت سے کبھی غافل نہیں ہوئیں اور آپ کی تعلیم و تربیت کی خاطر آپ کو شام سے لے کر مکہ چلی گئیں۔

دانیال بیٹا! اب آپ آرام کرو رات کافی ہو گئی ہے مما نے دانیال کو رضائی اوڑھاتے ہوئے کہا۔

پہلا سبق

شدید گرمی ہو رہی تھی بس اسٹاپ پر رش بہت زیادہ تھا۔

بی بی جی! اللہ کے نام پر دے دو نا! اللہ تجھے سکھی رکھے تیرے بچوں کی خیر۔۔۔

اُف! ایک تو گرمی اوپر سے یہ فقیر نہ جانے کہاں سے آجاتے ہیں اس شہر میں بس اسٹاپ پر کھڑی خاتون نے بھیک مانگتے ہوئے بچے کو دیکھ کر کہا۔

یہ بچے تو ہاتھ دھو کر پیچھے پڑ جاتے ہیں جب تک انہیں کچھ دو نہیں یہ جان نہیں چھوڑتے۔

دانیال اپنی مما کے ساتھ کھڑا بس اسٹاپ پر یہ سارا منظر دیکھ رہا تھا۔

بس بہن! یہ گداگر در حقیقت ایک مافیا ہیں ان کو تو بالکل کچھ نہیں دینا چاہیے ان کو کچھ دینا ان کی حوصلہ افزائی کرنے کے مترادف ہے دوسری خاتون نے اپنا تبصرہ کیا۔

Marfat.com

جی آپ نے بالکل درست کہا: اس سے تو کہیں زیادہ بہتر اور ثواب کا کام یہ ہے کہ ہم لوگ اپنے رشتہ داروں، آس پڑوس میں دیکھیں کہ کون مستحق گھرانہ ہے اور اس کی ہر ماہ تھوڑی بہت مدد کر دیا کریں۔ پہلی والی خاتون نے جواب دیتے ہوئے کہا۔

ابھی یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں کہ بس آگئی۔ اور دانیال اپنی مما کے ساتھ بس میں چڑھ گیا۔

گھر پہنچ کر دانیال نے مما سے پوچھا مما! یہ لوگ بھیک کیوں مانگتے ہیں؟

بیٹا! یہ درحقیقت پورا ایک گینگ ہے ان لوگوں کا یہ بھی پتہ نہیں کہ یہ مسلمان بھی ہیں یا نہیں۔۔۔ اسی لیے ان کی تربیت بھی نہیں ہوئی انہوں نے گداگری کو پیشہ بنایا ہوا ہے ایسے لوگوں کو واقعی کچھ نہیں دینا چاہیے بلکہ اپنے آس پاس دیکھنا چاہیے کہ کون لوگ مستحق ہیں ان کی ہمیں مدد کرنی چاہیے۔ مما نے اسٹاپ پر موجود خواتین کی باتوں سے اتفاق کرتے ہوئے کہا۔

شام ہو چکی تھی اور اب موسم بھی قدرے بہتر ہو گیا تھا۔

مما! امام شافعی کے بارے میں کچھ اور بتایئے نا! دانیال نے اپنی مما سے کہا۔

بیٹا میں نے ابھی تک عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے میں پہلے عصر کی نماز پڑھ لوں پھر آپ کو امام شافعی کے بارے میں بتاتی ہوں۔ آپ نے عصر کی نماز پڑھی لی ہے دانیال؟

دانیال کی مما نے دانیال سے پوچھا

جی مما! میں دادا جان کے ساتھ مسجد میں نماز پڑھ کر آگیا ہوں۔ دانیال نے مما کو بتایا۔

دانیال اپنے دادا جان کے ساتھ مسجد میں باجماعت نماز ادا کرتا تھا۔

Marfat.com

نماز سے فارغ ہونے کے بعد دانیال کی مما نے دانیال کو اپنے قریب بلالیا۔

دانیال بیٹا! امام شافعی کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ بہت عظیم خاتون تھیں وہ امام شافعی کو ایک لمحے کے لیے بھی اپنی نگاہوں سے اوجھل نہیں ہونے دیتی تھیں امام شافعی کی والدہ نے انہیں عام بچوں کی روش پہ بھی نہیں چلنے دیا تھا۔

گھر میں اکثر فاقہ ہو جاتا تھا مگر اس کے باوجود کبھی بھی امام شافعی کی والدہ نے کسی کے سامنے دستِ سوال نہیں بڑھایا تھا۔

انہوں نے اپنے بیٹے کو بھی یہی تعلیم دی تھی کہ حالات خواہ کیسے ہی کیوں نہ ہوں لیکن کسی کے سامنے دستِ سوال نہیں پھیلانا۔ اکثر امام شافعی کی والدہ انہیں یہ کہتی تھیں کہ دنیا کا بادشاہ اور فقیر سب اللہ تعالٰی کے محتاج ہیں اپنے ہی جیسے لوگوں کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرو۔

تو دانیال بیٹا! میں آپ کو بھی یہی نصیحت کرتی ہوں کہ کبھی بھی کسی سے کوئی چیز نہ مانگنا بس جب بھی ضرورت ہو تو دعا کے لیے اپنے رب کے سامنے ہاتھ پھیلانا کیوں کہ وہ تو پتھر میں چھپے ہوئے کیڑے کو بھی رزق دیتا ہے۔ مما نے مصلّیٰ سمیٹتے ہوئے کہا۔

پھر جب امام شافعی تھوڑے بڑے ہو گئے تو امام شافعی کی والدہ نے آپ کو دوسرا سبق دیا یعنی دوسری نصیحت کی۔

Marfat.com

دوسرا سبق

مما! امام شافعی کی والدہ نے دوسرا سبق امام شافعی کو کیا دیا؟

امام شافعی کی عمر جب ۴ سال ہو گئی تو امام شافعی کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ نے انہیں

دوسرا سبق یہ دیا کہ محمد بن ادریس

”علم حاصل کرو“

علم کے بغیر انسان اور حیوان میں زیادہ فرق نہیں رہتا۔ پھر آہستہ آہستہ آپ کی والدہ آپ کو علم کی فضیلت کے بارے میں بتاتی رہیں۔

یہ دو سبق ”خوداری اور علم“ امام شافعی کی زندگی بن گئے والدہ محترمہ کی تربیت تھی کہ آپ نے سات سال کی عمر میں قرآن مجید بھی حفظ کر لیا۔

اب جس نے بھی سنا کہ سات سال کے بچے نے قرآن حفظ کر لیا ہے اس خبر کو بڑی حیرت سے سنا اور جب لوگوں نے آپ کا قرآن سنا تو ان کی حیرانگی میں اور اضافہ ہو گیا اتنی پر سوز آواز انہوں نے کبھی نہ سُنی تھی لوگ آپ کو درازی عمر کی دعائیں دینے لگے۔

بس دانیال بیٹا اور بھی واقعات سننے ہیں یا بس؟ دانیال کی مما نے دانیال کے بالوں میں ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا

مما اور سنائیے نا! دانیال نے دلچسپی کے ساتھ کہا۔

اچھا پہلے میں رات کا کھانا بنالوں پھر آپ کو امام شافعی کی ذہانت کا زبردست واقعہ سُناؤں گی اتنی دیر میں آپ اپنا آج کا ہوم ورک بھی مکمل کر لیجیے۔

ذہانت

دانیال اپنا ہوم ورک مکمل کر چکا تھا اور اپنی کتابوں اور کاپیوں کو سنبھال کر بیگ میں رکھ رہا تھا۔

ہاں تو دانیال بیٹا! ہوم ورک مکمل ہو گیا؟ مما نے دانیال کو بیگ میں کاپی کتابیں رکھتے ہوئے دیکھ کر کہا پوچھا۔

جی مما! الحمدللہ ہوم ورک مکمل ہو گیا۔ دانیال نے کہا

جی مما! اب سنایئے! وہ زبردست واقعہ دانیال اپنی مما کے قریب آ کر بیٹھ گیا۔

امام شافعی کی والدہ فاطمہ بنت عبداللہ بہت نیک اور پارسا خاتون تھی مکہ کے اکثر لوگ آپ کے پاس امانتیں بھی رکھوایا کرتے تھے ایک بار دو آدمی ایک صندوق لے کر آئے اور آپ سے درخواست کرنے لگے کے اس صندوق کو امانتاً اپنے پاس رکھ لیجیے۔

امام شافعی کی والدہ نے ان دونوں سے پوچھا کہ اس صندوق میں ہے کیا؟

انہوں نے کہا کہ اس صندوق میں چند جوڑی کپڑے ہیں اور چند استعمال کی دوسری اشیاء ہیں۔

آپ نے صندوق کھلوایا سامان دیکھا اور صندوق کو تالا لگا کر اس کو اپنے امانتوں والے کمرے میں محفوظ کر دیا۔ وہ دونوں آدمی بھی سامان رکھوا کر چلے گئے۔

پھر کچھ دنوں کے بعد ان میں سے ایک آدمی آیا اور امام شافعی کی والدہ سے اپنی امانت طلب کرنے لگا۔ امام شافعی کی والدہ نے وہ صندوق اس آدمی کے حوالے کر دیا۔

کچھ دنوں کے بعد دوسرا آدمی آیا اور صندوق مانگنے لگا۔

امام شافعی کی والدہ کو بڑی حیرت ہوئی کہ یہ شخص کیوں آیا ہے جب کہ اس کا ساتھی صندوق لے جاچکا ہے۔

امام شافعی کی والدہ نے کہا: یہ کیا بات ہے جب میں ایک بار تمہارے ساتھی کو امانت واپس کر چکی ہوں تو تم کیوں مجھ بوڑھی عورت سے مذاق کرنے آئے ہو؟

اس آدمی نے کہا: لیکن وہ صندوق آپ نے میرے حوالے نہیں کیا۔

امام شافعی کی والدہ نے نہایت نرم لہجے میں کہا لیکن میں تمہارے ساتھی کو وہ صندوق دے چکی ہوں۔

جب آپ نے امانت دو آدمیوں کی موجودگی میں لی تھی تو آپ کو واپس بھی دو آدمیوں کی موجودگی میں کرنی چاہیے تھی۔ اس آدمی نے ترش لہجے میں کہا۔

فاطمہ بنت عبداللہ کو اپنی غلطی کا احساس ہو چکا تھا۔

دوسری جانب اس اجنبی کی آواز بھی تیز ہوتی جارہی تھی وہ کہنے لگا: جب تک آپ میری امانت مجھے واپس نہیں کرتیں میں یہاں سے نہیں جاؤں گا۔

فاطمہ بنت عبداللہ کا تعلق قریش کے معزز خاندان سے تھا آپ کے دروازے پر کھڑے ہو کر کوئی شخص اپنی امانت واپس کرنے کا مطالبہ کرے یہ کیسے ہو سکتا تھا؟

آپ کی والدہ سخت پریشان ہو گئیں۔ اور مختلف وسوسوں نے آپ کو گھیر لیا اور وہ سوچنے لگیں کہ کہیں یہ مجھے بددیانت تو نہیں سمجھ رہا۔ یہ سوچتے سوچتے آپ کی والدہ کی آنکھوں میں آنسو آگئے۔ ابھی آپ کی آنکھوں میں آنسو آئے ہی تھے کہ اتنی دیر میں امام شافعی بھی مدرسے سے پڑھ کر گھر آگئے، آپ نے دیکھا کہ ایک اجنبی شخص گھر کے

Marfat.com

دروازے پر کھڑا ہے اور والدہ کی آنکھوں میں آنسو جاری ہیں۔اور اجنبی کا لب ولہجہ بھی تلخ اور ترش ہو چکا ہے۔

امام شافعی گھر میں داخل ہوئے تو آپ کی والدہ نے آپ کو ساری صورتِ حال بتائی۔

امام شافعی گھر سے باہر تشریف لائے اور اس شخص سے کہا کہ بھئی بنیادی غلطی تو آپ ہی کی ہے۔

اس شخص نے کہا کہ ایک تو آپ میری امانت واپس نہیں کر رہے اور الٹا مجھے ہی کہہ رہے ہیں کہ غلطی میری ہے۔واہ بھئی واہ کیا زمانہ آ گیا ہے۔اجنبی شخص اب بد تمیزی پر اتر آیا تھا۔

محترم! آہستہ بات کیجیے شرفاء کا اندازِ گفتگو ایسا نہیں ہوتا۔امام شافعی نے اپنے لب ولہجہ کو نرم رکھتے ہوئے کہا۔

اس شخص نے کہا: دیکھیے جناب! جب دو افراد نے ایک ساتھ آپ کی والدہ کے پاس امانت رکھوائی تھی تو جب امانت واپس لوٹائی گئی تو صرف ایک آدمی کو کیوں لوٹائی گئی؟ دونوں افراد کو ایک ساتھ امانت واپس کرنا چاہیے تھی۔

یہ سن کر امام شافعی نے کہا: آپ نے درست کہا۔اب آپ اپنے دوسرے ساتھی کو لے آیئے اور امانت لے جایئے۔

یہ جواب سن کر وہ شخص حیران رہ گیا اور سر جھکا کر چلا گیا یہ تھی امام شافعی کی ذہانت،اب آپ آرام کرو کل پھر میں آپ کو امام شافعی کی زندگی کے دیگر حالات کے بارے میں بتاؤں گی۔ مما نے دانیال کو بستر پر لٹاتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

آخری سبق

عیسائی مشنری ادارے بہت تیزی سے اسلامی ممالک میں اپنی تبلیغ کررہے ہیں اور مسلمانوں کو عیسائی بنانے کی مذموم کوششوں میں مصروف ہیں دوسری جانب باطل قوتیں، لبرل ازم، سیکولرازم اور روشن خیالی کا پروپیگنڈہ کر کے مسلمانوں کو اسلام کی روشن تعلیمات سے دور لے جانا چاہتے ہیں۔ عبید چاچا skyp پر دادا جان کو تفصیلات بتارہے تھے.

ان باطل قوتوں اور عیسائی مشنری اداروں کے اسلامی ممالک میں کام کرنے کے کیا کیا طریقے ہیں کس طرح وہ تعلیم اور صحت کے شعبوں میں کام کر کے اپنے مذموم مقاصد حاصل کررہے ہیں۔

افسوس تو یہ ہے کہ مسلمان حکمران مکمل طور پر غافل ہیں۔ دادا جان نے جواب دیا.

کچھ دیر گفتگو کے بعد عبید چاچا آف لائن ہو گئے۔

یہ تو ہمارے اسلاف کا کارنامہ تھا جنہوں نے اسلام کو ہم تک پہنچایا اور ہم نے اپنے بچوں کو ایسی تربیت ہی نہیں دی کہ وہ تبلیغ اسلام کے مشن پر کمربستہ ہوتے۔ دادا جان نے لیپ ٹاپ بند کرتے ہوئے کہا۔

السلام علیکم دادا جان! دانیال نے دادا جان کو سلام کیا۔

وعلیکم السلام! واہ بھئی واہ میرا بیٹا آگیا دادا جان نے دانیال کو اپنے پاس بٹھاتے ہوئے کہا

دادا جان! میں تو ابھی بہت چھوٹا ہوں کیا میں اسلام کی کوئی خدمت کر سکتا ہوں؟ دانیال نے خلوص نیت سے کہا۔

Marfat.com

ہاں بیٹا! اسلام کی خدمت اب آپ ہی نے کرنی ہے ہم لوگ تو بوڑھے ہو چکے اب اپنی زندگی کا تو کوئی بھروسہ ہی نہیں کب ملک الموت بلاوا لے کر آ جائیں۔

بیٹا! اسلام کی خدمت اب آپ ہی لوگوں نے کرنی ہے اور اپنی اولادوں کو بھی اسلام کی خدمت کی نصیحت کرنی ہے۔

امام شافعی جب کچھ بڑے ہو گئے تو ان کی والدہ نے بھی کچھ ایسی ہی نصیحت اُنہیں کی تھی۔

دادا جان! امام شافعی کی والدہ نے امام شافعی کو کیا نصیحت کیا تھی؟ دانیال نے پوچھا

امام شافعی جب کچھ بڑے ہو گئے تو ان کی والدہ نے انہیں نصیحت کی:

بیٹا! اللہ تعالیٰ کا ہزارہا شکر اور احسان ہے اس نے تمہیں میری زندگی میں ہی حفظِ قرآن کی لازوال دولت سے سرفراز کیا۔

اب زندگی کا بھروسہ نہیں کہ کب یہ زندگی کا چراغ بجھ جائے آج تم اپنا آخری سبق غور سے سنو! اور ایک ایک لفظ کو ذہن نشین کر لو۔

اس کے بغیر دنیا اور آخرت میں کامیابی ممکن نہیں۔

یہ آخری سبق تمہیں اس دنیا میں تو کامیاب و کامران کرے گا ہی اُخروی زندگی میں بھی بے حساب و کتاب درجات کی بلندی کا باعث ہو گا۔

امام شافعی نے اپنی والدہ سے کہا: جی امی جان! ارشاد فرمایئے

امام شافعی اور مستعد ہو کر بیٹھ گئے اور غور سے اپنی والدہ کی بات سننے لگے۔

اے میرے بیٹے غور سے سنو!

Marfat.com

تمہیں امام الانبیاء محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے دوہری نسبت ہے تمہارا نسبی رشتہ اسی محترم خاندان سے ہے جس کا تعلق رسالت ماب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ہے۔اور دوسرا رشتہ یہ کہ تم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اُمّتی ہو اللہ تعالیٰ کے محبوب نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی امت میں شامل ہو اپنے آقا کی سنتوں کو زندہ کرنا اور اپنے آقا کے دین کی تبلیغ واشاعت غلاموں کا فرض ہے اس فرض میں کوتاہی نہ آنے پائے۔

امام شافعی کی والدہ کی نصیحت اس قدر اثر انگیز تھی کہ امام شافعی کے سینے میں روشن عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شمع اور تیز ہو گئی اور آپ دن رات حدیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلاش میں رہنے لگے۔

بڑے بڑے علماء کی محفلوں میں جاتے اور جس حدیث کو بھی سنتے اس کو محفوظ کر لیتے۔

لہذا دانیال بیٹا! آپ نے بھی اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کی خدمت کرنی ہے اور جب تک جسم میں جان ہو نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عظمت، دین اسلام کی خدمت کو اپنا مقصدِ زندگی بنائے رکھنا ہے۔

Marfat.com

کتاب سے محبت

سالم میاں! کیا آج آپ Expo Centre جا رہے ہیں سُنا ہے وہاں کتابوں کی نمائش لگی ہوئی ہے۔ دادا جان نے اپنے بڑے بیٹے اور دانیال کے والد سے پوچھا۔

جی بابا جان! میں آج جاؤں گا انشاء اللہ۔ دانیال کے والد نے ادب سے جواب دیا۔

اچھا تو بیٹا! دانیال کو بھی لے جانا اور جو کتابیں اُسے پسند آئیں وہ ضرور دلانا۔ آج اگر بچوں میں مطالعہ کا شوق پیدا کر دو گے تو بچوں کا مستقبل سنور جائے گا۔ دادا جان نے سالم میاں سے کہا۔

جی بابا جان! میں دانیال کو بھی لے جاؤں گا اور اسے کتابیں بھی دلا دوں گا انشاء اللہ۔ سالم میاں نے جواب دیا۔

بہو! ذرا مجھے سبز چائے (Green Tea) تو بنا دو اور دانیال جاگ گیا ہو تو اسے بھی لے آؤ۔ دادا جان نے دانیال کی والدہ سے کہا۔

دادا جان السلام علیکم! دانیال نے دادا جان کو سلام کیا اور دادا جان کے برابر تخت پر بیٹھ گیا۔

وعلیکم السلام دادا جان! ارے واہ بھئی میرا بیٹا تو جاگ گیا ہے۔ دادا جان نے دانیال کو پیار کرتے ہوئے کہا۔

ناشتہ کر لیا میرے بیٹے نے؟ دادا جان نے دانیال سے پوچھا۔

Marfat.com

جی داداجان ناشتہ تو صبح سویرے ہی کر لیا تھا۔ دانیال نے داداجان کو بتایا۔

اچھا تو آپ آج کتابیں خریدنے expo centre جائیں گے؟ دادا جان نے دانیال سے پوچھا۔

جی دادا جان ! ضرور اور اب تو میں اپنی پاکٹ منی سے پیسے بچا کر ہر مہینے ایک کتاب ضرور خریدتا ہوں اور اب تو میرے پاس کافی ساری کتابیں جمع ہو گئی ہیں۔ دانیال نے داداجان کو آگاہ کرتے ہوئے کہا۔

واہ بھئی واہ ! بہو ! سُنا تم نے ! ہمارا بیٹا اب تو ماشاء اللہ کتابیں خرید کر پڑھنے لگا ہے۔ دادا جان نے دانیال کے ماتھے پر پیار کرتے ہوئے کہا۔

شاباش بیٹا ! کتابوں سے ہمارے اسلاف کو بھی بڑی محبت تھی ہمارے بزرگ تو علم کے بڑے شوقین تھے تو بھلا کتابوں سے محبت کیوں نہ ہوتی۔

امام شافعی حدیثوں کی تلاش میں سرگرداں رہتے ایک دن امام شافعی نے ایک شخص کے ہاتھ میں مؤطا امام مالک کا ایک نسخہ دیکھ لیا۔

حدیث کی اس جلیل القدر کتاب کو دیکھ کر امام شافعی بے قرار ہو گئے کتاب خریدنے کے پیسے نہیں تھے غربت کا زمانہ تھا۔

دستِ سوال دراز کرنا ممکن نہیں تھا ماں نے خودداری کا جو پہلا سبق دیا تھا وہ محمد بن ادریس کو بخوبی یاد تھا۔

آپ اس شخص کے پاس گئے جس کے ہاتھ میں آپ نے مؤطا امام مالک کا نسخہ دیکھا تھا اور ان سے کہا:

Marfat.com

بزرگوار! میں محمد بن ادریس ہوں حدیث و فقہ کا ایک طالب علم!
مجھ میں کسی کتاب کو خریدنے کی سکت نہیں ہے اگر آپ یہ کتاب مجھے کچھ دنوں کے لیے عارضی طور پر دے دیں گے تو آپ کی بڑی نوازش ہو گی اور مجھ غریب طالب علم پر بڑا احسان ہو گا۔ آپ چاہیں تو اس کے بدلے مجھ سے کوئی بھی مشقت لے لیجیے یا پھر بلا معاوضہ ایک علم کے شیدائی کی پیاس بجھا دیجیے۔
اس شخص نے امام شافعی کی علم سے یہ محبت دیکھی تو اس نے وہ کتاب عارضی طور پر دے دی۔
ابھی آپ نے اس کتاب کا تھوڑا سا ہی مطالعہ کیا تھا کہ آپ کے دل پر امام مالک کی ہیبت چھا گئی اب تو آپ ہر وقت اسی فکر میں رہتے کہ میں کسی طرح امام مالک کی درس گاہ میں پہنچ جاؤں اور علم کی پیاس کو بجھاؤں۔ دادا جان نے امام شافعی کی کتاب سے محبت کا واقعہ تفصیل سے سُنایا۔
اور امام شافعی امام مالک سے جب پڑھنے کے لیے گئے تو معلوم ہے وہ کیا تحفہ لے کر گئے۔ دادا جان نے دانیال سے پوچھا۔

Marfat.com

استاد کے لیے تحفہ

امام شافعی کیا تحفہ لے کر گئے ؟ دادا جان ! دانیال نے بے تابی سے پوچھا۔

امام شافعی کے مالی حالات تو اچھے تھے نہیں اور امام مالک کی خدمت میں پہنچ کر وہ درسِ حدیث لینے کے بھی بڑے خواہش مند تھے۔

امام شافعی نے دل میں سوچا جب کوئی شخص کسی بادشاہ کے دربار میں جاتا ہے تو زمانے کی رسم کے مطابق نذر پیش کرتا ہے۔

امام مالک بھی بلاشک وشبہ سلطنت فقہ وحدیث کے تاجدار تھے تو میں ان کی خدمت میں کیا پیش کروں ؟

اسی کشمکش میں آپ نے امام مالک کی مؤطا پوری پڑھ لی اور سوچا کہ جب امام پوچھیں گے کہ تو میری نذر کیا لایا ہے تو میں عرض کروں گا آپ کی نذر آپ ہی کی روایات لے کر حاضر ہوا ہوں۔

یہ خیال دل میں آتے ہی امام شافعی نے مؤطا امام مالک پوری حفظ کرلی۔

آگے کیا ہوا؟ دادا جان ! دانیال نے دلچسپی لیتے ہوئے کہا

Marfat.com

امام مالک کی درس گاہ

آگے کیا ہوا؟ دادا جان نے دانیال کے الفاظ دہرائے

آگے یہ ہوا کہ جب کچھ تنگ نظر لوگوں کو معلوم ہوا کہ امام شافعی امام مالک کے حلقہ درس میں شامل ہونا چاہتے ہیں تو انہوں نے آپ کی حوصلہ شکنی کی اور کہا تم مدینے تو جانا چاہتے ہو لیکن امام مالک کی درس گاہ میں اتنی آسانی سے داخلہ نہیں ملتا ہاں اگر تم والی مکہ سے کوئی خط لکھوالو تو شاید تمہیں داخلہ مل جائے گا یہ انہوں شرارتاً کہا تھا۔

امید کی کرن تو روشن ہوگئی مگر والیءِ مکہ تک رسائی کیسے ممکن ہو؟

قصہ مختصر یہ کہ امام شافعی نے امام مالک کے نام والیءِ مکہ کا سفارشی خط لے لیا اور امام مالک کی بارگاہ میں پہنچ گئے۔ یہ واقعہ تو آپ پہلے بھی سن چکے ہو۔ دادا جان نے دانیال سے پوچھا۔

جی دادا جان! امام مالک نے وہ سفارشی خط نظر انداز کر دیا تھا اور کہا تھا کہ اب علمِ حدیث بھی کیا سفارش سے حاصل کیا جائے گا؟

پھر امام شافعی آگے بڑھے اپنا تعارف کروایا تو امام مالک بہت خوش ہوئے اور انہیں اپنے حلقہ درس میں شامل ہونے کی اجازت دے دی۔ دانیال نے اپنے لفظوں میں واقعہ سنا دیا۔

اچھا تو دوسرے دن امام شافعی امام مالک کے درس میں شامل ہونے کے لیے مسجد نبوی میں پہنچ گئے لیکن وہاں تو علم کے پروانے اور بھی بہت سارے تھے۔ ایک ہجوم تھا۔

Marfat.com

امام مالک نے ایک حدیث بیان کی۔ لوگ اس طرح ادب کے ساتھ حدیث سن رہے تھے کہ ان کی سانسوں کی آواز بھی سنائی نہیں دے رہی تھی۔

امام شافعی دبے دبے قدموں درس میں شامل ہوئے اور جہاں جگہ ملی وہاں بیٹھ گئے۔ امام مالک درس دے رہے تھے۔

مجھ سے نافع نے ابن عمر کے واسطے سے اس قبر کے مکیں کی یہ حدیث روایت کی ہے------

یہ کہہ کر امام مالک جھک گئے پھر سیدھے ہوئے اور ہاتھ پھیلا کر روضہ رسول کی طرف اشارہ کیا جس انداز سے امام مالک نے حدیث بیان کی تھی اہل علم کے جسم پر لرزہ طاری ہو گیا تھا۔

آگے کیا ہوا؟ دادا جان! دانیال سے ایک لمحے کی خاموشی بھی برداشت نہ ہو سکی۔

بھئی دانیال سانس تو لینے دو۔ دادا جان نے دانیال کی دلچسپی دیکھتے ہوئے کہا

امام شافعی کے پاس نہ تو کوئی کتاب تھی اور نہ کوئی قلم آپ نے ایک تنکا اٹھایا اور اسے اپنے ہاتھ پر لکھتے رہے۔

امام شافعی سوچ رہے تھے کہ ان کے عمل کو کوئی نہیں دیکھ رہا ہو گا۔

امام مالک اپنے درس کے دوران اپنے شاگردوں پر بڑی گہری نظر رکھتے تھے، امام مالک نے دیکھا کہ امام شافعی تنکے سے کچھ کر رہے ہیں۔

یہاں تک کہ درس ختم ہو گیا۔

Marfat.com

امام مالک نے امام شافعی کو اپنے قریب بلایا اور پوچھا تم محمد بن ادریس ہو۔ امام مالک نے کل کا منظر یاد کرتے ہوئے امام شافعی سے پوچھا۔

امام شافعی نے ادب سے کہا۔ جی ہاں

تمہارا تعلق کہاں سے ہے؟ امام مالک نے دوبارہ سوال کیا

امام شافعی نے فرمایا: میرا تعلق حرم سے ہے

امام مالک نے پھر پوچھا: کیا تم مکی ہو؟

امام شافعی نے ادب سے کہا: میں غزہ میں پیدا ہوا تھا مگر میرے آباء واجداد کا وطن مکہ ہے۔

امام مالک نے تیسرا سوال کیا: کیا تم قریشی ہو؟

امام شافعی نے جواب دیا، جی ہاں! میرا تعلق نسل قریش سے ہے۔

تمہارے بیان کردہ اوصاف تو مکمل ہیں مگر تم میں ایک بے ادبی بھی موجود ہے۔ امام مالک نے امام شافعی سے کہا۔

امام شافعی اپنے استاد کی یہ بات سن کر لرز کر رہ گئے اور انہیں محسوس ہوا کہ یہ مجلس درس میں ان کا آخری دن ہے اور جب استاد ہی کی نگاہ میں شاگرد بے ادب ٹھہر جائے تو پھر اس شاگرد کے باادب ہونے کی گواہی اس دنیا میں کون دے گا؟

امام شافعی کی تو ساری دنیا ہی اندھیری ہو گئی۔ ادب کے ساتھ عرض کی:

امام میں اس عظیم درس گاہ میں ادب سیکھنے کے لیے ہی حاضر ہوا ہوں پھر بھی آپ میری بے ادبی کی نشان دہی فرمادیں۔

Marfat.com

امام مالک کے چہرے سے ناگواری کے اثرات دور ہو چکے تھے امام مالک نے فرمایا: جب حدیث کا درس ہو رہا تھا تو تم تنکے سے کیوں کھیل رہے تھے؟

امام شافعی کو تمام بات سمجھ آگئی آپ نے امام مالک سے عرض کی:

امام! میرے پاس نہ قلم ہے نہ دوات نہ کاپی ہے نہ کتاب آپ جو کچھ بیان کرتے ہیں میں اس کو اس تنکے کی مدد سے ہاتھ پر لکھ رہا تھا آپ نے جو احادیث بیان کی ہیں وہ تمام مجھے زبانی یاد ہو چکی ہیں۔

امام مالک کو امام شافعی کی اس بات پر بڑی حیرت ہوئی۔

امام مالک نے فرمایا: اچھا سب نہیں صرف ایک ہی حدیث سنادو۔

امام شافعی نے فوراً لفظ بہ لفظ ایسے ہی حدیث سنانا شروع کی۔

مجھ سے مالک نے نافع اور ابن عمر کے واسطے سے اس قبر کے مکیں ﷺ کی یہ حدیث روایت کی ہے اور پھر امام مالک کی ہی طرح امام شافعی نے ہاتھ پھیلا کر روضہ رسول کی طرف اشارہ کیا۔

اور اس کے بعد پچیس احادیث سنا دی جو امام مالک نے آغازِ درس سے آخر تک بیان کی تھیں۔ امام مالک بہت خوش ہوئے آپ کی خوشی قابل دید تھی۔

امام مالک نے فرمایا: فرزندِ قریش! خدا تمہاری زندگی دراز کرے تم کل سے پہلی صف میں بیٹھنا۔

دادا جان! آگے کیا ہوا؟ دانیال نے پوچھا۔

بیٹا! اب کل میں آگے سناؤں گا اب آرام کرو۔ دادا جان نے اٹھتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

حدیث کی قرأت

دوسرے دن کا دانیال کو بے چینی سے انتظار تھا۔

دادا جان السلام علیکم ! دانیال نے دادا جان کو اخبار کا مطالعہ کرتے دیکھا تو فوراً ہی سلام کیا۔

وعلیکم السلام ! واہ بھئی واہ ! میرا شیر جاگ گیا دادا جان نے دانیال کو پیار کرتے ہوئے کہا

دادا جان میں تو صبح ہی جاگ گیا تھا آپ نے کہا تھا کہ آپ آج امام شافعی کے بارے میں مزید بتائیں گے۔

ہاں بیٹا ! ضرور بتائیں گے۔ دادا جان نے اخبار ایک طرف رکھتے ہوئے کہا

تو کل بات کہاں ختم ہوئی تھی ؟ دادا جان نے دانیال سے پوچھا

امام مالک نے امام شافعی کو دعا دی تھی ''فرزندِ قریش خدا تمہاری زندگی دراز کرے تم کل سے پہلی صف میں بیٹھنا'' دانیال نے دادا جان کو یاد دلایا۔

ہاں ! تو اگلے دن امام شافعی مجلسِ درس میں پہلی صف میں موجود تھے۔

امام مالک نے ایک نگاہ امام شافعی پر ڈالی اور فرمایا کہ محمد بن ادریس تمہارے پاس کتاب تو موجود نہیں ہے۔ تم قرأت کیسے کرو گے ؟

امام شافعی نے کہا: امام ! جب تک آپ کی نگاہِ کرم شافعی پر ہے اس وقت تک مجھے کتاب دیکھنے کی ضرورت محسوس نہیں ہو گی۔

سب لوگوں نے امام شافعی کی بات بڑے غور سے سنی بڑی حیرت کا معاملہ تھا۔

Marfat.com

امام شافعی نے امام مالک سے عرض کیا: میں جب مکہ سے چلا تھا تو میں نے سوچا کہ ہر شخص جب کسی بڑے شہنشاہ کی خدمت میں حاضر ہوتا ہے تو کچھ نہ کچھ نذر پیش کرتا ہے۔ میرے پاس نذر پیش کرنے کے لیے کچھ بھی نہ تھا تو میں نے سوچا کہ اگر علم حدیث کے تاجدار نے مجھ سے پوچھا کہ تم ہمارے لیے کیا نذر لائے ہو؟ تو میں امام کی بارگاہ میں امام ہی کی روایات پیش کر دوں گا۔

امام شافعی نے موطا کی قرأت کے لیے امام مالک سے اجازت لی۔

امام مالک نے اجازت دے دی۔

اللہ تعالی نے امام شافعی کو بہت پر سوز آواز عطا کی تھی جب آپ نے قرأت شروع کی تو محفل کا رنگ ہی نرالا ہو گیا اتنی پر سوز آواز کہ اس منظر کو بیان ہی نہیں کیا جا سکتا۔

امام شافعی کچھ دیر کے بعد قرأت کی آواز کو دھیما کر دیتے تھے۔

امام مالک فرماتے فرزند اور۔۔۔ فرزند اور

امام شافعی موطا کی قرأت کرتے رہے یہاں تک وقت گزرنے کا احساس ہی نہیں ہوا لوگ اس وقت چونک پڑے جب مدینے کی فضاؤں میں مؤذن کی آواز گونجی۔

امام شافعی کافی عرصے تک امام مالک کی درس گاہ میں علم حاصل کرتے رہے پھر آپ کو معلوم ہوا کہ عراق میں کتاب اللہ اور سنت رسول کے سب سے بڑے عالم۔ امام ابو یوسف اور امام محمد بن حسن شیبانی ہیں تو آپ کے دل میں یہ خواہش پیدا ہوئی کہ ان سے بھی علم حاصل کیا جائے۔

Marfat.com

سفرِ عراق

امام شافعی نے اپنی اس خواہش کا اظہار امام مالک سے بھی کیا۔

امام مالک نے انہیں فرمایا کہ تم علم حاصل کرنے ضرور جاؤ۔

امام مالک نے اپنے شاگرد کو زادِ راہ دے کر عراق کی جانب رخصت کرتے ہوئے سینے سے لگایا اور بڑے رقت آمیز لہجے میں فرمایا:

فرزند ہمارا مرنا اور جینا، ملنا اور بچھڑنا، رونا اور ہنسنا سب اللہ ہی کے لیے ہے

ہم کل بھی نبی کریم ﷺ کی غلامی کی نسبت سے ہی ایک جگہ جمع ہوئے اور آج بھی اس غلامی کو مزید مستحکم کرنے کے لیے ایک دوسرے سے جدا ہو رہے ہیں۔

خدا حافظ فرزند! امام مالک نے دعاؤں کے سائے میں امام شافعی کو مدینے سے عراق کی جانب رخصت کیا۔

امام شافعی مدینے سے کوفہ کی جانب روانہ ہو گئے۔ کچھ دن کوفہ میں امام محمد بن حسن شیبانی کی خدمت میں رہے پھر عراق میں اہل علم کی مجالس میں شریک ہوتے رہے اور علم کے موتیوں کو اپنے دامن میں سمیٹتے رہے۔

امام شافعی کی عمر اب ۲۱ سال ہو چکی تھی مدینے سے عراق آئے ہوئے تقریباً آٹھ، نو سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔

Marfat.com

خرابی کا سبب

سالم میاں! آج کل حالات بہت خراب ہیں بس گھر ہی میں رہا کرو۔ دادا جان نے اپنے بیٹے اور دانیال کے بابا جان سے کہا۔

بس بھئی کیا کہیں ؟اور کس سے کہیں ؟روز کی خبریں ہیں آج اتنے افراد مر گئے اتنے زخمی ہو گئے ،اخبارات اسی قسم کی خبروں سے بھرے ہوتے ہیں حکومت نام کی کوئی چیز نظر ہی نہیں آتی۔۔ دادا جان نے بڑبڑاتے ہوئے کہا۔

دادا جان! یہ حالات اتنے خراب ہوتے کیوں ہیں؟ دانیال نے بھول پن کے ساتھ پوچھا

بیٹا جب انصاف مہنگا اور نایاب ہو جائے تو پھر انسانی معاشرے میں قانون کے نقوش بھی مدھم پڑ جاتے ہیں اور انسان کی گلیوں میں درندے راج کرتے ہیں ،لاشیں گرتی ہیں اور وحشیوں کا رقص ہوتا ہے۔۔۔

ان تمام حالات کا سبب صرف انصاف کا میسر نہ آنا ہے جب انصاف کرنے والے قاضی ہی شرابی ہوں اور حکمرانوں سے خوفزدہ ہو جائیں اور ان کی نگاہ مالِ حرام پر ٹک جائے پھر قصرِ سلطانی کا گنبد ہی ان کی نگاہ کا مرکز ہوتا ہے۔ دادا جان نے گہری سوچ میں ڈوب کر کہا۔

اپنی عمر کے لحاظ سے دانیال کی سمجھ میں کچھ تو آیا اور کچھ سر پر سے ہی گزر گیا۔

دادا جان اچھے لوگ قاضی کیوں نہیں بنتے ؟اگر اچھے لوگ قاضی بنیں گے تو حالات خود اچھے ہو جائیں گے۔ دانیال نے اپنے طور پر مسائل کا حل نکالا۔

Marfat.com

بات تو دانیال بیٹا درست ہے آپ کی مگر نیک لوگوں کو بھی تو اپنی جان پیاری ہوتی ہے نا! اور اگر وہ حاکمِ وقت کی بات نہ مانیں تو قاضی صاحبان کی زندگی اجیرن بنادیتے ہیں ظالم حکمران۔ دادا جان نے سمجھایا

آؤ میں تمہیں ایک واقعہ سناؤں !

یمن کے گورنر نے امام شافعی کی تعریف بہت سن رکھی تھی اس نے امام شافعی کو نجران کا عامل مقرر کر دیا بعض لوگوں کا خیال تھا کہ آپ کو مملکت کا کچھ تجربہ تو ہے نہیں کچھ ہی دنوں میں دشواریوں کا سامنا ہوگا تو معلوم ہو جائے گا یہ مسندِ درس وتدریس نہیں ہے لوہے کے چنے ہیں۔

امام شافعی نے جب عامل نجران کی حیثیت سے کام کیا تو آپ نے اپنی غیر معمولی ذہانت سے ان لوگوں کے خیالات کی نفی کر دی اور ایسی کارکردگی دکھائی کہ لوگ حیران رہ گئے۔

خود یمن کا گورنر بھی آپ سے متاثر تھا لیکن یمن کا گورنر ایک ظالم و جابر حاکم تھا ہوس کی کالک نے اس کے دل کو بھی سیاہ کر دیا تھا۔

امام شافعی کے پاس جب کوئی مقدمہ آتا تو آپ اس میں کسی کی بھی سفارش بھی قبول نہیں کرتے تھے۔

ایک دفعہ ایک ایسا شخص سامنے آیا جو بدعنوانیوں کا مرتکب ہوا تھا امام شافعی کے سامنے مقدمہ چلا۔

Marfat.com

دوسری جانب یمن کے گورنر کا خط آگیا کہ یہ شخص حکومتِ یمن کا پسندیدہ آدمی ہے گردشِ وقت کی وجہ سے عدالت کے سامنے پیش ہو گیا ہے۔اس لیے میں بحیثیت گورنر یمن تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اس شخص کو اس طرح بری کرو کہ دامن پر رسوائی کا داغ تک نہ آئے۔

امام شافعی نے یمن کے گورنر کا خط پڑھا اور اس کو یوں نظر انداز کر دیا جیسے وہ کاغذ کا کوئی حقیر ٹکڑا ہو۔

امام شافعی نے اس شخص پر عائد الزامات کی تحقیق کی جب تحقیقات مکمل ہو گئیں اور وہ مجرم ثابت ہو گیا تو بس اس کو اتنی سزا دی جتنی سزا کا وہ مستحق تھا نہ کم اور نہ زیادہ۔

جب یمن کے گورنر کو معلوم ہوا کہ آپ نے اس کی سفارش کا احترام نہیں کیا ہے اور اس کے من پسند آدمی کو سزا سُنادی ہے تو اس کے غیض و غضب کی کوئی حد نہ رہی اور پھر وہ امام شافعی سے دشمنی پر اتر آیا۔

جان لینے کی کوشش کی! دانیال نے حیرت سے پوچھا

ہاں بیٹا جان لینے کی کوشش اور وہ بھی اس طرح کہ گورنر کے اوپر کوئی انگلی نہ اٹھا سکے

گورنر یمن سے کسی نے کہا کہ عامل نجران کو معزول کر دیا جائے۔

گورنر نے کہا کہ میری سفارش کو مسترد کر دینے کی سزا معزولی نہیں ہے۔

گورنر یمن کی سفارش کو نظر انداز کر دینے کی سزا موت ہے بس! گورنر نے دوٹوک الفاظ میں کہا۔

Marfat.com

اور پھر گورنر یمن کا عیار ذہن سازش کے لیے تیزی سے سفاک منصوبہ تیار کرنے میں لگ گیا۔

گورنر یمن جانتا تھا کہ خلیفہ ہارون رشید علویوں کو کسی قیمت پر برداشت نہیں کرے گا۔ اس نے خلیفہ کو خط لکھا اور خط میں امام شافعی کے لیے لکھا کہ یہ شخص خلافتِ عباسیہ کے خلاف علویوں کے ساتھ مل کر سازش کر رہا ہے اور اس کے ساتھ ۱۹ افراد اور بھی شامل ہیں۔

گورنر یمن نے امام شافعی کے خلاف سازش مکمل طور پر تیار کر لی تھی وہ بار بار تنہائی میں کہہ رہا تھا اب اس قریش زادے کو مرنے سے دنیا کی کوئی طاقت نہیں بچا سکتی، آج اس کا علم، اس کی ذہانت، اس کا تقویٰ، اس کا نسب نامہ سب مٹ جائے گا۔

دوسری جانب امام شافعی نجران سے مکہ اپنی والدہ کی قدم بوسی کے لیے آئے ہوئے تھے۔

گورنر یمن کیسی سازش تیار کر رہا تھا آپ کے علم میں بھی نہیں تھا۔ آپ نے گورنر یمن سے چھٹیوں کی درخواست کی اس نے خوشی خوشی چھٹی دے دی اور بڑی محبت کے ساتھ رخصت کیا۔

گورنر یمن کے سینے میں انتقام کی آگ جل رہی تھی لیکن امام شافعی اس انتقام کی آگ سے بے خبر تھے بظاہر وہ ایسا ظاہر کرتا کہ جیسے وہ امام شافعی کا سب سے بڑا مخلص ہے اب جب معاملہ یہ ہو تو امام شافعی کو بھی کیسے شک ہوتا۔

Marfat.com

امام شافعی کی گرفتاری

گورنر یمن کا قاصد ہارون رشید کے پاس بغداد پہنچ چکا تھا۔

قاصد نے ہارون رشید کے دربار میں پہنچ کر خط خلیفہ کو پیش کیا، خط پڑھ کر ہارون رشید کا پارہ آسمان پر پہنچ گیا اس کے غصہ کی وجہ سے آواز میں ایک قہر صاف دکھائی دیتا تھا۔

خلافتِ عباسیہ کے خلاف سازش، بغاوت، ان کی سزا صرف موت ہے ہارون رشید نے غصہ سے کہا۔

ان تمام باغیوں کو زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ کر فوراً ہمارے روبرو پیش کیا جائے۔ ہارون رشید نے حکم دیا۔

جب سرکاری کارندے آپ کو گرفتار کرنے آئے تو اس وقت امام شافعی مکہ میں اپنی والدہ کے گھر میں موجود تھے سپاہیوں نے آپ کو فوراً ہی زنجیروں اور بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ آپ نے اس حالت میں اپنی والدہ سے کہا:

امی جان! میں نے آج تک کوئی ایسا کام اپنے نفس کے لیے نہیں کیا جو آپ کی تعلیم و تربیت کے خلاف ہو۔ میرا جرم یہ ہے کہ میں نے جھوٹ کو جھوٹ کہا، خیانت کو بد ترین عمل جانا اور اللہ کے بندوں کے حقوق کی حفاظت کے لیے رات رات بھر جاگتا رہا، امیروں کی خوشامد سے گریز کرتا رہا، اور حاکموں کی سفارشات کو ردی کی ٹوکری میں ڈال دیا۔

یہ ہے وہ جرم کی فہرست جس کی وجہ سے میں آج زنجیرں میں جکڑ دیا گیا ہوں۔ امام شافعی کی آواز میں اتنا سوز تھا کہ سپاہیوں کی آنکھیں بھی نم ہو گئیں۔

Marfat.com

دانیال بڑے غور سے داداجان کی باتیں سن رہا تھا۔

لیکن آپ کی والدہ کی آنکھ میں ایک بھی آنسو نہیں تھا۔

سپاہیوں نے آپ کو کھینچنا چاہا تو آپ کی والدہ نے ان سپاہیوں سے کہا: تمہارا قیدی سر کش نہیں ہے تم جس طرح لے جانا چاہو گے یہ اسی انداز میں قصرِ خلافت تک جائے گا اور مجھے نہیں معلوم کہ عباسی تلوار کو اس کے خون سے قرار آئے گا یا نہیں اور میری اپنے بیٹے سے آئندہ ملاقات ہو گی یا نہیں۔ میں اپنے بیٹے محمد بن ادریس کو آخری نصیحت کرنا چاہتی ہوں۔

فاطمہ بنت عبداللہ کا اندازِ گفتگو اس قدر باوقار تھا کہ سپاہی نہ چاہتے ہوئے بھی رک گئے۔

امام شافعی کی والدہ نے امام شافعی سے کہا:

محمد ! جن ہاتھوں نے قلم کی امانت کا بار اٹھایا ہو ان کا اعزاز یہ ہے کہ وہ کاٹ دیئے جائیں، جو زبان قرآن وحدیث کی قرأت کرتی ہوں اس کا شرف یہ ہے کہ وہ قطع کر دی جائے۔ جرم میں تو لوگوں کو گرفتار کیا ہی جاتا ہے معزز وہ ہے بے قصور گرفتار ہو۔ جاؤ! اور تیز قدموں سے جاؤ! کہیں اہل عرب تمہاری سست رفتاری کو کم ہمتی سے تعبیر نہ کریں۔

اس کے بعد سپاہیوں کا دستہ امام شافعی کو گرفتار کر کے لے گیا۔

آگے کیا ہوا؟ داداجان! دانیال نے بے قراری سے پوچھا

Marfat.com

ہارون رشید کے دربار میں

آگے یہ ہوا کہ۔۔۔۔

امام شافعی اور دیگر نو افراد جن کے بارے میں گورنرِ یمن نے لکھا تھا کہ خلافتِ عباسیہ کے خلاف بغاوت کر رہے ہیں ان کو ہارون رشید کے سامنے کھڑا کر دیا گیا۔

ان تمام قیدیوں کو دیکھ کر ہارون رشید مسکرایا اور کہا کہ اگر تم نے ماضی میں اپنے سے پہلے باغیوں کی ہڈیوں کو دیکھ لیا ہوتا تو تمہیں کبھی بھی خلافتِ عباسیہ کے خلاف بغاوت کی ہمت نہ ہوتی۔ ہارون رشید کے چہرے پر غضب کے آثار نمایاں تھے۔

۹ افراد کو قتل کیا جا چکا تھا امام شافعی سب سے آخر میں تھے، امام شافعی کی آنکھوں میں نہ کوئی التجاء تھی نہ منت سماجت کا کوئی رنگ چھلک رہا تھا۔

ہارون رشید نے تھوڑی دیر امام شافعی سے گفتگو کی وہ آپ کی فصاحت و بلاغت سے بہت متاثر نظر آیا آواز میں غضب کا سوز تھا مگر ہارون رشید پر اقتدار کا نشہ حاوی ہونے لگا۔

ہارون رشید نے کہا: بے شک تم بہت فصیح و بلیغ ہو مگر تمہاری گفتگو تمہاری بے گناہی کو ثابت کرنے سے قاصر ہے۔

اس کے بعد ہارون رشید نے جلاد کو حکم دیا کہ آپ کی گردن اڑا دی جائے۔

جلاد نے آپ کے ہاتھ کھول دیئے اور اس وقت کے قانون کے مطابق دربار میں چمڑے کا فرش بچھا دیا گیا تاکہ خون دربار کے فرش کو خراب نہ کرے۔

لیکن امام شافعی کو نہ کوئی خوف تھا نہ کوئی ڈر اسی دوران ہارون رشید کے دربار میں امام محمد حسن شیبانی اخل ہوئے اس وقت امام محمد بغداد کے چیف جسٹس تھے۔

امام شافعی نے جب امام محمد کو دیکھا تو ہارون رشید سے کہا۔

امیر المؤمنین ! اب میری زبان سمجھنے والا یہاں آگیا ہے امام محمد میرے کردار کی گواہی دیں گے یہ آپ کو بتائیں گے کہ میں سازشی نہیں ہوں۔

اگر امام محمد میرے حق میں گواہی نہیں دیں گے تو میں اپنے حق میں کوئی اور دلیل پیش نہیں کروں گا۔

امام محمد نے امام شافعی کی آواز سن لی تھی امام محمد حیرت زدہ تھے اپنی نشست پر بے قرار ہو کر بیٹھے۔

ہارون رشید نے دوبارہ امام شافعی سے کہا کہ نوجوان کیا تمہیں یقین ہے کہ امام محمد تمہارے حق میں گواہی دیں گے ؟

امام شافعی نے بلا خوف وخطر کہا: ہاں! کیونکہ اہل علم ہی اہل علم کے حق میں گواہی دے سکتا ہے۔

ہارون رشید نے امام محمد کی جانب رخ کیا اور کہا کیا آپ اس نوجوان محمد بن ادریس سے واقف ہیں ؟

امام محمد بے قرار ہو گئے اور کہا امیر المؤمنین ! محمد بن ادریس حرف بہ حرف سچ بول رہے ہیں یہ کسی بھی طرح کسی سازش میں ملوث نہیں ہو سکتے یہ ممکن ہے کہ ان کے خلاف کوئی سازش کی گئی ہو۔

Marfat.com

میں پورے یقین سے کہہ سکتا ہوں کہ محمد بن ادریس ایسے نہیں جیسا کہ اُن کے بارے میں کہا جار ہا ہے۔امام محمد نے بڑے مضبوط دلائل کے ساتھ ہارون رشید کے دربار میں آپ کا دفاع کیا۔

ہارون رشید نے امام محمد سے کہا کہ انہیں اپنے ساتھ لے جایئے میں ان کے بارے میں کوئی فیصلہ بعد میں کروں گا۔

دربار میں موجود گورنر یمن کے نمائندے کفِ افسوس مل رہے تھے کہ امام شافعی بچ گئے۔

تو دانیال بیٹا ! حق کہنے کی پاداش میں اور انصاف فراہم کرنے میں بڑی مشکلات پیش آتی ہیں۔

امام شافعی امام محمد کی صحبت میں عرصہ دراز تک رہے آپ کہا کرتے تھے مجھ پر امام محمد سے زیادہ کسی کا احسان نہیں،آپ نے امام محمد سے علم بھی حاصل کیا اور امام محمد کی ایک وسیع لائبریری تھی جس سے امام شافعی کے ذوقِ مطالعہ کو تسکین میسر آتی تھی۔

پھر کچھ عرصے کے بعد ہارون رشید امام شافعی کی جانب سے مکمل مطمئن ہو گیا اور اس میں امام محمد کی سفارش کا بھی بہت عمل دخل تھا۔اس کے بعد ہارون رشید کے دربار میں آپ کو ایک بلند مقام حاصل ہوا۔

Marfat.com

جہنمی

یہ بات قرآن مجید میں موجود نہیں ہے مارننگ شو میں ایک اینکر کسی کالر سے بحث کرتے ہوئے کہہ رہی تھی۔

لاحول ولاقوۃ الاباللہ العلی العظیم عجیب جہالت ہے جو منہ میں آیا بک دیا دادا جان نے غصہ سے کہا۔

قرآن کریم بیان فرماتا ہے

قرآن میں ہر شئے کا بیان ہے

زیادہ سے زیادہ یہ کہنا چاہیے کہ مجھے قرآن میں یہ بات نہیں ملی۔

دادا جان ! جب بھی ٹی وی پر کوئی اس قسم کی بے ہودہ صورتِ حال کو دیکھتے تو اپنے غصہ کا اظہار کیے بغیر نہیں رہتے تھے۔

دادا جان ! اس موقع پر اپنے گھر والوں کی اصلاح ضرور کیا کرتے تھے۔

دیکھو بچو ! سمندر کتنا بڑا اور کتنا گہرا ہے اور جب سے یہ بنا ہے تب سے آج تک غوطہ خور اس سمندر کے اندر جاتے ہیں اور موتی چن کر لے آتے ہیں کوئی بھی غوطہ خور یہ نہیں کہتا کہ سمندر میں موتی نہیں ہیں اگر وہ یہ کہے تو لوگ اس کو جاہل کہیں گے

Marfat.com

ہر غوطہ خور جسے سمندر سے موتی نہیں ملے وہ یہی کہتا ہے کہ اسے سمندر میں موتی نہیں ملے۔

اسی طرح قرآن علم و معارف کا بہت وسیع سمندر ہے اس میں ہر شئے کا بیان ہے اب علم کے اس سمندر میں علم کے موتی بعض اوقات بعض اہل علم کو نہیں ملتے بعض کو مل جاتے ہیں۔

میں تمہیں اس حوالے سے ایک دلچسپ واقعہ سناتا ہوں۔

ایک دن خلیفہ ہارون رشید اور اس کی بیوی زبیدہ خاتون میں کسی بات پر بحث ہو گئی۔

بحث نے شدت اختیار کر لی دونوں میاں بیوی کے درمیان بحث جاری تھی زبیدہ خاتون کے سامنے عباسی خلیفہ عاجز ہو گیا تھا۔ بات علمی بحث سے دور نکل گئی تھی اور دونوں کے درمیان لڑائی کی نوبت آ گئی۔

غصہ میں زبیدہ خاتون نے ہارون رشید کو کہا کہ تم جہنمی ہو۔

ہارون رشید تو پہلے ہی غصہ میں تھا اس جملے نے تو جلتی پر تیل کا کام کیا ہارون رشید نے غصہ میں کہا اگر میں جہنمی ہوں تو تجھ کو طلاق۔ یہ کہہ کر ہارون رشید کمرے سے نکل گیا۔

زبیدہ خاتون کو بھی ندامت ہوئی اور ہارون رشید بھی بہت پچھتایا لیکن اب کیا ہو سکتا تھا تیر کمان سے نکل چکا تھا۔

ہارون رشید اپنی بیوی زبیدہ خاتون سے بہت محبت کرتا تھا ایک ہفتہ تو یونہی گزر گیا ہارون رشید کی پریشانی دن بدن بڑھتی جا رہی تھی کرے تو کیا کرے؟

Marfat.com

ہارون رشید نے بغداد کے تمام نامور علماء کو جمع کر لیا ان کے سامنے یہ مسئلہ رکھا۔
اہل علم کئی روز تک اس مسئلے کا حل نکالنے کے لیے کوشش کرتے رہے لیکن کامیاب نہ ہو سکے۔
علمی مسئلہ تھا بغداد کے ہر فقیہ تک یہ بات پہنچ چکی تھی امام شافعی تک بھی یہ مسئلہ پہنچا۔ آپ نے اپنے استاد امام محمد سے کہا کہ میں اس مسئلے کا حل جانتا ہوں۔
امام محمد نے ایک نظر امام شافعی کی جانب دیکھا اور آپ کو لے کر دربارِ خلافت پہنچ گئے۔
ہارون رشید کے چہرے سے پریشانی کے آثار صاف چھلک رہے تھے۔
امام محمد نے ہارون رشید سے کہا: امیر المؤمنین ! محمد بن ادریس نے آپ کے مسئلے کا حل تلاش کر لیا ہے۔
ہارون رشید نے بے تابی سے امام شافعی سے پوچھا محمد بن ادریس ہمارے مسئلے کا حل بتاؤ ہم تم پر انعام واکرام کی بارش کر دیں گے۔
ہارون رشید کی آواز جذبات کی وجہ سے لرز رہی تھی۔
آپ نے ہارون رشید سے پوچھا:
امیر المؤمنین ! آپ کی زندگی میں کبھی بھی کوئی ایسا واقعہ پیش آیا ہے جب آپ گناہ کرنے پر قادر ہوں لیکن اللہ تعالیٰ کے خوف کی وجہ سے اس گناہ سے باز رہے ہوں۔
ہارون رشید نے جذباتی انداز میں کہا: ہاں ! کئی بار مکمل قدرت کے باوجود میں صرف گناہ سے اس لیے باز رہا کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے ڈر لگتا ہے۔
امام شافعی نے کہا اگر یہ بات ہے تو میں فتویٰ دیتا ہوں کہ آپ جنتی ہیں۔

Marfat.com

امام شافعی کی اس بات کو دربار میں موجود تمام اہل علم نے سنا۔
دعویٰ بلا دلیل باطل ہے۔ کئی اہلِ علم نے امام شافعی سے دربار میں کھلے لفظوں میں کہا آپ اپنے دعوے کے حق میں دلیل پیش کیجیے۔
امام شافعی نے ایک نگاہ ان سب پر ڈالی اور کہا: اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔

وَ اَمَّا مَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ وَ نَهَى النَّفْسَ عَنِ الْهَوٰى ﴿۴۰﴾ فَاِنَّ الْجَنَّةَ هِیَ الْمَاْوٰى ﴿۴۱﴾ سورہ نازعات

اور وہ جو اپنے رب کے حضور کھڑے ہونے سے ڈرا اور نفس کو خواہش سے روکا تو بے شک جنّت ہی ٹھکانا ہے

یہ دلیل سن کر دربار میں موجود تمام علماء حیران رہ گئے حاضرین کی صفوں سے داد و تحسین کا شور بلند ہونے لگا۔
سب سے بڑھ کر ہارون رشید کی خوشی ناقابل بیان تھی۔
جب امیر المؤمنین دوزخی نہیں تو طلاق بھی واقع نہیں ہوئی۔
تو دیکھا بچو! آپ نے یہ آیت دربار میں موجود علماء کرام نے متعدد بار پڑھی ہو گی مگر ان کا خیال اس طرف نہیں گیا۔ ہارون رشید کے مسئلے کا حل تو قرآن مجید میں موجود تھا لیکن ان کو ملا نہیں۔

پادریوں کا قبولِ اسلام

کیسا وقت آگیا ہے مسلمانوں پر اس وقت امریکہ کا صدر جارج بش مسلمانوں کے خلاف کھلم کھلا صلیبی جنگ کا اعلان کر رہا ہے لیکن مسلمانوں کے پاس کوئی صلاح الدین ایوبی نہیں ہے 9/11 کا واقعہ رونما ہونے کے بعد افغانستان کی اینٹ سے اینٹ بجادی گئی ہے اور مسلمانوں کو آگ اور خون میں نہلا دیا گیا ہے۔ دادا جان نے اخبار کے کالم کو پڑھتے ہوئے کہا۔

دادا جان! کیا مسلمان ہمیشہ سے اسی طرح کمزور تھے جیسے آج ہیں؟ دانیال نے پوچھا

نہیں بیٹا! مسلمان جب تک اللہ تعالی سے ڈرتے رہے آپس میں اتحاد سے رہے ان کا دشمن ان پر کبھی غالب نہ آسکا لیکن جب مسلمان زبان اور فرقوں میں تقسیم ہو گئے تو ان پر عیاش اور ظالم حکمران مسلط کر دیئے گئے۔

ورنہ اس سے پہلے عیسائی حکمران مسلمانوں سے ڈرتے تھے اور مسلمانوں کو جزیہ دیتے تھے۔ دادا جان نے دانیال کو بتایا۔

کیا واقعی دادا جان! دانیال نے حیرت سے پوچھا

جی ہاں! یہ ہارون رشید کے دور کا واقعہ ہے۔

روم کا بادشاہ ہارون رشید کو ایک بڑی رقم بطور جزیہ ادا کیا کرتا تھا۔

ایک دن روم کے بادشاہ نے سوچا میں کیوں یہ رقم ہارون رشید کو دوں لیکن وہ منع کیسے کرتا یہ تو اس کا ہارون رشید سے معاہدہ ہو چکا تھا۔

روم کے بادشاہ نے اس سلسلے میں ایک مجلسِ مشاورت طلب کی اور روم کے تمام چوٹی کے دانش ور اور عیسائی پادریوں کو جمع کیا۔

جب سب دانش ور اور پادری جمع ہو گئے تو روم کے بادشاہ نے ان سے کہا:

کہ ہمیں ایک بڑی رقم ہارون رشید کو بطور جزیہ دینا پڑتی ہے کوئی ایسا حل نکالو کہ ہم یہ رقم ادا نہ کریں۔

تمام دانش ور اور پادری سر جوڑ کر بیٹھ گئے کچھ دیر بعد ان میں سے ایک نے کہا: بس آپ رقم دینا بند کر دیں جو ہو گا دیکھا جائے گا۔

روم کے بادشاہ نے اس تجویز کو مسترد کر دیا اور کہا: اس طرح تو خلیفہ غضب ناک ہو جائے گا اور پھر جنگ چھڑ جائے گی۔ اور ہم اپنی معاشی حالت کے سبب فی الحال جنگ کے متحمل نہیں ہو سکتے۔

روم کے بادشاہ کا جواب سن کر تمام دانش ور اور پادری دوبارہ سر جوڑ کر بیٹھ گئے اور غور و فکر کرنے لگے۔

کبھی کوئی ایک تجویز دیتا اور دوسرا مسترد کر دیتا کبھی دوسرا کوئی رائے دیتا تو تیسرا اس کی مخالفت کر دیتا۔

بہر حال طویل بحث و مباحثہ کے بعد ایک نکتے پر ان سب کا اتفاق ہو گیا۔

روم کا بادشاہ بھی اس تجویز سے مطمئن ہو گیا۔

Marfat.com

دادا جان! تجویز کیا تھی؟ دانیال نے پوچھا

تجویز یہ تھی کہ ملک روم سے عیسائیوں کے سب سے بڑے سات پادری جن کا پورے روم میں علم و فضل میں کوئی ثانی نہ ہو مناظرہ کے لیے بغداد جائیں گے اور مسلمانوں کی طرف سے جو بھی دلائل دیئے جائیں ان کو تسلیم نہیں کریں گے۔

اس کے بعد روم کے بادشاہ نے ہارون رشید کو ایک خط لکھا جس میں اس نے لکھا۔

"مسلمان علماء جن کا یہ دعویٰ ہے کہ اسلام حق ہے اور آخری مذہب ہے اور تمام مذاہب منسوخ ہو چکے ہیں"

میں اپنے سات پادریوں کو آپ کے پاس بھیج رہا ہوں پورے روم بلکہ دنیائے عیسائیت میں ان کا کوئی ثانی نہیں ہے، انہیں تلوار کے زور سے تو خاموش کیا جا سکتا ہے مگر علم میں انہیں کوئی شکست نہیں دے سکتا۔

اگر علمائے اسلام مناظرے کے ذریعے انہیں شکست دے دیں تو میں وعدے کے مطابق سالانہ رقم آخری سانس تک ادا کرتا رہوں گا اور اگر ہمارے پادری علمائے اسلام پر غالب آگئے تو پھر میں

Marfat.com

معذرت خواہ ہوں کہ آئندہ آپ کو ایک
دینار بھی ادا نہیں کروں گا۔

اس خط کو لے کر روم کے ساتوں پادری دربارِ خلافت میں پہنچ گئے۔

خط کا مضمون پڑھ کر شدتِ غضب سے ہارون رشید کے چہرے کا رنگ ہی تبدیل ہو گیا۔ یہ تو عہد کی خلاف ورزی ہے ہارون رشید نے غصے سے کہا۔

ہارون رشید روم کے بادشاہ کا منصوبہ سمجھ چکا تھا کہ روم کا بادشاہ اصل میں جزیہ سے فرار چاہتا ہے۔

ہارون رشید مسلمان بادشاہ تھا اس نے اس چیلنج کو قبول کر لیا اور مناظرے کے لیے دن مقرر کر دیا۔

ایک طرف پادریوں کی جماعت بیٹھی تھی دوسری جانب عالمِ اسلام کے نامور علماء تشریف فرما تھے۔

پورا دن دلائل دیتے ہوئے گزر گیا مگر سارے دن کے بعد بھی کوئی نتیجہ نہ نکل سکا۔

دوسرے دن بھی اسی طرح محفل مناظرہ جمی رہی لیکن نتیجہ کچھ نہیں آیا اسی طرح کئی دن گزر گئے لیکن اس بحث کا کوئی نتیجہ نہ نکل سکا۔

اس موقع پر اہلِ عراق کو امام محمد حسن شیبانی بہت یاد آئے آپ اکثر مناظروں میں فریق مخالف کو لاجواب کر دیتے تھے۔

آخر ایک دن تو ایک شخص نے دربار میں کہہ ہی دیا کہ آج اگر امام محمد زندہ ہوتے تو یہ لوگ کب کے قائل ہو چکے ہوتے۔

Marfat.com

توکیاامام محمد کے بعد دنیائے اسلام میں کوئی اور شخص نہیں کہ جو ان پادریوں کو جواب دے سکے؟ ہارون رشید نے کہا۔

ہارون رشید کو رومی پادریوں کے سامنے سخت ندامت محسوس ہو رہی تھی۔

نہیں جب تک امام شافعی زندہ ہیں اس وقت تک امیر المؤمنین آپ کو پریشان ہونے کی ضرورت نہیں۔ایک عالم دین نے سرِ دربار کہا۔

کہاں ہیں شافعی؟ ہارون رشید نے بے چین ہو کر پوچھا

مجلس مناظرہ دوسرے دن تک کے لیے ملتوی کر دی گئی۔

پادریوں کی جماعت بڑی مطمئن نظر آ رہی تھی ان کا منصوبہ کامیابی کے قریب پہنچ چکا تھا۔

لیکن امام شافعی کا نام سن کر وہ کچھ پریشان ہو گئے تھے انہوں نے امام شافعی کو کبھی دیکھا تو تھا نہیں لیکن جس طرح دربار میں ان کا نام لیا گیا تھا اس سے یہ اندازہ ہوتا تھا کہ یہ مسلمانوں کے بہت بڑے عالم ہوں گے۔

پھر ان پادریوں نے خود کو تسلی دیتے ہوئے کہا: جب ہم نے ہٹ دھرمی کو ہی اپنا وطیرہ بنا رکھا ہے تو پھر امام شافعی بھی ہم سے کیسے جیت پائیں گے؟

دوسرے دن دربارِ خلافت میں مناظرے کے لیے تمام پادری اور علماء جمع تھے امام شافعی کا انتظار ہو رہا تھا۔

کیاامام شافعی کو اطلاع پہنچا دی گئی ہے؟ ہارون رشید نے ایک درباری سے پوچھا:

Marfat.com

اس درباری نے کہا: جی ہاں! امام شافعی امیر المؤمنین کے حکم سے باخبر ہو چکے ہیں اور اب بس آتے ہی ہوں گے۔

اتنے میں امام شافعی دربار میں تشریف لے آئے آپ کے چہرے پر موجود نور اور عالمانہ شان دیکھ کران پادریوں پر ایک رعب طاری ہو گیا وہ پادری آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے یہ یقیناً مسلمانوں کا بڑا عالم اور امام ہے۔

ابھی پادریوں کی کاناپھوسی جاری تھی کہ امام شافعی نے ہارون رشید سے کہا:

امیر المؤمنین! میرا مناظرے کا طریقہ کار ذرا مختلف ہے اگر یہ پادری صاحبان اس پر متفق ہوں کہ دریائے دجلہ کے کنارے مناظرہ ہو تو معلوم ہو جائے گا کہ حق پر کون ہے؟اور کون باطل پرست ہے؟

ہارون رشید سمیت تمام اہلِ دربار حیرت زدہ تھے کہ امام شافعی نے مناظرہ کے لیے یہ کیسی شرط رکھی ہے۔

پادریوں کو تو ہر حال میں مناظرہ کرنا تھا وہ دریائے دجلہ کا کنارہ ہو یا شاہی دربار انہیں کیا فرق پڑتا تھا۔انہوں نے کہا کہ ہم دریائے دجلہ کے کنارے بھی مناظرہ کرلیں گے۔

تمام علماء، پادری اور خود ہارون رشید سب دریائے دجلہ کے کنارے جمع ہو گئے۔

امام شافعی بھی پہنچ گئے، پادریوں نے مناظرہ شروع کرنے کے لیے ہارون رشید سے اجازت مانگی۔

ہارون رشید نے ایک نظر امام شافعی کی جانب دیکھا۔

امام شافعی نے عیسائی پادریوں سے کہا:

Marfat.com

اے عیسائی پادریو! حق تو ظاہر ہو چکا ہے مگر تمہارے دلوں میں جو ٹیڑھ ہے اس کی وجہ سے تم نے جان بوجھ کر حق سے آنکھیں بند کر لی ہیں۔ تمہیں سیدنا عیسیٰ علیہ السلام نے بتایا تھا کہ آخری زمانے میں ایک پیغمبر کا ظہور ہو گا اس آخری نبی کا نام فارقلیط ہو گا تم ضرور ضرور اس پر ایمان لانا اور اس نبی کی تعظیم اور توقیر کرنا اس کی مدد کرنا۔

مگر تم نے اپنی کتابوں سے ان آیات کو ہی چن چن کر نکال دیا، تم نے کلام الہی کے ان اوراق کو ہی پھاڑ ڈالا جن میں پیغمبر اسلام کا نام فارقلیط بتایا گیا تھا۔ یہ تھی تمہاری بدترین خیانت جو تم نے خدا کے کلام میں کی تھی۔

سارے مجمع ہمہ تن گوش سُن رہا تھا پھر امام نے آنکھیں بند کر لی۔

کچھ دیر بعد آنکھوں کو کھولا اور عیسائی پادریوں سے مخاطب ہو کر کہا:

آیئے! میں آپ کو دریائے دجلہ کے بہتے ہوئے پانی پر مناظرے کی دعوت دیتا ہوں۔

امام شافعی نے اپنا رومال جو آپ اپنے کندھے پر ڈال کر رکھتے تھے اور ضرورت کے وقت اس کو مصلی بھی بنا لیتے تھے اپنے کندھے سے اتارا اور دریائے دجلہ کے بہتے ہوئے پانی پر بچھا دیا۔

ہارون رشید سمیت تمام درباری، پادری، علماء عوام سب حیران تھے اور دیکھ رہے تھے کہ دریائے دجلہ کی موجیں اپنی آب و تاب کے ساتھ رواں دواں ہیں لیکن امام شافعی کا مصلی مکمل طور پر خشک ہے۔

امام شافعی نے عیسائی پادریوں سے کہا:

Marfat.com

اہل روم! آؤ میری طرف یہاں آکر مجھ سے مناظرہ کرو اہل یقین کے لیے زمین ہو یا ہوا، آگ ہو یا پانی سب برابر ہیں۔

عیسائی پادری حیرت کا بُت بنے ہوئے تھے انہیں اپنی آنکھوں پر یقین ہی نہیں آرہا تھا بار بار وہ اپنی انگلیوں کو دانتوں سے کاٹ رہے تھے۔

آخر کار عیسائی پادریوں کو یقین آہی گیا کہ آپ پانی کے اوپر ہی کھڑے ہیں۔

امام شافعی نے دوبارہ رومی پادریوں کو بلایا آؤ! ادھر آؤ! تم آخر کیوں نہیں آتے؟

امام ہم اس قابل نہیں ہیں رومی پادری چیخ رہے تھے بے شک ہم گمراہی میں تھے، حق سے دور تھے، باطل پرستوں کے ساتھ تھے ہمیں اندھیروں نے اپنا اسیر بنا رکھا تھا خدارا ہمیں ان اندھیروں سے نجات دو آج ہم ان تمام عقائد اور نظریات سے توبہ کرتے ہیں جن پر ہم پہلے تھے۔

ہم اسلام قبول کرتے ہیں پھر روم کے ان تمام پادریوں نے جن کا پوری دنیائے عیسائیت میں ثانی نہیں تھا اسلام قبول کر لیا۔

بادشاہِ روم کو جب ان پادریوں کے قبول اسلام کی خبر ملی تو روم کے بادشاہ نے کہا اگر مسلمانوں کا وہ امام یہاں آجاتا تو روم کے در و دیوار بھی محمد عربی کا کلمہ پڑھ رہے ہوتے۔

تو دانیال بیٹا یہ تھی مسلمانوں کی شان دادا جان نے واقعہ مکمل کیا اور پھر کچھ عرصے کے بعد امام شافعی کا وصال ہو گیا۔

وہ کیسے؟ دادا جان! دانیال نے بے چینی سے پوچھا۔

وصال

بیٹا جو شخص اس دنیا میں پیدا ہوا وہ مرے گا ضرور اور یہ دنیا فانی ہے ایک نہ ایک دن تو سب کو جانا ہے۔

ایک دن آپ درس دے کر اپنی نشست سے اٹھے ہی تھے کہ چند فسادیوں نے آپ پر حملہ کر دیا۔

آپ کا سفید لباس خون سے سرخ ہو چکا تھا خون بہت زیادہ بہہ چکا تھا۔

مصر کے طبیب آپ کا علاج کر رہے تھے مگر خون بہت زیادہ بہہ جانے کی وجہ سے تمام تدبیریں بے سود نظر آ رہی تھیں۔

بالآخر آپ ۳۰ رجب ۲۰۴ھ کو انتقال فرما گئے آپ کا مزار مبارک مصر میں موجود ہے۔

Marfat.com

امام احمد بن حنبل

۱۶۴ھ ۲۴۱ھ

امام احمد بن حنبل

بہو! ذرا دانیال کو میرے پاس بھیجنا عبید میاں کو ایک ای میل بھیجنی ہے۔ دادا جان نے دانیال کی مما سے کہا۔

دانیال بیٹا! کہاں ہو آپ؟ دادا جان بلا رہے ہیں۔ دانیال کی مما نے دانیال کو آواز دی۔

جی مما آیا یہاں لان میں پودوں کو پانی دے رہا ہوں۔ دانیال نے لان میں پودوں کو پانی دیتے ہوئے جواب دیا۔

جی دادا جان! تھوڑی ہی دیر میں دانیال دادا جان کے سامنے کھڑا تھا۔

دانیال بیٹا ! یہ خط میں نے تمہارے چاچا عبید حسین کے لیے لکھا ہے تم اس کو پڑھ لو اور اس کو ٹائپ کر کے چاچا کو ای میل کر دو۔ دادا جان نے خط دانیال کے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا

دانیال نے خط لیا اور ٹائپ کرنے کے لیے کمپیوٹر کے سامنے بیٹھ گیا۔

کمپیوٹر کھولنے کے بعد معلوم ہوا کہ انٹرنیٹ نہیں چل رہا خیر انٹرنیٹ ڈیوائس کو ری سیٹ کیا تو انٹرنیٹ چل پڑا۔

دانیال نے اپنی آئی ڈی اور پاس ورڈ ڈال کر اپنا ای میل اکاؤنٹ کھولا اور دادا جان کا دیا ہوا خط ٹائپ کرنے بیٹھ گیا۔

برخوردار! السلامُ علیکم

اللہ تعالٰی تمہیں اچھا رکھے امید ہے کہ تم خیریت سے ہو گے اور ذوق و شوق کے ساتھ تعلیم حاصل کرنے میں مصروفِ عمل ہو گے۔

بیٹا! دیارِ غیر میں تمہارا یہ وقت بہت قیمتی ہے زیادہ سے زیادہ وقت پڑھائی کو دینا ایک لمحہ بھی ضائع نہیں کرنا۔ اساتذہ کا ہمیشہ ادب کرنا اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا کہ علم ادب ہی سے آتا ہے۔

معروف قول ہے۔

"با ادب بانصیب بے ادب بدنصیب"

بیٹا! زندگی بہت مختصر ہے اور یہ بات ہمیشہ یاد رکھنا ایک دن اللہ تعالٰی کے حضور حاضر ہونا ہے۔

اپنی تمام تر صلاحیتوں کے ساتھ خود کو دین اسلام کی تبلیغ کے لیے مصروف رکھنا۔
ایک اور بات یاد رکھنا جو علم تم حاصل کر رہے ہو وہ صرف اللہ اور اس کے رسول کی رضا ہی کے لیے حاصل کر رہے ہو۔

برخوردار!

میں نے تمہیں مصر جاتے ہوئے بھی نصیحت کی تھی کہ ہمیشہ سچ بولنا چاہے تمہاری جان ہی کیوں نہ چلی جائے۔

عالمِ دین کا منصب کوئی معمولی بات نہیں۔

تمہارے کاندھوں پر اسلام کی تبلیغ کا وہی بار ہے جس کے لیے ماضی میں امام اعظم کو زہر کا پیالہ پینا پڑا۔۔۔ امام مالک کو سرِ عام کوڑے مارے گئے۔۔۔ امام شافعی کو زنجیروں میں جکڑ کر مکہ سے بغداد لے جایا گیا۔

عبید بیٹا!

یہ صرف چند واقعات نہیں بلکہ عالم اسلام کی تاریخ فرزندانِ اسلام کے سنہری واقعات سے بھری پڑی ہے۔

آج میں تمہیں امام احمد بن حنبل کا تاریخی واقعہ یاد دلانا چاہتا ہوں۔

تم جانتے ہی ہو امام احمد بن حنبل مسلمانوں کے بہت بڑے امام گزرے ہیں اور مسلمانوں کی ایک جماعت امام احمد بن حنبل کی مقلد ہے۔

Marfat.com

میں آج تمہیں مسلمانوں کے اس جلیل القدر امام کے بارے میں یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہوں نے اسلام کی راہ میں کس قدر تکالیف برداشت کیں انہیں کس طرح سے ستایا گیا مگر انہوں نے ہمیشہ کلمہ ُحق ہی بلند کیا۔

تمہیں کل میدانِ حشر میں نبی کریم ﷺ کے سامنے کھڑا ہونا ہے، صحابہ کرام کی جماعت کے سامنے جانا ہے اور اسلام کے لیے جان دینے والے مجاہدین جنہوں نے اسلام کے لیے جامِ شہادت نوش کیا وہ تم سے یہ سوال کر رہے ہوں گے

نہ اِدھر اُدھر کی تو بات کر یہ بتا کہ قافلہ کیوں لٹا

مجھے رہزنوں سے غرض نہیں تیری رہبری کا سوال ہے

برخوردار! یہ اس وقت کی بات ہے جب بغداد میں معتصم باللہ کی حکومت تھی اور معتصم باللہ یونانی فلسفہ سے بہت متاثر ہو چکا تھا۔

اس وقت عالمِ اسلام میں ایک نیا فتنہ خلقِ قرآن اپنے عروج پر پہنچ چکا تھا ان فتنہ پردازوں کا یہ کہنا تھا کہ قرآن اللہ کی مخلوق ہے جب کہ صحیح عقیدہ یہ تھا کہ قرآن اللہ تعالیٰ کا کلام ہے۔

نام نہاد روشن خیال مفکر اس نظریئے کی اشاعت میں خوب مصروفِ عمل تھے اور لوگ بھی اس نظریئے کو قبول کر رہے تھے اور جو لوگ اس نظریئے کو قبول نہیں کرتے ان پر سرکاری اہلکار ظلم و تشدد کرتے ان کے پاس کوئی اور راستہ نہیں تھا تلوار کے ذریعے سے یہ عقیدہ لوگوں پر مسلط کیا جا رہا تھا۔

Marfat.com

بعض کمزور دل علماء عزیمت کی راہ چھوڑ کر رخصت کی راہ اپنا رہے تھے معتصم باللہ نے عام حکم دے دیا تھا کہ جو شخص قرآن کو مخلوق نہ مانے اسے گرفتار کر لیا جائے۔

ریاستی مشنری اس باطل عقیدے کی ترویج واشاعت کے لیے پیش پیش تھی۔

معتصم باللہ کو جب معلوم ہوا کہ امام احمد بن حنبل نے اس باطل عقیدے کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے تو اس نے حکم دیا کہ احمد بن حنبل کو گرفتار کر لیا جائے اور زنجیروں میں جکڑ کر دربار میں پیش کیا جائے۔

سرکاری سپاہیوں نے حکم کی تعمیل کی اور امام احمد بن حنبل کو زنجیروں میں جکڑ کر دربار خلافت میں پیش کرنے کے لیے لے جانے لگے۔

ابھی آپ راستے ہی میں تھے ایک بدنام زمانہ چور ابو الہیثم کو بھی سپاہی پکڑ کر لے جا رہے تھے۔

ابو الہیثم نے جب امام احمد بن حنبل کو زنجیروں میں جکڑے ہوئے دیکھا تو اس نے سپاہیوں سے کہا: ایک منٹ رک جاؤ! میں اس نئے قیدی سے کچھ بات کرنا چاہتا ہوں سپاہی رک گئے ابو الہیثم امام احمد بن حنبل کے قریب آیا اور کہا:

آپ مجھے جانتے ہیں یا نہیں مجھے نہیں معلوم۔ میں بغداد کا مشہور ڈاکو ابو الہیثم ہوں میری پیٹھ پر کوڑوں کے ان گنت نشانات ہیں۔

چوری کرنے کے جرم میں میرا ہاتھ کاٹ دیا گیا اور میں ساری دنیا کے سامنے نشانِ عبرت بنا دیا گیا۔ لیکن میں چوری سے باز نہیں آیا۔ دوبارہ چوری کی اور میرا دوسرا ہاتھ بھی کاٹ دیا گیا مگر میں نے اعترافِ جرم نہیں کیا اور اس وقت بھی میری خواہش ہے کہ

Marfat.com

میں کوئی چوری کروں اور میرے پاؤں بھی کاٹ دیئے جائیں میں نے سزا کے خوف سے چوری کی خواہش کو نہیں چھوڑا۔

لیکن یہ سب کچھ نفس کی خاطر تھا اور میں نے صرف اپنی ذات کو خسارے میں ڈالا کسی اور کو نہیں

لیکن یہ یاد رکھیئے گا!

آپ کی معمولی لغزش ساری دنیا کو تباہ کر ڈالے گی اور آپ کا کلمۂ حق بلند کرنا اللہ تعالی کی رضا کے لیے ہے تو خلیفہ کے عتاب کے ڈر سے آپ حق کہنا نہ چھوڑ دیجیے گا۔

ابھی ابوالہیثم کی بات ختم بھی نہیں ہوئی تھی کہ سپاہیوں نے آپ کو اپنی جانب کھینچ لیا اور دربارِ خلافت زنجیروں سے جھنکار سے بج اٹھا۔

آپ زنجیروں میں جکڑے ہوئے دربارِ خلافت میں موجود تھے سامنے خلیفہ معتصم باللہ براجمان تھا۔

تم قرآن کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ قرآن مخلوق ہے یا نہیں؟

خلیفہ کی آواز دربار میں گونجی۔

خالق کا کلام۔ مخلوق کس طرح ہو سکتا ہے؟ امام احمد بن حنبل نے خلیفہ سے الٹا سوال کر ڈالا۔

خلیفہ کے دربار میں اس وقت بہت سارے علماء موجود تھے جو مجبوراً اس نظریئے کو مان چکے تھے۔

معتصم باللہ نے ان کی جانب اشارہ کر کے کہا یہ سب بھی علماء ہیں علم و فضل میں ان کا بھی نمایاں مقام ہے یہ سب تو اس عقیدے کو تسلیم کر چکے ہیں۔

اور آج اسی وجہ سے دربار میں آراستہ اور قیمتی کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ اگر تم بھی قرآن کو مخلوق تسلیم کر لو تو ان سب سے بڑا اور بلند مقام تمہیں بھی مل سکتا ہے۔

میں کسی کے قول کا ذمہ دار نہیں ہوں میں بس اتنا جانتا ہوں کہ قرآن مخلوق نہیں ہے۔ امام احمد بن حنبل نے دوٹوک الفاظ میں کہا۔

اگر تم قرآن کو مخلوق تسلیم کر لو تو میں اپنے ہاتھوں سے تمہارے پاؤں کی بیڑیاں کاٹوں گا۔ اور خلافت عباسیہ کی تم سب سے معتبر شخصیت بن جاؤ گے۔

حاکم وقت نے اسلام کے اس عظیم درویش کو اپنی دانست میں سب سے بڑی پیش کش کی۔

لیکن اس درویش کے چہرے پر ایک پر سکون مسکراہٹ تھی۔ حاکم وقت اس مسکراہٹ پر بری طرح جل اٹھا جلادوں کا تازہ دم دستہ موجود تھا۔

خلیفہ نے حکم دیا کہ احمد بن حنبل کی پیٹھ پر پوری طاقت سے کوڑے مارے جائیں۔

جلاد پوری طاقت سے امام احمد بن حنبل کی ننگی پیٹھ پر کوڑے برسا رہا تھا۔

برخوردار!

یہ کوڑے اس قدر شدت کے ساتھ برسائے جا رہے تھے کہ اگر کسی ہاتھی کو بھی مارے جاتے تو وہ بے ہوش ہو جاتا۔

خلیفہ اقتدار کے نشے میں مست یہ سوچ رہا تھا کہ یہ درس و تدریس سے وابستہ شخص پہلے ہی کوڑے پر ہتھیار ڈال کر کے باطل نظریئے کو قبول کر لے گا۔ مگر یہ وہ شخصیت تھی کہ جو دینِ اسلام کے پاسبان تھے۔

کوڑوں کی شدت میں اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ امام احمد بن حنبل شدتِ تکلیف سے بے ہوش ہو چکے تھے۔

جب ہوش آیا تو جلادوں نے مشقِ ستم کو دوبارہ اور تیز کر دیا۔

کچھ دیر بعد امام احمد بن حنبل دوبارہ بے ہوش ہو گئے جب ہوش میں آئے تو آپ کو پانی کا گلاس پیش کیا گیا۔

آپ نے فرمایا میں روزے سے ہوں۔

آپ کی استقامت دیکھ کر خلیفہ خوف زدہ ہو گیا آپ کو رہا کرنے کا حکم دیا مگر آپ کو اپنے گھر سے نکلنے کی اجازت نہیں تھی حتّٰی کے آپ مسجد میں باجماعت نماز بھی ادا نہیں کر سکتے تھے۔

میرے پیارے بیٹے ! عالم بن کر علامہ کہلانا برا نہیں ہے، مفتی اعظم کے القابات لگانے پر پابندی نہیں ہے، شیخ الاسلام کے تمغے سینے پر لگانے کی کوئی ممانعت نہیں ہے۔ لیکن اگر ان تمام تمغوں کو سینوں پر لگانے کی خواہش ہے تو پیٹھ پر کوڑے کھانے کا حوصلہ بھی رکھنا۔ زنداں کی قید اور آرائش و آسائش کے کمروں میں بڑا فرق ہوتا ہے۔

برخوردار ! اللہ تعالیٰ تمہیں دنیا اور آخرت کے ہر امتحان میں سرخرو کرے۔

والسلام

Marfat.com

امام احمد بن حنبل کون؟

دانیال خط مکمل ٹائپ کر چکا تھا۔

دادا جان امام احمد بن حنبل کون تھے؟ دانیال نے دادا جان سے پوچھا

بیٹا یہ چاروں آئمہ میں سے ایک ہیں دنیائے اسلام میں اب ان جیسا عالم کبھی پیدا نہیں ہو گا۔

امام احمد بن حنبل بغداد میں ۱۶۴ھ میں پیدا ہوئے

امام احمد بن حنبل کے والد کا نام محمد بن حنبل تھا اور دادا کا نام حنبل بن بلال تھا۔

آپ کے والد اور والدہ دونوں شیبانی قبیلے سے تعلق رکھتے تھے۔

آپ ابھی کمسن ہی تھے کے آپ کے والد کا انتقال ہو گیا اس کے بعد آپ کی پرورش آپ کی والدہ نے کی۔

غربت کا زمانہ تھا لیکن آپ کی والدہ کی بڑی خواہش تھی کہ آپ عالم دین بنیں آپ نے بچپن ہی میں قرآن مجید حفظ کر لیا تھا۔

ابتدائی تعلیم حاصل کرنے کے بعد آپ نے امامِ علم حدیث کی جانب رخ کیا اور امام اعظم ابو حنیفہ کے شاگرد امام ابو یوسف کی درس گاہ میں پہنچے۔

علم حدیث کا پہلا سبق امام ابو یوسف سے ہی آپ نے لیا تھا پھر آپ مسلسل دیگر علماء سے بھی علم حاصل کرتے رہے۔

Marfat.com

مخبری

رات کے دس بج رہے تھے سخت سردی میں ہر طرف سناٹے کا راج تھا۔اور اس سرد رات میں ہر شخص اپنے گرم بستروں میں سونے کی تیاری کر رہا تھا۔

اچانک دروازے پر بہت تیز دستک کی آواز سنائی دی کوئی زور زور سے دروازہ پیٹ رہا تھا۔دانیال کی آنکھ اس دستک سے کھل گئی۔

گھر کے دیگر لوگ بھی اپنے اپنے کمروں سے باہر آ گئے۔

دانیال کے والد سالم صاحب نے باہر جا کر دروازہ کھولا تو دروازے کے سامنے پولیس کھڑی تھی۔

پولیس س س۔۔۔۔۔۔دانیال کے منہ سے بے اختیار نکلا۔

اللہ خیر !!!!دانیال کی مما نے پولیس والوں کو دیکھ کر کہا

آپ کا نام سالم ہے؟پولیس اہلکار نے دانیال کے والد سے پوچھا

جی ہاں !میرا نام سالم ہے ؟دانیال کے والد نے پولیس والوں کی جانب سوالیہ نظروں سے دیکھتے ہوئے کہا۔

آپ کو ہمارے ساتھ اسی وقت تھانے چلنا ہوگا۔پولیس اہلکار نے کہا

Marfat.com

لیکن کیوں؟ سالم صاحب نے احتجاج کرتے ہوئے کہا

یہ تو آپ کو تھانے جا کر ہی معلوم ہو گا۔ ایک سپاہی نے کہا۔

بھئی یہ رات گئے کسی شریف شہری کو یوں تنگ کرنا کہاں کا قانون ہے؟ دادا جان بھی جاگ چکے تھے اور پولیس والوں پر ناراض ہو رہے تھے۔

اچھا میں کپڑے تبدیل کر کے آتا ہوں۔ سالم صاحب نے پولیس والوں کو جواب دیا

سالم صاحب کی فیملی پورے محلے میں ایک آئیڈیل فیملی تھی دین دار صوم و صلوۃ کے پابند کسی بھی قسم کے لڑائی جھگڑے میں نہیں پڑتے تھے۔

خیر سالم صاحب پولیس والوں کے ساتھ تھانے پہنچ گئے۔

بھئی سالم صاحب! کسی پولیس اہلکار نے کوئی بد تمیزی تو نہیں کی تھانیدار نے رسماً پوچھا۔ (اس سے بڑھ کر کوئی اور بد تمیزی ہو سکتی ہے کہ رات کو جس انداز میں بلایا گیا ہے سالم صاحب نے دل میں سوچا)

نہیں نہیں انہوں نے میرے ساتھ کوئی بد تمیزی نہیں کی سالم صاحب نے جواب دیا۔

سالم صاحب! ہم نے آپ کو اس وقت اس لیے زحمت دی ہے کہ ہم چاہتے ہیں کہ آپ کے علاقے میں کچھ لوگ بہت زیادہ مشکوک قسم کی سرگرمیوں میں ملوث ہیں آپ کا تعلق تو کسی جماعت سے نہیں ہے اس لیے آپ ہمیں ان کے بارے میں بس آگاہ کرتے رہیے گا۔ تھانیدار نے مکاری سے کہا۔

لیکن یہ کام تو پولیس کا ہے آپ یہ کام شریف شہریوں سے کیوں لینا چاہتے ہیں؟ سالم صاحب نے تھانیدار سے پوچھا:

Marfat.com

سالم صاحب دیکھیے یہ سیاسی لوگ بہت مکار ہوتے ہیں ہمارے مخبروں پر بھی انہیں شک ہو ہی جاتا ہے آپ برسوں سے اس محلے میں رہ رہے ہیں آپ پر کوئی شک نہیں کرے گا اور اس طرح ہمیں بالکل پرفیکٹ خبریں بھی مل جایا کریں گی اور آپ کا اثرو رسوخ تھانے میں بڑھ جائے گا۔ اور پھر مستقبل میں کمشنر وغیرہ تک بھی رسائی ہو جائے گی۔

سالم صاحب کو تھانیدار کی بات سن کر شدید غصہ آ رہا تھا۔ ایک تو رات گئے اس طرح گھر سے لے جانا دوسرا اس قدر بےہودہ کام۔

اُف یہ پولیس!!!! ان کی نہ دوستی اچھی نہ دشمنی۔ سالم صاحب نے ایک لمحے کے لیے سوچا۔

جناب تھانیدار صاحب آج کل تو میں اپنے کچھ کاموں میں بہت مصروف ہوں بعد میں آپ کی اس پیشکش پر غور کروں گا۔ سالم صاحب نے تھانیدار کو ٹالا اور گھر آ گئے۔

رات کے 12 بج رہے تھے تمام گھر والے پریشانی کی وجہ سے جاگ رہے تھے۔

خیریت تو تھی بیٹا! دادا جان نے سالم میاں سے پوچھا۔

جی بابا جان! خیریت تھی بس پولیس والے چاہتے تھے کہ میں اپنے علاقے میں ہونے والی سیاسی لوگوں کی مخبری کروں اور پولیس کو خبریں دوں اور وہ مجھے آفر کر رہے تھے کہ اس طرح میرا تھانے میں اثرورسوخ بڑھ جائے گا اور کمشنر تک بھی رسائی ہو جائے گی۔ سالم میاں نے بتایا۔

Marfat.com

میں نے ان سے اپنی مصروفیات کا بہانہ بنالیا کیوں کہ نہ تو پولیس والوں کی دوستی اچھی نہ دشمنی۔

اچھا کیا بیٹا! یہ حاکموں تک شکایات پہنچانے کا عمل بالکل اچھا نہیں اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے.

اور حاکموں تک شکایت لے کر نہ جاؤ

ہمارے بزرگ بھی اس عمل کو اچھا نہیں سمجھتے تھے بعض لوگ تھانے اور حاکموں کے پاس نمایاں رہنے کے لیے اس طرح کی حرکتیں کرتے رہتے ہیں لیکن یہ کوئی اچھا عمل نہیں ہے۔ دادا جان نے سمجھاتے ہوئے کہا۔

امام احمد بن حنبل کے چچا کو اس دور کی حکومت میں تھوڑا بہت اثر ورسوخ حاصل تھا۔ حکام بالا کو تازہ ترین حالات سے باخبر رکھتے ان کی یہی ذمہ داری تھی۔

یہ امام احمد بن حنبل کے بچپن کا واقعہ ہے، آپ اس طرح کے کاموں کو ناپسندیدگی کی نگاہ سے دیکھتے تھے۔

ایک دن حاکم نے آپ کے چچا سے کہا کہ تم نے کل کی خبریں کیوں نہیں بھیجی مجھے امیر المؤمنین کو ایک ایک لمحے کی خبر بھیجنا ہوتی ہے۔

تم نے یہ کل سستی اور غفلت کا مظاہرہ کیوں کیا؟

امام احمد بن حنبل کے چچا نے کہا کہ میں نے کل اپنے بھتیجے احمد بن حنبل کے ہاتھ تمام خبریں بھیج چکا ہوں۔ اور مجھے حیرت ہے کہ یہ خبریں آپ تک کیوں نہیں پہنچی؟

Marfat.com

امام احمد بن حنبل کو بلایا گیا چچا نے کہا: میں نے تمہیں خبریں دینے کے بعد یہ نہیں کہا تھا کہ ان کو حاکم تک پہنچا دو۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا: جی ہاں! آپ نے مجھے خبریں دی تھیں اور یہ بھی کہا تھا کہ انہیں حاکم تک پہنچا آؤ۔

پھر تم نے وہ خبریں حاکم تک کیوں نہیں پہنچائیں؟ چچا نے ناراض ہوتے ہوئے احمد بن حنبل سے کہا۔

کہاں ہیں وہ خبریں؟ چچا نے احمد بن حنبل سے پوچھا۔

میں نے ان خبروں کو پانی میں پھینک دیا جیسے وہ انتہائی فضول قسم کی چیز ہوں۔

چچا اور حاکم آپ کی اس بے باکی پر حیران رہ گئے

یہ ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے کہ وہ حاکموں کو خبر پہنچانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

اچھا بچو! اب سونے کی تیاری کرو بہت رات ہو گئی دادا جان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

کہاں ہیں وہ خبریں؟ چچا نے احمد بن حنبل سے پوچھا۔

میں نے ان خبروں کو پانی میں پھینک دیا جیسے وہ انتہائی فضول قسم کی چیز ہوں۔

چچا اور حاکم آپ کی اس بے باکی پر حیران رہ گئے

یہ ہمارے اسلاف کا طریقہ ہے کہ وہ حاکموں کو خبر پہنچانے کو پسند نہیں کرتے تھے۔

اچھا بچو! اب سونے کی تیاری کرو بہت رات ہو گئی دادا جان نے کھڑے ہوتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

تقویٰ

امام صاحب ! کیا مسجد کی لائیٹ آ رہی ہے ؟ اشتیاق صاحب نے امام صاحب سے معلوم کیا۔

ہاں بھئی آ رہی ہے۔ امام صاحب نے جواب دیا

بس مجھے دو جوڑے استری کرنے تھے کیا آپ کے حجرہ میں جا کر کرلوں ؟ امام صاحب کے پڑوسی اشتیاق صاحب نے امام صاحب سے پوچھا۔

ہاں ! ہاں ! بھئی کرلیں آ کر آپ کو کون منع کر سکتا ہے۔ امام صاحب نے جواب دیا۔

مسجد سے متصل ایک مکان میں امام صاحب کی رہائش تھی جو کہ مسجد انتظامیہ نے انہیں رہنے کے لیے دیا ہوا تھا۔

لیکن بھائی صاحب ! کیا مسجد کی بجلی سے استری کرنا آپ کے لیے جائز ہے ؟ مسجد کے ایک نمازی نے اشتیاق صاحب سے پوچھا۔

کیوں بھئی کیوں جائز نہیں ہے ؟ جب امام صاحب مسجد کی بجلی سے کپڑے استری کر سکتے ہیں تو میں کیوں نہیں کر سکتا ؟ اشتیاق صاحب نے اپنی دلیل دیتے ہوئے کہا۔

پیش امام صاحب کو تو یہ سہولت مسجد انتظامیہ نے دی ہوئی ہے اور پھر بجلی کا بل مسجد انتظامیہ بھرتی ہے اور وہ کس قدر محنت سے چندہ جمع کرتے ہیں اور اس ذمہ داری کو نبھاتے ہیں آپ کو تو اس کا احساس بھی نہیں ہو سکتا۔

Marfat.com

بہر حال میری عرض یہ ہے اشتیاق صاحب مسجد کی بجلی استعمال کرنا جائز نہیں ہے سوائے اس کے کہ آپ وہاں نماز پڑھ رہے ہوں۔ مسجد کے نمازی نے اشتیاق صاحب کو نرمی سے سمجھاتے ہوئے اشتیاق صاحب کی اصلاح کی۔

یہ کیا بات ہوئی؟ اشتیاق صاحب نے تنگ کر کہا۔

آپ امام صاحب سے معلوم کر لیجیے کہ یہ استری کرنا آپ کے لیے جائز ہے یا نہیں دوسرے پڑوسی نے جواب دیا۔

بھئی امام صاحب نے تو خود کہا ہے کہ کر لو کیا امام صاحب نے غلط کہا؟۔ اشتیاق صاحب نے کہا۔

اشتیاق صاحب! اگر امام صاحب نے بھی آپ کو اجازت دی تو غلط دی انہیں آپ کو اجازت دینے کا کوئی حق ہی نہیں۔ نمازی نے دوٹوک الفاظ میں کہا۔

امام صاحب نمازی کی بات سن کر شرمندہ ہو گئے اور اشتیاق صاحب کی جانب دیکھ کر کہنے لگے یہ بالکل درست فرما رہے ہیں مجھے اس کی اجازت نہیں کہ میں آپ کو استری یا مسجد کی کسی چیز کو استعمال کرنے کی اجازت دوں۔ امام صاحب نے ندامت کے ساتھ کہا۔

ارے امام صاحب ! آپ بھی ان کی باتوں میں آ گئے مجھے نہیں کرنی استری وستری اشتیاق صاحب ناراض ہو کر اپنے گھر چلے گئے۔ دانیال کے بابا جان یہ سارا منظر دیکھ رہے تھے۔

Marfat.com

رات کو عشاء کی نماز کے بعد مسجد میں امام احمد بن حنبل کا یوم منایا جارہا تھا۔ علامہ رومی صاحب مہمان مقرر کے طور پر مسجد میں تشریف لائے ہوئے تھے۔

علامہ رومی صاحب نے امام احمد بن حنبل کی شخصیت ان کی خدمات اور ان کی عادات وغیرہ کے بارے میں لوگوں کو بتایا اور بتایا کہ امام احمد بن حنبل کا تقویٰ کیسا تھا؟

ایک دن خادم نے آپ کو روٹی پیش کی آپ نے محسوس کیا کہ روٹی بہت نرم ہے۔

امام احمد بن حنبل نے پوچھا: آج یہ روٹی اتنی نرم کیوں ہے؟ میں نے اپنی ساری زندگی میں اتنی نرم روٹی استعمال نہیں کی۔

خادم نے عرض کیا:

حضرت آپ کو ایک زمانہ گزر گیا سخت اور خشک روٹیاں کھاتے کھاتے مجھ سے دیکھا نہیں جاتا تھا آج میں اس آٹے میں آپ کے صاحبزادے کے گھر سے تھوڑا خمیر لے کر اس آٹے میں ملادیا ہے۔

امام احمد بن حنبل نے جب یہ سُنا تو خادم سے کہا کہ اللہ تعالیٰ تمہیں جزائے خیر دے کہ تم نے میرا اتنا خیال کیا۔

تمہارا جذبہ محبت اپنی جگہ مگر یہ روٹیاں میرے لیے استعمال کرنا درست نہیں ہیں کیوں کہ آپ کے صاحبزادے اس وقت اصفہان کے قاضی تھے۔

امام احمد بن حنبل کے صاحبزادے کوئی معمولی آدمی نہیں تھے بہت متقی وپرہیزگار عالم دین تھے دن کو روزہ رکھتے اور رات کو جاگ کر عبادت کرتے صرف دن میں دو گھنٹے سویا کرتے تھے۔

ضرورت مندوں کی ضرورت پوری کرتے اور ہر سائل کے لیے دروازہ ہر وقت کھلا رکھتے تھے۔

میرا یہ خیال ہے کہ امام احمد بن حنبل نے شاید اس وجہ سے اس روٹی کو قبول نہیں کیا کہ وہ بیت المال کے وظیفے سے آتی تھی۔ واللہ اعلم

یہ زہد و تقویٰ تھا امام احمد بن حنبل کا

خادم نے ان روٹیوں کو دریائے دجلہ میں ڈال دیا تو آپ نے کئی سال تک دریائے دجلہ کی مچھلی نہیں کھائی محض اس خیال سے کہ کہیں وہ روٹیاں مچھلیوں کی غذا نہ بن گئی ہو۔

یہ تھا امام احمد بن حنبل کا تقویٰ و پرہیز گاری مگر آج ہم دیکھتے ہیں لوگ مسجد سے پانی کی بڑی بڑی بوتلیں بھر کر لے جاتے ہیں۔ کوئی مسجد کی بجلی سے بلب جلا رہا ہے تو کوئی امام مسجد کے حجرہ میں آکر کپڑے استری کر رہا ہے اور تو اور یہ بھی دیکھنے میں آیا کہ امام صاحب کے ہی مہمان گاؤں سے آئے شہر میں نوکری کر رہے ہیں اور رہائش انہوں نے امام صاحب کے ساتھ اختیار کی ہوئی ہے نہ مسجد انتظامیہ کو بتایا نہ اجازت لی اور مسجد کی بجلی، پانی، گیس خوب مزے سے استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ یہ ان کے لیے جائز نہیں ہے اور پیش امام صاحب کی بھی یہ ذمہ داری ہے کہ وہ اس طرح بجلی کو ضائع نہ ہونے دیں یہ امانت میں خیانت کے مترادف ہے۔

بعض اوقات تو یہ تک دیکھنے میں آیا کہ مسجد کے پیش امام صاحب ہی پنکھا چلتا چھوڑ آئے ہیں کمرے کے بلب دن میں بھی روشن ہیں میں مساجد کے آئمہ سے بھی کہنا چاہتا ہوں آپ ہمارے امام ہیں آپ کا کردار ایسا ہونا چاہیے جیسا امام احمد بن حنبل کا تھا۔

Marfat.com

علامہ رومی صاحب نے اپنی تقریر مکمل کی اور دعائے خیر کے بعد روانہ ہو گئے۔

دانیال کے والد سالم میاں نے ساری بات رات کو دانیال کے دادا جان کے گوش گزار کرتے ہوئے کہا:

بابا جان! آخر ہماری مساجد کے آئمہ کرام کے ساتھ یہ معاملہ کیوں ہے؟

دیکھو سالم میاں!

بات سیدھی سی ہے ہمارے یہاں جو بچہ ذہین ہوتا ہے ہم کہتے ہیں اس کو ہم انجینئر یا ڈاکٹر بنائیں گے اور جو بچہ کند ذہن ہوتا ہے ہم کہتے ہیں اس کو مولوی بنا دو کچھ نہ کچھ تو دال روٹی کا انتظام ہو ہی جائے گا۔

جب معاشرے کا ناکارہ ترین حصہ (سوائے چند لوگوں کے) علم دین حاصل کرنے کے لیے رہ جائے تو پھر خود سوچ لو کیا حال ہو گا۔ دادا جان نے گہرے دکھ کے ساتھ کہا

بابا جان!

ایک اور معاملہ بھی ہے کہ امامت اور خطابت میں دلکشی بھی تو نہیں ہے ہم چاہتے ہیں کہ سات آٹھ ہزار میں ایک ایسا فُل ٹائم مولوی ہمیں مل جائے جو پانچ وقت کی نماز بھی پڑھائے بچوں کو سپارہ بھی پڑھائے، جمعہ کی تقریریں بھی کرے اور لوگوں کا جنازہ بھی پڑھائے تو اس صورت حال میں لوگ کیوں اپنے بچوں کو اس طرف بھیجیں گے۔ سالم صاحب نے دل کی بھڑاس نکالتے ہوئے کہا۔

ہاں بیٹا! تم صحیح کہہ رہے ہو گزشتہ دنوں انڈیا کے ایک رسالہ میں ایک اشتہار چھپا ۴۵ ہزار تنخواہ رہائش کے لیے بنگلہ اور دیگر مراعات لیکن انہیں ایک ایسا عالم دین چاہیے تھا

جو حافظ بھی ہو قاری بھی اور عربی انگریزی پر مکمل گرفت رکھتا ہو عالمی حالات بھی اس کے پیش نظر ہوں۔

جب یہ فوائد سامنے آئیں گے تو لوگ اپنے بچوں کو علمِ دین کی طرف لازمی بھیجیں گے ہمیں اس طرف بہت سنجیدگی کے ساتھ سوچنا ہوگا۔

ابھی تو بس یہ معاملہ ہے کہ مولوی صاحب کو اردو بھی نہیں آتی لکھنے پڑھنے میں مہارت نہیں لیکن قرآن حافظ ہیں مسجد میں پیش امام کی نوکری مل جاتی ہے، اسلامی مہینے کے لحاظ سے انہوں نے کچھ تقاریر رٹی ہوئی ہوتی ہیں بس وہ سُنا دیتے ہیں تو بیٹا! ایسی ہی صورتِ حال ہوگی۔ دادا جان نے افسوس اور کرب کے ساتھ کہا۔

خودداری

مجھے اچھا والا بیگ چاہیے۔ آج دانیال نہ جانے کیوں ضد کر رہا تھا۔ حالانکہ دانیال بہت اچھا بچہ تھا کبھی بھی کسی چیز کے لیے ضد نہیں کرتا تھا مگر آج وہ نئے بیگ کے لیے ضد کر رہا تھا۔

بیٹا! یہ بیگ بہت مہنگا ہے اور آئندہ سال تمہیں پھر نیا بیگ چاہیے ہوگا۔ مما نے دانیال سے خفا ہوتے کہا۔

بس میں نے یہ کہہ دیا کہ مجھے وہی والا بیگ چاہیے ورنہ آپ مجھے بیگ نہ دلائیں میں اسکول نہیں جاؤں گا۔ دانیال نے ضد کرتے ہوئے کہا۔

Marfat.com

دانیال کی مما نے دانیال کا ہاتھ پکڑا اور دانیال کو لے کر مارکیٹ سے باہر آ گئیں۔

گھر پہنچ کر دانیال کے دادا جان سے کہا۔

باباجان! آج دانیال کی وجہ سے مجھے بازار میں مجھے بہت شرمندہ ہونا پڑا اس نے ضد پکڑلی مجھے تو وہی والا بیگ چاہیے۔

باباجان! ایک تو وہ بہت مہنگا بیگ دوسرا پائیدار بھی نہیں تھا ایک سال ہی میں ٹوٹ جاتا اور آئندہ سال یہ حضرت پھر نئے بیگ کی فرمائش کر رہے ہوتے۔دانیال کی مما نے دانیال کی شکایت کرتے ہوئے کہا۔

ارے نہیں بھئی بہو! میرا بیٹا ایسا نہیں ہے ضد تو گندے بچے کرتے ہیں میرا دانیال تو بہت اچھا ہے دادا جان نے دانیال کو اپنے قریب کرتے ہوئے کہا۔

دانیال کی نظریں نیچی تھیں۔

دانیال بیٹا! کیا آپ نے مما سے ضد کی تھی۔دادا جان نے دانیال کی جانب دیکھتے ہوئے کہا۔

جی دادا جان! دانیال نے شرمندہ ہوتے ہوئے کہا

دانیال بیٹا! جو لوگ زندگی میں کامیاب ہوتے ہیں وہ کپڑوں یا بستہ کی وجہ سے کامیاب تھوڑی ہوتے ہیں۔

آؤ! میں تمہیں امام احمد بن حنبل کا ایک بہت اچھا واقعہ سناتا ہوں آپ تو جانتے ہی ہیں کہ امام احمد بن حنبل کتنے بڑے عالم گزرے ہیں کہ اگر آج لوگوں کو ان کے پیروں کی خاک میسر آجائے تو اسے عقیدت سے اٹھا کر آنکھوں سے لگالیں

Marfat.com

انہوں نے تو کبھی بھی بیگ کے لیے ضد نہیں کی بلکہ ان کے پاس تو بہت اچھا لباس بھی نہیں ہوتا تھا۔

امام احمد بن حنبل حضرت سفیان کے پاس تعلیم حاصل کرنے جاتے تھے۔ایک دن امام احمد بن حنبل میں درس میں نہیں پہنچے تو حضرت سفیان نے اپنے خادم سے کہا جاؤ معلوم کرو کہ امام احمد بن حنبل آج کیوں نہیں آئے؟

خادم جب امام احمد بن حنبل کے گھر پہنچا تو دیکھا کہ آپ نے ایک چادر اپنے بدن پر لپیٹی ہوئی ہے

خادم نے حضرت سفیان کا پیغام امام حمد بن حنبل کو دیا۔

امام احمد بن حنبل نے فرمایا میں حاضر تو ہو جاتا مگر میرے پاس بس ایک ہی جوڑا تھا جسے میں نے دھونے کے لیے ڈال رکھا تھا۔اور فی الحال میرے پاس اتنے پیسے بھی نہیں ہیں کہ ایک اور جوڑا بنا سکوں اور اس وقت میں نے ایک کتاب لکھ کر رکھی ہوئی ہے کہ اسے بیچ کر ایک جوڑا بناؤں گا۔

اب تم آگئے ہو تو اللہ تعالی نے میری یہ مشکل آسان فرمادی ہے اگر تمہیں زحمت نہ ہو تو یہ کتاب بازار جا کر بیچ دو اور جو پیسے ملیں اس سے ٹاٹ کا کپڑا دس گز خرید کر لے آؤ۔

خادم نے امام حمد بن حنبل سے کتاب لی اور گھر جانے کے بجائے حضرت سفیان کی درس گاہ میں پہنچ گئے اور تمام حالات وواقعات سے حضرت سفیان کو آگاہ کیا

Marfat.com

اس وقت حضرت سفیان کے پاس دیگر اور لوگ بھی بیٹھے ہوئے تھے اور وہ لوگ مالی طور پر خوش حال بھی تھے ان لوگوں نے جب امام احمد بن حنبل کے یہ حالات سنے تو چاہا کہ ان کی کچھ مدد کریں۔

حضرت سفیان نے فرمایا کہ احمد بن حنبل بہت خوددار اور غیرت مند ہیں اگر کوشش کی تو ان کی عزتِ نفس کو ٹھیس لگے گی۔ان لوگوں نے جب بہت اصرار کیا تو حضرت سفیان نے اجازت دے دی اور کہا: کوشش کر کے دیکھ لو۔

وہ لوگ امام احمد بن حنبل کے پاس گئے اور ان سے عرض کی کہ ہمیں تھوڑی بہت خدمت کا موقع دیجیے،ان کے ساتھ ہی حضرت سفیان کا خادم بھی موجود تھا۔

امام احمد بن حنبل نے ایک نظر خادم کی جانب دیکھا اور کہا کہ میں تمہیں معاف کرتا ہوں تم نے میرا راز کسی بری نیت سے فاش نہیں کیا تھا اور ان تمام لوگوں سے معذرت کر لی۔

اور خادم سے کہا کہ اگر میں بازار جانے کے قابل ہوتا تو میں خود چلا جاتا تم کو زحمت نہیں دیتا پھر خادم نے کتاب بیچ کر آپ کو ٹاٹ کا کپڑا لا کر دیا تو آپ نے پہنا۔

دوسرے دن آپ وہی ٹاٹ پہن کر حضرت سفیان کی بارگاہ میں گئے۔

تو بیٹا! یہ خوداری آپ میں بھی ہونا چاہیے والدین جو دلادیں وہ لے لیجیے بے جا ضد کرنا تو اچھی بات نہیں ہوتی نا۔ دادا جان نے دانیال کو پیار سے سمجھایا

Marfat.com

امام احمد بن حنبل کا وصال

امام احمد بن حنبل مسلمانوں کے بہت بڑے امام گزرے ہیں آپ نے بڑی محنت اور مشقت سے علم حاصل کیا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بہت سی صلاحیتوں سے نوازا تھا غربت تنگ دستی کے باوجود آپ نے کسی کے سامنے ہاتھ نہیں پھیلائے اور اگر کوئی نذر بھی کسی نے پیش کی تو آپ نے اس کو ضرورت مندوں میں تقسیم کر دیا۔

آپ کی علمیت، قابلیت کو تمام دنیائے اسلام مانتی ہے

آپ عرصہ دراز تک علم کی لازوال دولت کو علم کے شائقین میں تقسیم کرتے رہے

آخر کار اس سخت ریاضت اور خلیفہ کی جانب سے دی جانے والی جسمانی اذیتوں نے آپ کی صحت کو تباہ کر ڈالا اور آپ بیمار ہو گئے۔

عیادت کے لیے آنے والوں کی تعداد اس قدر زیادہ تھی کہ بازاروں کے راستے بند ہو گئے تھے ۲۴۱ھ میں آپ کا انتقال ہو گیا لیکن آپ کی تعلیمات کا روشن باب آج بھی اپنی کرنوں کو پھیلا رہا ہے۔

Marfat.com

کیا آپ چاہتے ہیں؟

آپ کا بچہ مستقبل کا دانشور ہو

آپ کا نونہال آنے والے دور کا معمار ہو

آپ کا بچہ نیک اور صالح نوجوان ہو

آپ کا لختِ جگر مستقبل کا مفکر ہو

آپ کا بچہ کردار و سیرت کا نمونہ ہو

تو آج ہی اپنے بچہ میں مطالعہ کی عادت ڈالیے

اپنے بچوں کو سالگرہ، امتحانات میں کامیابی اور دیگر مواقع پر کتب تحفے میں دیجیے کیونکہ

کتاب ہی بہترین دوست ہے

Marfat.com

کیا آپ دیکھنا چاہتے ہیں؟

اپنے بچہ کو مستقبل کا معمار دانشور نیک وصالح نوجوان

اسلاف کا آئینہ باشعور انسان معاشرہ کا کامیاب انسان

تو آج ہی سے اپنے بچہ میں مطالعہ کی عادت ڈالیے اپنے بچوں کو سالگرہ،
امتحانات میں کامیابی اور انعامات کی تقسیم میں کتب تحفے میں دیجیے
کیونکہ کتاب بہترین دوست ہے

READING BOOKS MAKE YOU BETTER

اسلامک ریسرچ سوسائٹی کراچی

0332-2463260, 0313-2798801
ismail.budauni@gmail.com